زینۃ المیلاد
مصنف
شاہ سید محمد عمر حسنی صاحب قادری چشتی
وارثی برکاتی رضوی
سنی کتاب گھر - آریہ نگر -
قیمت
دو روپیہ آٹھ آنے

زینۃ المیلاد

عرف

زنانہ میلاد شریف

مُصنّفہ

واعظ شیریں بیان مدّاح سرورِ انس و جاں مولٰنا مولوی ابوالنصر الحاج حافظ قاری

شاہ سیّد محمد عمر صاحب قادری چشتی وارثی برکاتی رضوی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

خلف اکبر

سیف اللہ المسلول محافظ ناموس رسول شیر بیشۂ سنت ابوالوقت

حضرت مولٰنا سید شاہ محمد ہدایت رسول صاحب قبلہ قادری البرکاتی النوری لکھنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مطبوعہ سرفراز پریس لکھنؤ

قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ

عرضِ ناشر

عورتوں کے لئے "زنانہ میلاد شریف" پہلی بار فروری ۱۹۵۹ء میں شائع ہوئی تھی الحمد للہ کہ یہ کتاب ہر طبقہ میں بے حد پسند کی گئی۔ اور چند ہی روز کے بعد تمام جلدیں ختم ہوگئیں اور عوام کی طلب بڑھتی رہی اسی زمانے میں حضرت مولٰنا الحاج صوفی شاہ ابو النصر محمد عمر صاحب قادری الوارثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر فالج کا حملہ ہوا حضرت علیہ الرحمہ کا خیال تھا کہ دوسرے ایڈیشن میں کچھ ترمیم و اضافہ کرنے کے بعد اس کی زبان بھی ایسی کردی جائے جو بیک وقت عورتوں اور مردوں کے لئے کارآمد ہو جائے لیکن ہماری بدقسمتی کہ فالج اور بلڈ پریشر کے مسلسل حملوں نے اپریل ۱۹۶۲ء میں سلسلۂ حیات منقطع کردیا۔

پبلک کی بے حد فرمائش پر یہ تیسرا ایڈیشن بغیر کسی رد و بدل کے شایع کر رہا ہوں۔ مردوں کے لئے بھی یہ کتاب معمولی سی ترمیم کے بعد کارآمد ہو جائے گی یعنی جہاں جہاں 'محترم بہنو' ہے وہاں 'بھائیو' کر لیجئے۔ اور اسی طرح 'سناتی ہوں' کی جگہ 'سناتے ہیں' کر لیجئے۔ یہ کتاب بہت عجلت میں چھپ رہی ہے اس لئے اس میں کچھ خامی رہ گئی ہو تو معاف فرمائیں۔

نیاز کیش

قیصر وارثی

ابن مصنف علیہ الرحمہ

جون ۱۹۶۶ء

آریہ نگر۔ لکھنؤ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

باب (۱)

پیاری بہنو! میلاد شریف شروع کرنے سے پہلے مؤدّب اور باوضو ہو کر دوزانو بیٹھیے پھر اَلْفَاتِحَۃُ (اِلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ) کہہ کر دونوں ہاتھ اُٹھائیے اور ایک بار سورۂ فاتحہ اور تین بار (قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ) اور تین بار درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پاک اور آپ کے اصحاب کرام اور آپ کی امت کے تمام اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بخش دیجیے اُس کے بعد یہ نورانی خطبہ پڑھیے۔

برکت والا نورانی خطبہ

اَللّٰھُمَّ یَا مَنْ لَّہُ النُّوْرُ۔ وَمِنْہُ النُّوْرُ۔ وَفِیْہِ النُّوْرُ۔ وَاِلَیْہِ النُّوْرُ۔ وَعَنْہُ النُّوْرُ۔ یَا نُوْرُ لَکَ الْحَمْدُ سَرْمَدًا ط صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَحَبِیْبِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ سِرَاجِکَ الْمُنِیْرِ وَاٰلِہٖ اَبَدًا ط یَا نُوْرُ وَیَا نُوْرَ النُّوْرِ وَ یَا نُوْرًا قَبْلَ کُلِّ نُوْرٍ وَیَا نُوْرًا بَعْدَ کُلِّ نُوْرٍ ط لَکَ النُّوْرُ وَبِکَ النُّوْرُ ط وَمِنْکَ النُّوْرُ۔ وَاِلَیْکَ النُّوْرُ وَاَنْتَ النُّوْرُ۔ وَنُوْرُ النُّوْرِ وَنُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ط صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَسَنَدِنَا وَحَبِیْبِنَا وَشَفِیْعِنَا وَوَکِیْلِنَا وَکَفِیْلِنَا مُحَمَّدٍ نُوْرِکَ الْاَنْوَرِ ط وَاٰلِہِ السُّرُجِ الْغُرَرِ ط وَصَحَابَتِہِ الْمَصَابِیْحِ الزُّھَرِ ط صَلٰوۃً تَجْعَلُ لَنَا بِھَا فِیْ قُلُوْبِنَا نُوْرًا وَّفِیْ صُدُوْرِنَا نُوْرًا وَّفِیْ عُیُوْنِنَا نُوْرًا وَّفِیْ اَشْفَاھِنَا نُوْرًا

وَّفِیْ قُبُوْرِنَا نُوْرًا وَّفِیْ اَرْوَاحِنَا نُوْرًا وَّفِیْ اَجْسَامِنَا نُوْرًا وَّفِیْ اَجْسَادِنَا نُوْرًا اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ یَا نُوْرُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ؕ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۙ

ترجمہ :۔ بے شک آیا تم میں اللہ کی طرف سے نور اور قرآن مجید

پیاری بہنو! اس آیت کریمہ میں خداوند تعالےٰ جل وعلا نے اپنے پیارے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری یعنی آپ کے میلاد شریف کا ذکر فرمایا کہ اے ایمان والے بندو! اور اے ایمان والی کنیزو! بے شک تم میں تشریف لائے سرورِ دوعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سوال ہوتا ہے کہ کہاں سے آئے تو فرمایا جاتا ہے کہ مِنَ اللّٰہِ یعنی خدا کی طرف سے آئے اُن کو خدا نے بھیجا وہ اللہ کے رسول ہیں (صلے اللہ علیہ وسلم) یعنی اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ وہ کون ہیں تو فرمایا جاتا ہے کہ وہ نور ہیں۔ پیاری بہنو! سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی تفسیر میں اس جگہ نور کے آگے یہ الفاظ لکھے ہیں یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اب یہ سوال ہوتا ہے کہ وہ آئے تو کیا لائے تو ارشاد ہوتا ہے کہ وہ قرآن پاک کی جیسی مُنوّر اور روشن کتاب لے کر آئے۔ بہنو! خداوند تعالےٰ کے ناموں میں ایک نام نور بھی ہے قرآن پاک میں ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یعنی اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔ آپ نے قاعدہ بغدادی میں بھی اللہ تعالےٰ کے ننانوے ناموں میں ایک نام یَا نُوْرُ بھی پڑھا ہوگا۔ اور یہ بھی جان لو کہ قرآن پاک کو بھی اللہ تعالےٰ نے نور فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝ یعنی نازل کیا ہم نے تمہاری طرف چمکتا نور یعنی قرآن مجید۔

تو اب آیت کا نورانی مطلب یہ ہوا کہ نورِ حقیقی یعنی خداوند عالم کی طرف سے نور آیا، یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن ہی کے ساتھ نور آیا یعنی قرآن مجید اور لطف یہ کہ آپ کو نور ماننا بھی اُن لوگوں نے جن کے دل دماغ نورِ ایمان سے مُنوّر ہیں۔

چنانچہ وہ رب کریم ارشاد فرماتا ہے کہ

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ؕ

ترجمہ :- یعنی جسے اللہ تعالیٰ نور (ایمان کا) نہ دے تو اُس کے لئے کہیں نور نہیں

اچھا بہنو! اب اس نور کی پیدائش اور میلاد شریف کی ابتدا کا ذکر کرتی ہوں، جس کے سُننے کے لئے آپ حضرات یہاں تشریف لائی ہیں، اس کے پہلے میں جناب شمیمہ صاحبہ زینت وارثیہ کی ایک حمد و نعت اور منقبت پاک سُنانا چاہتی ہوں، آپ سب لوگ درود شریف پڑھ کر خوب غور و توجہ سے سماعت فرمائیں۔ سبحان اللہ کیا خوب کہا ہے

حمد و نعت و منقبت

میں حمدِ خدا اور نعتِ نبیؐ کے پھول کھلانے آئی ہوں
جنت کی مہکتی کلیوں سے محفل کو سجانے آئی ہوں

کچھ مدحتِ آلِ پاک نبیؐ اور منقبتِ اصحابِ نبیؐ
میں اپنی پیاری بہنوں کو محفل میں سُنانے آئی ہوں

گلزارِ نبیؐ کے پھولوں سے کچھ رنگ اُڑا کر کچھ خوشبو
افسردہ دلوں کے غنچوں کو فردوس بنانے آئی ہوں

پُر نور بناؤں گی دل کو میں نورِ سراجِ بطحا سے
جو بجھ نہ سکے گی اے بہنو وہ شمع جلانے آئی ہوں

دامن میں دُرودوں کی کلیاں ہاتھوں میں سلاموں کی ڈالی
کچھ نعت کے نوری گلدستے میں اُن پہ لُٹانے آئی ہوں

پُر نور تھی جس سے بزمِ حرم چمکا تھا جو اوجِ فاراں پر
اُس ماہِ عرب کی کچھ باتیں میں تم کو سُنانے آئی ہوں

یہ سُن کے کہ اس محفل میں مرے سرکار خود آتے ہیں زینت
میں اُن کے مبارک قدموں کو آنکھوں سے لگانے آئی ہوں

باب (۲)

عنوانِ کائنات محمدؐ کا نام ہے تمہیدِ ذکر مولدِ خیر الانام ہے

میری بزرگ ماؤں اور معزز بہنو! یہ تو آپ جانتی ہی ہیں کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ سوائے خداوند تعالےٰ جل جلالہٗ کے اور کچھ نہ تھا۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَّعَهٗ شَيْئًا — [۱]بخاری شریف

(یعنے) اللہ ہی اللہ تھا اور اُس کے سوا کچھ نہ تھا — از مشارق الانوار

مطلب یہ کہ معبود تھا، مگر کوئی عابد نہ تھا، مسجود تھا مگر کوئی ساجد نہ تھا، محمود تھا مگر کوئی حامد نہ تھا، مشہود تھا مگر کوئی شاہد نہ تھا۔

ہاں یہ کہہ لیجئے کہ وہ خود ہی اپنا حامد تھا اور خود ہی محمود، خود ہی شاہد اور خود ہی مشہود، خود ہی محب اور خود ہی محبوب جل جلالہٗ۔ چنانچہ وہ رب تبارک و تعالیٰ خود ہی ارشاد فرماتا ہے کہ كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ مُحَمَّدًا صلے اللہ علیہ وسلم (حدیث قدسی)

یعنی میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ تو میں نے جب چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو پیدا کیا میں نے محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یعنی اُس کے کمالِ محبت کا یہ تقاضا ہوا کہ

آئینۂ جمالِ پُر انوار بھی تو ہو — میلادِ پاک احمدؐ مختار بھی تو ہو

ہاں اُس کا اب ظہور ہو۔ بالکل جو میرا نور ہو
بے مثل و بے نظیر ہو۔ سایا بھی اُس سے دُور ہو
اور وہ کیسا میرا محبوب ہو کہ

اُسی کے نور سے سب کائنات پیدا ہو — اُسی کے واسطے ہر جزو کُل ہُویدا ہو
اُسی کے نام سے خلقت کی ابتدا کی جائے — اُسی کی محفلِ میلاد اب رچا دی جائے
اُسی کے ذکر کا عالم میں بول بالا ہو — اُسی کی یاد سے ہر قلب میں اُجالا ہو
اُسی کے کلمہ سے توحید کی اشاعت ہو — اُسی کی اُمتِ مرحومہ خیر اُمت ہو

ساری مخلوقات اُسی کی معرفت سے محمد کو پہچانے، جو اُس کو جانے وہ مجھ کو جانے، جو اُس کو نہ مانے وہ عمر بھر خاک چھانے، خُلق جس کی فطرت، عفو جس کی عادت، عالی جس کی ہمّت، بالا جس کی عزّت، سخاوت جس کا کام، رحمت جس کی عام ہو۔

پیاری جس کی صورت، کامل جس کی سیرت، نوری جس کی خلقت، اعلےٰ جس کی عظمت، شفاعت جس کا کام، محمدؐ جس کا نام ہو۔

سر سے پاؤں تک رحمت ہو، گویا عین محبت ہو، نام میں جس کے لذّت ہو، ذکر کو جس کے رفعت ہو۔ بزمِ جہاں کی زینت ہو۔ مالک حور و جنّت ہو، عالمِ غیب و شہادت ہو، واقفِ رازِ حقیقت ہو۔ جس کی محبت میری محبت، جس کی اطاعت میری اطاعت، اور جس کی معرفت میری معرفت ہو۔

چنانچہ جب یہ ارادہ فرمایا اُس قدرت والے نے تو لے لیا اپنے نور سے ایک حصّہ نور کا، اور فرمایا اُس نور سے۔

کُوْنِیْ مُحَمَّدًا۔ یعنی (اے میرے نور اب تو) محمد ہو جا (صلے اللہ علیہ وسلم)۔

پیاری بہنو! یہی وہ بنیادی چیز ہے، جس کو ابن جوزی علیہ الرحمہ نے ان الفاظ میں پیش فرمایا ہے، سُنو اور دُرود شریف پڑھو۔

ذکرِ پیدائش بزبان قدرت

لَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰی خَلْقَ الْمَخْلُوْقَاتِ وَبَسْطَ الْاَرْضِ وَرَفْعَ السَّمٰوٰتِ فَقَبَضَ قَبْضَةً مِّنْ نُّوْرِهٖ فَقَالَ لَهَا كُوْنِیْ مُحَمَّدًا فَصَارَتْ عَمُوْدًا مِّنْ نُّوْرٍ فَعَلَا حَتّٰی انْتَهٰی اِلٰی حُجُبِ الْعَظَمَةِ۔ فَسَجَدَ

یعنی جب ارادہ فرمایا خدائے تعالےٰ نے کہ مخلوقات کو پیدا فرمائے اور زمین کے فرش کو بچھائے اور آسمان کے شامیانے کو قائم کرے تو اپنے نور سے ایک حصہ نور کا لیا اور اُس نور سے فرمایا کُنْ مُحَمَّدًا یعنی ہو جا محمدؐ۔ بس ہو گیا وہ (نور) جیسے ایک ستون نورانی، اور بلند ہونے لگا یہاں تک کہ عظمت والے پردوں تک پہونچ گیا اور دربار خاص میں پہونچ کر خداوند قدوس کو سجدہ کیا،

قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، قَالَ عَزَّ وَجَلَّ،
فَلِذٰلِكَ خَلَقْتُكَ وَسَمَّيْتُكَ
مُحَمَّدًا (صلے اللّٰہ علیہ وسلم)
فَمِنْكَ اَبْدَاءُ الْخَلْقِ وَبِكَ
اَخْتِمُ الرُّسُلِ ۔ الخ

(نہایۃ الارشاد للہ مولانا عین القضاۃ بانی مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ)

اور کہا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ خداوند تعالےٰ نے خوش ہوکر فرمایا کہ (اے میرے نور) بیشک میں نے تجھ کو اسی لئے پیدا فرمایا ہے کہ تو مجھ کو سجدہ کرے اور میری حمد و ثنا بیان کرے اے میرے نور پاک اے حبیب مکرم میں نے تیرا نام رکھا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور میں نے تجھ ہی سے خلقت کی ابتدا کی اور تجھ کو اتنا بڑا مرتبہ بخشا کہ تجھ ہی پر نبوت و رسالت کو بھی ختم فرمایا۔

میری مکرم بہنو! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے ہمارے اور تمھارے آقا نور مجسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا اور سب سے پہلے اسی نور کا نام محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا، اور مخلوق میں سب سے پہلے آپ ہی کو اپنا مقرب بندہ حامد اور عابد بنایا، اور سب سے پہلے آپ ہی سے کلام فرمایا، اور سب سے پہلے آپ ہی کی تعریف و توصیف فرمائی، اور سب سے پہلے خَلَقْتُكَ فرما کر خود ہی آپ کی پیدائش کا ذکر فرمایا اور اپنے محبوب کو سنایا، اور سب سے پہلے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود زبان قدرت سے اپنی پیدائش کا ذکر مبارک سنا۔

معزز ماؤں اور مکرم بہنو! اور حاضرات محفل سنا آپ نے کہ ہمارے پیارے آقا ہمارے نامدار سید الابرار نور مجسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر پیدائش کی ابتدا کب سے ہوئی یہ اس وقت سے ہوئی کہ جب سوا خداوند تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کچھ نہ تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ مخلوقات میں اس ذکر سے زیادہ قدیم کوئی ذکر ہی نہیں بلکہ یہی ذکر مبارک سب ذکروں کی اصل اور بنیاد ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

حمد و نعت کے مہکتے پھول

ادا ہو کس زباں سے حمد اس رب تعالےٰ کی
کہ جس نے ایک لفظِ کُن سے سب مخلوق پیدا کی

وہ جس نے نور سے اپنے کیا نورِ نبیؐ پیدا
بنا کر خود ہی اپنے حسنِ صنعت پر ہوا شیدا
اُسی کے نور سے پیدا کیے دونوں اُس نے
بنایا چاند سورج اور زمین و آسماں اُس نے
بنا ڈالی اُسی کے نور سے عرشِ معلےٰ کی
بنا ڈالی اُسی کے واسطے ہر چیز دُنیا کی
اُسی کے سر پہ باندھا ابتدائے خلق کا سہرا
اُسی کی ذات پر دورِ نبوّت ختم فرمایا
وہی اوّل وہی آخر وہی باطن وہی ظاہر
اُسی کے نور کا پرتو جمالِ طیّب و طاہر
اُسی کے نور کی کامل جھلک تھی آلِ اطہر میں
وہی ضو تھی ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ میں
اُسی سے فیض پایا عائشہؓ سلمےٰؓ خدیجہؓ نے
اُسی کا وصف پایا سیّدہ خاتون زہراؓ نے
اُسی کے علم کی نورانیت پائی اماموں میں
اُسی کے عشق کی ادنےٰ جھلک ہے ہم غلاموں میں
اُسی نورِ خدا صلِّ علےٰ کی آج محفل ہے
عمر میلادِ محبوبِ خدا کی آج محفل ہے

نعت شریف

اچھا بہنو! اب ایک نعت شریف جناب خدیجہ صاحبہ شہناز وارثیہ کی ادا
سُن لیجیے، پھر اس کے بعد سرکار کی محفل میلاد شریف کا قرآنی بیان سُنیے۔
دیکھیے کیا خوب اپنے پیارے آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

محبّت میں ڈوب کر فرماتی ہیں :۔

کب دل میں ضیائے حُبِّ نبیؐ، ہر ایک کے پائی جاتی ہے
یہ شمع وہ ہے جو مومن کے سینے میں جلائی جاتی ہے

اُمید مری بخشش کی عمر اب حشر میں پائی جاتی ہے
اُس در پہ میں آپہونچی ہوں جہاں تقدیر بنائی جاتی ہے

کس غیرتِ عیسیٰ کی صورت مرقد میں دکھائی جاتی ہے
شہناز تنِ بے جان میں پھر اِک جان سی آئی جاتی ہے

کس درجہ حسیں فطرت ہے تری کیا نامِ خدا صورت ہے تری
جو روح میں اُتری آتی ہے اور دل میں سمائی جاتی ہے

کس درجہ رضا جو رب ہے ترا قبلہ بھی تری مرضی سے بنا
جس سمت نظر اُٹھتی ہے تری اُس سمت خدائی جاتی ہے

آغاز ہو ذکرِ پاک نبیؐ آجائیں گے اہلِ محفل بھی
پروانے بھی آہی جاتے ہیں جب شمع جلائی جاتی ہے

اللہ رے علمِ پاک نبیؐ مخفی نہیں کوئی رازِ خفی
ہر شئے کی خبر دی جاتی ہے ہر بات بتائی جاتی ہے

یہ لمعۂ حسنِ فطرت ہے کیا طور سے اس کو نسبت ہے
شہناز یہ برقِ الفت ہے جو دل پہ گرائی جاتی ہے

باب (۳)

عالمِ بالا میں محفل میلاد شریف

محترم بہنو! آپنے اُس زمانے میں تو حضور کی پیدائش کا ذکر مبارک سُنا جس زمانے میں

صرف خدا اور اُس کا حبیب ہی تھا اور بس۔ اب آئیے آپ کو ایک بڑی شاندار محفل ذکر میلاد کا بیان سُنائیں جسے سُن کر آپ بہت خوش ہوں گی کہ خداوند تعالےٰ نے کیسے دُھوم دھام سے ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر پیدائش کی محفل منعقد کی۔

میری بزرگ ماؤں اور بہنو! آپ جانتی ہیں کہ جب کوئی شخص بھی میلاد شریف کی محفل کرنا چاہتا اور اس بہانے سے اپنے پیارے آقا سرکار عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت خاص کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے لئے جگہ کا انتظام کرتا ہے، دن تاریخ اور وقت مقرر کرتا ہے، اور اپنی حسب حیثیت شامیانے کا فرش کا روشنی کا تخت کا خوشبو کے لئے لوبان وغیرہ کا گلدستوں کا پھولوں کا آرائش وزیبائش اور زیب وزینت کا پھر سُننے والوں کو بُلانے کے لئے اعلان کرنے کا پھر آنے والوں کو کچھ تبرک اور حصہ دینے کا پانی کا چاء کا غرضکہ اپنی بساط کے موافق اور اپنے حوصلے اور اپنے جذبات محبت کے لحاظ سے پوری کوشش کرتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل میلاد شریف کو اپنے امکان بھر اچھے سے اچھے شاندار طریقے پر رچائے اور حضور کے محبت کرنے والوں اور آپ کے نام پاک پر اپنا جان ومال فدا کرنے والوں کے دفتر میں اپنا نام لکھائے۔

چنانچہ خدائے تعالےٰ نے جب اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل ذکر پیدائش کا انعقاد کرنا چاہا تو اُس نے اپنی شان خدائی کے لائق ہر چیز کا اہتمام فرمایا۔ آسمانوں کے اونچے اونچے تنبو اور شامیانے ایسے عالی شان قائم فرمائے، اور زمین کا بچھونا رنگ برنگ کے خوشنما پھولوں سے مُزین بنا کر ایسا پانی پر بچھایا کہ بنانے والے کی قدرت اور آنے والے کی عظمت کا پتہ دے رہا ہے، چنانچہ خود ہی قرآن کریم میں اپنے اس اہتمام کی تعریف میں ارشاد فرما رہا ہے ــــ کہ

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ○ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ○ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

اور ہم نے آسمانوں کے شامیانے قائم کئے اپنے قدرت والے ہاتھوں سے اور واقعی ہمیں خوب وسعت دینے والے ہیں۔ اور زمین کا بچھونا ہم نے بچھایا اور ہم کیا ہی اچھے بچھانے والے ہیں۔ اور ہر چیز کا ہم نے جوڑا بنایا۔ مطلب یہ کہ تم ذکر کرو۔

اب جب شامیانہ نصب ہو چکا، اور فرش آراستہ ہو گیا تو اب روشنی کا اہتمام بھی ضروری ہونا چاہیئے تھا، چنانچہ روشنی کے لئے دن کو چمکتا سورج اور رات کو جگمگاتا چاند تیار فرمایا اور چاند کے لئے منزلیں مقرر فرما کر دن تاریخ وغیرہ کا خاص اہتمام فرمایا۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے ـــ

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ○

وہ خداوند تعالٰے ہے جس نے سورج کو روشنی اور چاند کو چاندنی بخشی، اور چاند کے لئے منزلیں مقرر فرمائیں تاکہ تم لوگ سنہ اور سال وغیرہ کا حساب لگا سکو۔

اور میری محترم بہنو! صرف روشنی کے لئے بے تیل بتّی کے چراغوں اور بغیر چابی کے چلتی ہوئی گھڑیوں ہی کا انتظام نہیں فرمایا۔ اور صرف دن تاریخ اور وقت کے تقرر ہی کے لئے ہمیشہ کے لئے جنتری اور قدرتی کلنڈر نہیں بنایا۔ بلکہ اُس نے زیب و زینت اور آرائش و زیبائش و نمائش کا بھی خاص طریقہ پر اہتمام فرمایا یعنی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل میلاد کے شامیانے کو جگمگاتے ہوئے ستاروں اور شفق کے سُرخ کناروں اور کہکشاں کی رنگین جھنڈیوں سے بھی آراستہ فرمایا۔ چنانچہ خود قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے :ـــ

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ اِلْكَوَاكِبِ ۙ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَیْطَانٍ مَّارِدٍ ○

بیشک ہم نے دنیا کے آسمانوں کو ستاروں سے زینت بخشی اور جس طرح ہم نے چاند روشنی اور جنتری دونوں کام لئے اسی طرح جگمگاتے ستاروں سے بھی دونوں کام لئے ایک تو یہ دیکھنے والوں کیلئے زیب و زینت اور دوسرے شیطان مردود سے حفاظت۔

یعنی اس زیب و زینت کی برکت سے شیطان سے حفاظت رہتی ہے اور محفل والے اور مکان محفل شیطان کی شرارتوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ یہی تو وجہ ہے کہ شیطان محفل میلاد شریف کی زیب و زینت سے بہت جلتا ہے اور ایسی پاک محفلوں میں شریک ہونے سے اپنے لئے بڑا خطرہ محسوس کرتا ہے اور اگر چوری چھپے یعنی اپنے دل میں خدائے تعالیٰ جل جلالہٗ اور اس کے رسول صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی عداوت کا مرض چھپائے ہوئے جاتا بھی ہے تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ پھر اُس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ یعنی اُس کے پیچھے ایک شعلہ چمکتا ہوا لگتا ہے۔ پس بہنو یہ جان بچا کر فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۔ وہاں سے بھاگتا نظر آتا ہے، سچ تو یہ ہے کہ یہ سب خدا کی طرف سے قدرتی انتظام ہے ورنہ ہم تم کیسے ان شیطانوں کو نکال سکتے جو اکثر انسانوں ہی کی صورت میں ہوتے ہیں۔

اور غور کرو بہنو! یہ جو خدائے تعالےٰ نے فرمایا کہ ہم نے دنیا کے آسمان کو زینت بخشی اس کی وجہ یہ ہے کہ اس آسمان کو سب دیکھتے ہیں یہ سامنے کی چیز ہے اور دکھاوے کے لئے سامنے ہی کی چیز سنواری بنائی جاتی ہے، چنانچہ ہماری بہت سی ماں بہنیں اپنے آقا کی پیاری محفلیں سجانے کے لئے اپنے دوپٹے تک لگا دیتی ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے بہنو کہ خداوند تعالےٰ کو کچھ زینت پسند ہی ہے اسی وجہ سے ہر چیز کو اُس نے زینت بخشی ہے کیا انسان کیا حیوان کیا چمن کے پھول کیا کانٹے کیا درخت کیا پتے۔ غور سے دیکھو تو کوئی چیز زیب و زینت سے خالی نہیں۔ مہینوں کو رمضان شریف سے زینت دی۔ کتابوں کو قرآن مجید اور قرآن مجید کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے زینت بخشی۔ انسانوں کو نبیوں اور رسولوں سے اور سارے نبیوں اور رسولوں کو سید الانبیا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زینت عطا فرمائی اور اسی طرح ساری محفلوں کو میلاد مبارک کی محفلوں سے اور سارے ذکروں سے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر میلاد مبارک سے زینت و سرفرازی عطا فرمائی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ اے محبوب ہم نے آپ کے ذکر کو بلندی و رفعت عطا فرمائی ہے۔ نمازیوں کو حکم دیا گیا خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ؕ یعنی نماز کے وقت اپنے کو زینت دو، اور جو لوگ زینت سے روکتے ہیں اُن کے متعلق فرمایا کہ:۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ

یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے میرے محبوب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ کون ہے جو اللہ کی زینت کو حرام قرار دیتا ہے جو اُس نے اپنے بندوں کیلئے پیدا فرمائی

الدُّنْیَا خَالِصَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔ اور کھانے پینے کی حلال اور پاک چیزوں کو کون ناجائز ٹھہراتا ہے) آپ فرما دیجئے کہ یہ زیب و زینت ایمان والوں ہی کے لئے ہے دنیا کی زندگی میں پھر اس سے بڑھ کر خالص زینت ایمان والوں کے لئے قیامت کے دن ہوگی ۔

غور تو کرو ایمان والی ماں بہنو! کہ جب زینت خداوند تعالےٰ کو ہر چیز اور ہر کام میں پسند ہے تو پھر خود اللہ تعالےٰ اور اُس کے حبیب کے ذکر کی محفل مقدس میں کیوں نہ پسند ہوگی یہی وجہ ہے کہ ہمارے ایمان والے بھائی اور بہنیں ہمیشہ اپنے امکان بھر محفل میلاد شریف کو خوب آراستہ و پیراستہ کرتے ہیں ۔

غرضکہ میری پیاری بہنو! خداوند تعالےٰ نے اپنے پیارے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل کو سجانے کے لئے خوب خوب اہتمام فرمایا۔ باغ جنت کے سدا بہار گلدستے سجائے گئے سمندروں اور دریاؤں کی سبیلیں جاری کی گئیں ۔عرش اعظم کا عظیم الشان تخت بچھایا گیا۔ بیان کون کرتا تو خود ہی اپنی ذات پاک کو منتخب فرمایا اور سامعین میں تمام انبیاء علیہم السلام کو دعوت دی گئی، اور ظاہر ہے کہ جب سارے نبی و رسول بُلائے گئے تو ہمارے حضور تو سید الانبیاء ہیں کیوں اُس محفل میں نہ ہوں گے بیشک آپ بھی تھے اور ضرور تھے اور یہ سب جو کچھ تھا سب آپ ہی کے لئے تھا اور جو کچھ ہے سب آپ کے لئے ہے ۔ درود شریف پڑھیے ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ ۔

نعت مُبارک

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے
دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اُٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے
یہ شمس و قمر یہ شام و سحر یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لئے

جناں میں چمن، چمن میں سمن، سمن میں پھبن، پھبن میں دُلہن
سزائے محن پہ ایسے منن یہ امن و اماں تمہارے لئے

خلیل و نجی مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی؟
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے

اشارے سے چاند چیر دیا، چھپے ہوئے خور[۱] کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لئے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے[۱] لئے

پیاری بہنو اور محترم ماؤں! اس شان و عظمت ذاتیہ کے ساتھ خداوند تعالےٰ نے اپنے پیارے حبیب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر میلاد مبارک سارے انبیاء علیہم السّلام کو سُنایا، جس کا ذکر قرآن پاک میں اس طرح بیان فرمایا کہ :-

اے میرے حبیب ذرا یاد تو فرمائیے اُس خاص محفل کے واقعات کو، کہ جس میں خداوند تعالےٰ نے سب پیغمبروں سے اس بات کا عہد لیا، کہ میں نے تم کو جو کتاب اور حکمت کا حصّہ دیا ہے تو

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

پھر جب وہ رسول اولوالعزم تم میں تشریف فرما ہو اور تمہاری تصدیق فرمائے (کیونکہ یہ سب باتیں اُس کی دیکھی بھالی اُس کے سامنے کی ہیں) تو تم اُس پر ایمان لانا، اور اُس کی ہر قسم کی مدد کرنا۔ کیا اے جملہ حاضرین محفل یعنی اے تمام نبیو اور رسولو! کیا تم سب نے اس بات کا اقرار کیا اور اس پر

[۱] مخفف خورشید کا یعنی سورج ۱۲ [۱] پوری ۲۵ شعر کی نعت دیکھنا ہو تو ملاحظہ کیجئے حدائق بخشش حصہ اول دیوان اعلحضرت بریلوی قدس سرہٗ۔ جو دفتر سُنی لکھنؤ میں مل سکتی ہے۔

هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ۝ عہد قبول کیا، سب پیغمبروں نے جواب دیا کہ ہاں ہاں ہم نے اقرار کیا، خداوند تعالےٰ نے فرمایا کہ اچھا گواہ بنو تم سب ایک دوسرے کے اور میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں کیونکہ یہ معاملہ میرے حبیب کی تشریف آوری سے تعلق رکھتا ہے، مگر یاد رکھو کہ جو کوئی اس عہد سے پھر جائے تو اُس کا شمار فاسقوں میں ہو گا۔

دیکھو پیاری بہنو! کس شان سے ہمارے آقائے نامدار کا ذکر میلاد مبارک کیا جا رہا ہے اور کس دھوم سے محفلِ میلاد شریف رچائی جا رہی ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ، بہنو درود شریف پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

مزے دار نعت

سرِ عرشِ اعظم یہ کیا ہو رہا ہے ۔۔۔ بیانِ حبیبِ خدا ہو رہا ہے
نبی و رُسل سب بُلائے گئے ہیں ۔۔۔ کہ ذکرِ سرِ انبیا ہو رہا ہے
خدا ذاکرِ ذکرِ میلاد ہے خود ۔۔۔ مگر عہد بھی اک نیا ہو رہا ہے
ہمیشہ رہے ذکرِ میلاد قائم ۔۔۔ یہ منشائے ربُّ العُلا ہو رہا ہے
شہنشاہِ عالم بھی ہیں جلوہ فرما ۔۔۔ عمرؔ اک سماں نور کا ہو رہا ہے

باب (۴)

دنیا میں حضور کے میلاد شریف کا اہتمام

میری بزرگ ماؤں اور محترم بہنو! آپ نے عالم بالا میں تو اپنے آقا و مولیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شاندار محفلوں کا بیان سُنا لیکن کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اگر وہ رب

تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذکر میلاد شریف کے سلسلے کو صرف اُسی عالم میں ختم فرما دیتا۔ تو اگرچہ تمام انبیاء علیہم السّلام تو آپ کی محفل میلاد مبارک میں شریک ہو کر کتاب و حکمت کا حصّہ پا چکے تھے مگر ہم دنیا والے مسلمان اس نعمتِ عظمےٰ سے قطعاً محروم رہ جاتے، لہٰذا قُربان جائیے اُس پروردگار دو عالم کے کہ اُس نے (اپنے حبیب پاک کے صدقے سے) یہ چاہا کہ اپنے اُس نور کو جو سارے عالم بالا کو جگمگا رہا ہے دنیا میں بھی بے مثل انسانی لباس میں پیدا فرمائے۔ تاکہ دنیا میں بھی ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں میرے طریقے کی پیروی کریں یعنی میرے حبیب کے ذکر میلاد کی محفلیں خوب شان و شوکت سے منعقد کریں۔ خود پڑھیں دوسروں سے پڑھوائیں۔ خود سُنیں دوسروں سے سُنوائیں اور اس طرح سُنّتِ الٰہیہ اور میرے حبیب اور سارے انبیاء علیہم السّلام کی پیروی کا شرف حاصل کریں۔

چنانچہ اس مقصدِ اعلیٰ کی تکمیل کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے قدرت والے ہاتھوں سے خود بنایا۔ اور اپنے پیارے حبیب کے نور سے اُن کی پیشانی کو مُنوّر فرمایا۔ پھر اُن کو مسجود ملائکہ بنایا۔ یعنی سب فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں، سب نے بے تامل سجدے کو سر جُھکایا صرف شیطان نے انکار کیا کہ یہ سر خدا کے سامنے جُھکتا ہے بھلا انسان کے سامنے کیسے جُھک سکتا ہے حکم الٰہی کو نہ مانا مردود کر کے نکالا گیا ہزاروں برس کی عبادت برباد کر دی گئی کوئی نماز اور نماز کا سجدہ نہ کام آیا۔ پھر خداوند تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو رہنے کے لئے باغ جنّت عطا فرمایا۔ مگر شیطان نے آخرکار ورغلایا باغ جنّت سے نکلوایا۔ سیدنا آدم علیہ السّلام نے تین سو برس تک گریہ و زاری فرمائی اور دن رات توبہ و استغفار کرتے رہے مگر خدا نے نہ معاف کرنا تھا نہ معاف کیا آخرکار حضور کے ذکر میلاد مبارک کو وسیلہ بنایا۔ فوراً توبہ قبول ہوئی اور از سرِ نو عروج پایا۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے:-

فَتَلَقّٰىٓ اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ

یعنی پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے خدا سے چند باتیں تو قبول فرمائی خدا نے اُن کی توبہ۔

وہ چند باتیں کیا تھیں ؟ وہ یہی حضور کا ذکر میلاد مبارک تھا۔

میری بزرگ ماؤں اور معزز بہنو! حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے اس طرح دعا کی کہ یا اللہ تو نے تو وعدہ کیا تھا کہ میں تیرے بیٹوں میں نبیوں اور رسولوں کو پیدا کروں گا اور اُن میں ادریس علیہ السلام کو مقام عالی پر اُٹھاؤں گا اور نوح علیہ السلام کو طوفان میں کشتی پر بٹھاؤں گا اُن کے واسطے سے توبہ قبول فرمالے لیکن نہ قبول ہوئی۔ پھر عرض کیا کہ یا اللہ تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ تیری اولادوں میں سے ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ کلیم اللہ کو پیدا کروں گا اُن کے وسیلے سے توبہ قبول فرمالے۔ یہ کہنا بھی کارگر نہ ہوا۔ اسی طرح اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے وسیلے پیش کرتے رہے لیکن کامیابی نہ ہوئی آخر میں اس طرح عرض کیا۔ کہ یا اللہ اے میرے پروردگار تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تیری اولادوں میں ایک نبی خاتم الانبیاء پیدا کروں گا۔ جس کا نام پاک احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا جن کے والد عبداللہ ہوں گے۔ اے رب کریم اُس آمنہ کے لخت جگر مکی و مدنی وہاشمی پیغمبر سید الانبیاء والرسل کے نام پاک کے وسیلے سے میرے حال زار پر رحم فرما۔ اے رب بیشک ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا کہ اب تک اُس پیارے محبوب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیرے دربار میں وسیلہ نہیں بنایا۔ اب اگر اتنا بڑا زبردست وسیلہ پیش کرنے کے بعد بھی تو ہماری بخشش نہ فرمائے اور ہم پر رحم نہ کرے تو واقعی ہم بہت گھاٹے میں رہیں گے۔

پیاری بہنو! بس اس وسیلے کو پیش کرنا تھا کہ دریائے رحمت الٰہی جوش میں آجاتا ہے اور فوراً حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول اور خطا معاف ہوتی ہے چنانچہ امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اے آدم تم نے ہمارے محبوب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے جانا۔ عرض کیا کہ جب تو نے مجھ کو پیدا فرمایا تھا اور میرے جسم میں روح ڈالی تھی تو میں نے آنکھ کھول کر عرش اعظم پر لکھا دیکھا تھا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

جب ہی میں نے جان لیا اور مان لیا تھا کہ یہ تیرے بڑے پیارے محبوب ہیں جبھی تو ان کا نام تیرے نام کے برابر لکھا ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہاں اے آدم قسم ہے اپنے جلال و جمال کی کہ بیشک وہ میرا محبوب ہے میں نے تجھ کو دنیا میں اسکی پیدائش کا سبب بنایا اگر پیدا نہ کرتا میں اس کو تو ہر گز نہ پیدا کرتا میں تجھ کو۔ اور ہاں ہاں اے آدم اے ابو البشر اے میرے صفی بے شک اُسی کے وسیلے سے آج میں نے تیری توبہ قبول فرمائی۔

بہنو! اگر سچ پوچھو تو تمہارا دل فوراً مان لے گا کہ یہ ساری باتیں اول سے آخر تک ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر میلاد مبارک نہیں تھا تو اور کیا تھا اور یہ بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جب اور جہاں کوئی وسیلہ کام نہیں آتا تو اُس موقع پر ہمارے آقائے نامدار سرکار ابد قرار کے میلاد شریف کا وسیلہ کام آتا اور اللہ تعالےٰ کرم فرماتا ہے اپنے قہر سے نجات عطا فرماتا ہے اور ہر دلی مراد پوری فرماتا ہے۔

بہنو! آج اسی وسیلے کو ہم بھول گئے ہیں اور اسی کو ہم نے چھوڑ دیا ہے جو طرح طرح کے مصائب میں گرفتار ہیں۔ یاد رکھو یہ میلاد شریف وہ وسیلہ ہے جس وسیلہ سے نماز روزہ سب ہی وسیلے ملے۔ خدا کی قسم بہنو میں بالکل سچ کہتی ہوں آپ یقین مانیئے کہ اگر ہمارے آقائے نامدار حبیب پروردگار احمد مختار شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا نہ ہوتے یعنی آپ کا میلاد شریف نہ ہوتا۔ نہ نماز ہوتی نہ روزہ نہ حج ہوتا نہ کعبہ۔

مخمس نعتیہ

جو منظور میلاد نبوی نہ ہوتا — تو اظہار شانِ الٰہی نہ ہوتا
ملک جن و انسان کوئی نہ ہوتا — کسی شئے کا نام و نشاں ہی نہ ہوتا
محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

نہ ہوتیں نمازیں نہ قرآں اُترتا — نہ توحید کا کوئی اقرار کرتا

ع ملخص از عجائب القصص مصنفہ حضرت مولانا فخر الدین حسن رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ یعنی احوال ذکر آدم علیہ السلام مع قدرے تفصیل۔

نہ نورِ محبّت سے ایماں سنورتا   نہ ہوتی شریعت نہ عرفاں نکھرتا

محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

عمر کون کرتا عبادت خدا کی   کہو کس پہ ہوتی حکومت خدا کی

کہاں گھر بناتی محبت خدا کی   محمد ہی زینت ہیں رحمت خدا کی

محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

یہ قرآں ہے میلادِ احمدؐ کا حصہ   نمازیں ہیں معراجِ احمدؐ کا صدقہ

مزین ہے نامِ محمدؐ سے کلمہ   منور ہے نورِ محمدؐ سے کعبہ

محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

پیاری بہنو! جب حضرت آدم علیہ السّلام کی توبہ قبول ہوئی اور حضرت حوّا جو آپ سے جدا کر دی گئی تھیں پھر ملا دی گئیں۔ اور سلسلہ نسل انسانی کا جاری ہوا اور آپ کی اولاد کافی دنیا میں پھیل گئی تو وہ نور محمدی جو آپ کی پیشانی میں جلوہ گر تھا منتقل ہوکر آپ کے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام کو تفویض ہوا۔ سیدنا آدم علیہ السلام کی عادت شریفہ تھی کہ اکثر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک اپنے صاحبزادوں کو سنایا کرتے تھے خاصکر جب وقت وفات قریب آیا تو خصوصیت سے اپنے فرزندوں کو بلایا اور حضور کے فضائل ومناقب بیان فرمائے تو بعض فرزندوں نے دریافت کیا کہ وہ کون ہوں گے اور کب ہوں گے تو سیدنا آدم علیہ السلام نے اُن سے بتایا کہ اُس اولوالعزم رسولؐ کی کیا شان بیان کروں وہ وہ ہیں جن کے طفیل سے میری توبہ قبول ہوئی۔ وہ وہ ہیں جن کے نور سے میری پیشانی منور ہوئی تو فرشتے جیسے معصوم میرے سامنے بحکم خداوندی سربسجود ہو گئے۔ وہ وہ ہیں کہ اگر خداوند تعالیٰ ان کو نہ پیدا فرماتا تو مجھ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اور بھی بہت سے فضائل بیان فرمائے اور خبر دی اپنے فرزندوں کو کہ وہ کب اور کہاں پیدا ہوں گے۔ اور وصیت کی اپنے صاحبزادوں کو کہ اُن کا ذکر پاک اور ان کی تشریف آوری سے برابر نسلاً بعد نسلٍ سب کو آگاہ کرتے رہیں۔ اور ہر زمانے میں انکے نام پاک کا ڈنکا بجاتے رہیں۔

چنانچہ انجیل ۔ توریت ۔ زبور اور قرآن مجید چاروں آسمانی کتابوں سے ثابت ہے کہ ہر زمانے میں انبیا علیہم السّلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ذکر میلاد شریف اپنے اپنے طور پر اپنی اپنی اُمّت کو برابر سُناتے رہے ۔ جن میں سے چند مشہور پیغمبروں کا میں بیان سُناتی ہوں ۔

حضور کا ذکر میلاد شریف

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی زبان سے

میری پیاری بہنو ! جب حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے حکم سے خانۂ کعبہ بنا چکے تو بڑے خشوع و خضوع سے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے اپنی آخری تمنا اپنے رب کے دربار میں یوں پیش فرماتے ہیں :۔

اے ہمارے پروردگار پیدا فرما ہماری اولاد میں ایک پیغمبر جو پڑھے اُن پر تیری آیتیں اور سکھائے اُن کو کتاب اور حکمت (کی باتیں) اور پاک کرے اُن کو گناہوں سے بے شک تو ہی ہے زبردست حکمت والا ۔

دیکھو پیاری بہنو ! کیسے مبارک الفاظ میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام حضور کے میلاد شریف کی آرزو کر رہے اور ان کی بعثت کی دعائیں مانگ رہے ہیں اور خداوند تعالےٰ اپنے خلیل کی دعا کو قبول فرماتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا بندۂ خاص بنانے کی خوشخبری سُناتا ہے ۔ اور ساتھ ہی جو ابراہیم علیہ السلام کے اس مذہب و ملت کے خلاف ہے اُس کا ذکر ان الفاظ میں فرماتا ہے ۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

یعنی وہ کون ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے اس طریقہ سے پھرے مگر وہ ہی پھرے کا جس کا نفس کمینہ ہو اور بیشک ہم نے ابراہیم کو دنیا میں بھی چن لیا اور آخرت میں بھی وہ نیک بختوں میں سے ہیں ۔

---

[1] دیکھو پارہ الٓمّ رکوع آخر ۱۲ [2] پارہ الٓمّ ۱۲

اللہ اللہ ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جو حضور کے میلاد کی دعائیں مانگ رہے ہیں۔ اور ایک وہ لوگ ہیں جو حضور کے ذکر میلاد شریف کے نام سے بیزار ہیں مگر الحمدللہ ہمارے سُنی بھائی اور بہنیں آج بھی ملت ابراہیمی پر پوری طرح قائم ہیں یعنی اگر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے پہلے انکے میلاد مبارک کی آرزو کی تو آج ہم اُن کے نام لیوا بھی انکی اتباع میں حضور کی ولادت شریفہ کے بعد حضور کے میلاد مبارک کی تمنائیں اپنے دلوں میں رکھتے ہیں اور حضور کے میلاد شریف کو اپنے تمام کاموں سے مقدم اور ضروری سمجھتے ہیں چنانچہ حضرت مولانا شاہ محمد ہدایۃ الرسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تمہارا ذکر میرا دین و ایماں یا رسول اللہ
تمہارا مصحفِ رُخ میرا قرآں یا رسول اللہ
نظر آتا نہیں تیرے سوا کچھ دونوں عالم میں
تجھی میں ہے فنا تیرا ثنا خواں یا رسول اللہ
جو دیکھیں خواب میں جلوہ تمہارے مصحفِ رُخ کا
ابھی ہو جائیں سب کافر مسلماں یا رسول اللہ
شہید کربلا کے خوں سے للہ دھو دینا
قیامت میں کھلے جب فردِ عصیاں یا رسول اللہ
سلیماں کے اگر تھے جن و انساں تابعِ فرماں
تری مرضی کا طالب ربِ سبحاں یا رسول اللہ
شبِ تاریک میں اے شمعِ عرفاں آپ پر روشن
خدائی کے تھے جتنے رازِ پنہاں یا رسول اللہ

کھلے جب روبرو ستار کے پردہ گنا ہوں کا
ہدایت کے ہو سر پر تیرا داماں یارسول اللہ

حضور کا ذکر میلاد شریف توریت میں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے

میری مقدس ماؤں اور بہنو! ایک ابراہیم علیہ السّلام کی ذات گرامی پر کیا منحصر ہے سبھی انبیاء علیہم السّلام نے ہمارے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا ذکر اپنی امتوں کو سنایا میں صرف دو ایک مشہور پیغمبروں کی زبان مبارک سے آپ کا ذکر میلاد شریف اور سنانا چاہتی ہوں اُس کے بعد میں کچھ اور عرض کروں گی۔
بہنو! تورات شریف کے اٹھارھویں باب کی اٹھارھویں آیت کتاب استثنا میں سیدنا موسیٰ علیہ السّلام نے حضور کی پیدائش کی خوشخبری سُنائی جس کے متعلق مشہور عیسائی مورخ سر جان ڈی ون نے لکھا ہے کہ مجھے اس میں شک نہیں کہ وہ ہستی جس کے آنے کی خبر حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے دی ہے اس سے مراد سوائے سیدالانبیاءُ نور مجسم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔

حضور کا ذکر میلاد شریف زبور میں

سیدنا داؤد علیہ السلام کی زبان سے

اسی طرح زبور شریف کے سینتالیسویں باب میں آیا ہے کہ حضرت داؤد خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے بھی ایک محفل خاص منعقد کی اور سب کو جمع کر کے اس پیرائے میں تمام حاضرین اور حاضرات کو سرکار دوجہاں خلیفۃ اللہ الاعظم سیدنا حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر میلاد مبارک سُنایا کہ اے حاضرین محفل! "میرے دل میں ایک اچھا مضمون جوش مار رہا ہے لہذا میں ان باتوں کو جو میں نے اپنے بادشاہ کی شان میں کہی ہیں سُناتا ہوں۔ پھر حضور کی طرف مخاطب ہو کر اس طرح عرض پیرا ہوئے

یارسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ حسن وجمال میں تمام اولاد آدم سے بہت زیادہ ہیں۔ آپ کے ہونٹوں میں لطف ورحمت ہے آپ کو خدا نے ہمیشہ کیلئے مبارک بنایا ہے۔ آپ سچائی کے دوست اور شرارت کے دشمن ہیں۔ آپ کے لباس اور پسینے میں خوشبو آتی ہے۔ میں ہمیشہ ساری پشتوں کو آپ کا نام یاد دلاؤں گا۔ یعنی تمام عمر آپ کا ذکر میلاد مبارک آنے والی نسلوں کو سناؤں گا اور تمام ایمان والے قیامت تک آپ کا میلاد مبارک ایمان والوں اور ایمان والیوں کو سناتے رہیں گے (صلے اللہ علیٰ محمد)[1]۔

ذکر میلاد مبارک

حضرت سلیمان علیہ السّلام کی زبان سے

اسی طرح بہنو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی ایک بار خاص طور سے ایک زنانہ محفل میلاد شریف منعقد فرمائی جس میں یروشلم کی بیٹیاں آکر جمع ہوئیں ان خواتین کے مجمع میں حضرت سلیمان علیہ السّلام نے ان الفاظ میں حضور کا ذکر میلاد شریف شروع فرمایا سنو اے یروشلم کی بیٹیو سُنو! میرا محبوب نورانی ہزاروں میں سردار ہے اُس کا سر ہیرے کا جیسا چمکدار ہے۔ اُس کا چہرہ چاند کے مانند روشن وتابدار ہے۔ اُس کا قد مثل صنوبر ہے اُس کا گلا شیریں ہے۔ غرضکہ وہ بالکل محمد ہے یعنی تعریف کیا ہوا۔ وہ میرا محبوب احمد مختار ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[2]

حضور کا ذکر میلاد مبارک انجیل میں

حضرت یحییٰ علیہ السّلام کی زبان سے

اسی طرح بہنو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ توبہ کرو۔ آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے۔ یعنی پاک صاف ہو جاؤ کہ حضرت احمد مجتبےٰ

---

[1] دیکھو زبور مطبوعہ قدیم مرزاپور باب ۴۵ ملتقطاً از میلاد الرسول ۱۲

[2] دیکھو زبور غزل الغزلات ذکر حضرت سلیمان علیہ السلام۔ باب ۵ درس دس تا سولہ۔

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لانے والے ہیں[۱]

حضور کا ذکر میلاد شریف قرآن پاک میں

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اس طرح بیان فرمایا

میری پیاری بہنو؛ ور بزرگ ماؤں! آپنے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی زبان سے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر میلاد مبارک تو سنا آئیے اب حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زبان معجز بیان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر میلاد سنائیں۔ جس کو خود خداوند تعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہ نے قرآن پاک میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

یعنی یاد فرمائیے اے میرے حبیب اس بزم اقدس کے منظر خاص کو کہ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنی امت قوم بنی اسرائیل کو جمع کر کے اُن سے پہلے تو یہ فرمایا کہ دیکھو میں خدا کا بھیجا ہوا معجزنما پیغمبر ہوں میری بات کو سچ ماننا میں تصدیق کرتا ہوں اُس توراۃ کی جو مجھ سے پہلے آچکی ہے اور پھر خوشخبری سنائی کہ ایک رسول میرے بعد تشریف لائیں گے نام مبارک اُن کا ہوگا احمد مجتبٰے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سید و سرور محمد نور جاں ۔ مہتر و بہتر شفیع مجرماں

مبارک ہو وہ شہ پردے سے باہر آنے والا ہے
گدائی کو زمانہ جس کے در پر آنے والا ہے

مبارک ہو شفیع روز محشر آنے والا ہے
پلائے گا جو بھر بھر جام کوثر آنے والا ہے

نسیم فیض سے جس کے کھلیں گے غنچہائے دل
گلستانِ جہاں میں وہ گلِ تر آنے والا ہے

---

[۱] انجیل متی باب ۳ ۔ آیت ۲ (از میلاد الرسول ملتقطاً ص ۲۵)

حسینانِ جہاں خود ہوں گے جس کے حُسن پر شیدا
وہ دلبر آنے والا ہے وہ سرور آنے والا ہے
خدا نے نور سے جس کے بنایا ہر دو عالم کو
مبارک ہو وہ دلداروں کا دلبر آنے والا ہے
چھلکتے جام بھر بھر کر پلائے گا جو محشر میں
خدا کا شکر وہ ساقیِ کوثر آنے والا ہے
قدِ موزوں سے جس کے سرو گلشن ہوں گے شرمندہ
عجب وہ رشکِ شمشاد و صنوبر آنے والا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

حضور کا ذکر میلاد مبارک حدیث شریف میں

خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے

میری معزز بہنو اور ماؤں! آپ نے شروع میں خود رب تبارک وتعالیٰ کی زبان قدرت سے اس کے بعد بعض انبیاء علیہم السّلام کی مقدس زبانوں سے توریت انجیل زبور اور قرآن پاک کی آیات میں اپنے پیارے آقا و مولیٰ کا ذکر میلاد شریف سُنا اور آپ کو ایک ایمانی کیف و سرور حاصل ہوا۔ آیئے اب آپ کو اپنے آقائے نامدار سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر میلاد مبارک خود حضور ہی کی زبان فیض ترجمان سے سُنائیں کہ خود ہمارے پیارے آقا نے کیسے مبارک الفاظ میں اپنے اصحاب کرام (رضی اللہ عنہم) کو اپنا میلاد شریف خود سُنایا۔ بہنو! چونکہ ہمارے حضور جَوَامِعُ الْکَلِم تھے یعنی مختصر الفاظ میں اس قدر وسیع باتیں بیان فرماتے کہ جن کی شرح بیان کرنے کے لئے دفتر کے دفتر بھی کافی نہ ہوں۔ اس لئے اگرچہ آپ نے اپنی ولادت شریفہ کا بیان تو مختصر فرمایا لیکن غور سے دیکھا جائے تو آپ نے بہت جامع بیان فرمایا۔

چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

سَاُخْبِرُکُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَبِشَارَۃُ عِیْسٰی وَرُؤْیَا اُمِّی الَّتِیْ رَاَتْ حِیْنَ وَضَعَتْنِیْ مِنْہُ قُصُوْرَ الشَّامِ۔

(مشکوٰۃ شریف بروایت احمد و بغوی)

(از تصحیح العقائد)

یعنی اے ایمان والو اور ایمان والیو میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ (میرے میلاد شریف کی ابتدا کیا ہے) (سنو) میں دعا ہوں ابراہیم علیہ السلام کی یعنی میرے جدّ امجد سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے جو خانہ کعبہ بنا کر دعا مانگی تھی کہ یا اللہ تو ہماری اولاد میں ایک رسول پیدا فرما وہ دعا میں ہوں میری ہی پیدائش کی دعا تھی۔ اور میں بشارت اور خوشخبری ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یعنی وہ میری ہی میلاد کی محفل تھی جس میں حضرت عیسیٰ روح اللہ نے یہ تقریر فرمائی تھی کہ میں اپنے بعد ایک مقدس رسول کے آنے کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام احمد ہوگا۔ ہاں ہاں وہ احمد سب سے زیادہ اپنے رب کی حمد کرنے والا میں ہی ہوں۔ اور سنو میری والدہ مکرمہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے نور کو امانت رکھنے والی مادر محترمہ نے جو مبارک خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر میں ہی ہوں اور میری پیدائش کے وقت جو نور میری والدہ ماجدہ سے ظاہر ہوا تھا جس سے ملک شام کے محل اور مکانات اُن کے سامنے روشن ہوگئے تھے یعنی وہ غیب کی چیزیں مشاہدہ کرنے لگی تھیں۔ وہ نور مجسم میں ہوں وہ اللہ کا نور میں ہوں۔ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

دیکھا میری معزز ماؤں بہنو! کیسا ذکر میلاد شریف سنایا ہمارے آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور میں نے تو بہنو صرف ایک ہی حدیث اور اس کا مختصر مطلب اپنے الفاظ میں آپ کو سنایا اور بھی ایسی مبارک حدیثیں ہیں جن میں ہمارے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی ولادت باسعادت کا مختلف الفاظ اور مختلف رنگین پیرایوں میں ذکر فرمایا ہے۔

درود شریف پڑھیے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر میلاد شریف

صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی زبان سے

پیاری ماؤں اور بہنو! آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر میلاد مبارک خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے تو سُن لیا اب آیئے میں آپ کو سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر میلاد بعض صحابہ کرامؓ کی زبان مبارک سے بھی سناؤں۔

بہنو! بڑے بڑے جلیل القدر محدثین جیسے امام قسطلانی اور زرقانی اور طبرانی اور حاکم وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین مواہب لدنیہ وغیرہ اور اُس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت فخر رسالت صلے علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک میں فتحیاب ہوئے تو سب سے پہلے مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ تمام صحابہ کرام نے جشن مسرت منایا اور فتح ونصرت کے نعرے بلند فرمائے۔ اس کیف وسرور کے موقع پر سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے اجازت حاصل کی اور منبر پر رونق افروز ہو کر سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر میلاد شریف اور فضائل ومناقب نظم میں پڑھ کر سُنانا شروع کئےؔ۔

بہنو! اگرچہ حضرت مصنف نے وہ عربی اشعار اس کتاب کے حاشیے پر لکھ دیئے ہیں مگر میں

ؔ مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي
ولادت اقدس سے پہلے آپ بہترین حال میں تھے
مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ
حضرت آدم کے صلب میں آپ امانت تھے جنت میں

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ وَلَا بَشَرٌ
پھر زمین پر تشریف لائے صلب آدم میں اس شکل میں کہ آپ نہ بشر تھے
أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ
اور نہ گوشت کا ٹکڑا اور نہ جما ہوا خون

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِينَ وَقَدْ
بلکہ طینت پاک کی شکل میں کشتی نوح میں جلوہ فرما ہوئے
أَلْجَمَ نَسْرًا وَأَهْلَهُ الْغَرَقُ
اور تحقیق قصہ بُت اور اسکے پجاریوں کو ڈبو دیا

تَنَقَّلُ مِنْ صَالِبٍ إِلَى رَحِمٍ
آپ منتقل ہوتے رہے ایک پشت سے دوسرے رحم میں
إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ
جب ایک دور گذرا تو دوسرا دور ظاہر ہوا

وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِيلِ مُكْتَتِمًا
آپ جلوہ فرما ہوئے نار خلیل میں حضرت ابراہیم کی پشت میں
فِي صُلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ
چھپ کر پھر بھلا آگ انھیں کیونکر جلاتی

حَتَّى احْتَوَى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ
یہانتک کہ شامل ہوا آپ کا شرف نسب محفوظ
خِنْدِفَ عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ
بلند و بالا کہ اس کے درمیان اور طبقے تھے

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ
اور جب آپ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی
وَضَاءَتْ بِنُورِكَ الْأُفُقُ
اور افق عالم منور ہوگئے آپ کے نور سے۔

فَنَحْنُ فِي ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي
تو ہم اُسی روشنی اور نور میں آپ کے کرم سے ہیں
النُّورِ وَسُبُلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ
اور ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں

اُن کی ضرورت نہیں سمجھتی بلکہ میں اُن کا با محاور ترجمہ آپ کو سُنا رہی ہوں سُنیے اور درود شریف پڑھیے :۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ۔

ذکر میلاد شریف

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے

فرماتے ہیں۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ قبل ولادت شریفہ کے نہایت ہی پاک حالت سے صلب آدم علیہ السلام میں جلوہ فرما تھے۔ پھر آپ زمین پر رونق افروز ہوئے اُس وقت نہ آپ بشر تھے نہ خون کا ٹکڑا! ۔ نہ جما ہو خون (بلکہ نور ہی نور تھے) پھر صلب سام بن نوح علیہ السلام میں جلوہ گر کشتی میں سوار تھے۔ تو ڈبو دیا آپ نے بت اور اُس کے پجاریوں کو۔ پھر آپ برابر منتقل ہوتے رہے یکے بعد دیگرے پاک اصلاب و پاک ارحام میں جب گذر گیا ایک زمانہ اور ظاہر ہوا دوسرا طبقہ تو پھر آپ جلوہ افروز ہوئے خلیل اللہ کی آگ میں ان میں چھپے ہوئے پھر کِس طرح جلتے وہ اُس آگ میں کیونکہ ؎

جبین پاک ابراہیم پر نور محمدؐ تھا ٭ مگر جلتے وہ کیونکر نار میں کب نور جلتا ہے

پھر آپ منتقل ہوتے رہے پاک صلبوں میں۔ یہاں تک کہ ظاہر ہوئی آپ کی بزرگی اولاد خزف میں پھر جب آپ پیدا ہوئے اس دُنیا میں تو زمین چمک گئی اور عالم منور ہو گیا اور ہم اب اُسی نور کی روشنی میں راہ ہدایت پر چل رہے ہیں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔

نعت شریف

تمھیں ہو حبیب خدا یا محمدؐ ٭ تمھیں رحمت کبریا یا محمدؐ
تمھیں سب کے مشکلکشا یا محمدؐ ٭ تمھیں دافع ہر بلا یا محمدؐ
نمونہ ہوا اللہ کی قدرتوں کا ٭ سراپا ہو معجز نما یا محمدؐ
تمھارے لئے سب بنائے خدا نے ٭ مہ و مہر و ارض و سما یا محمدؐ

ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ تمہیں پہ تھے چاروں فدا یا محمد

نہیں خوف قیصر کو روزِ جزا کا

کہ تم ہو شفیع الورےٰ یا محمدؐ

پیاری بہنو! سنا آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زبان سے اپنے اور ہم سب کے آقائے نامدار سرکار بد قرار دو عالم کے تاجدار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر میلاد شریف جس میں حضور بھی شریک ہیں صحابہ کرام بھی تشریف فرما ہیں۔ حضرت عبّاس سرکار کے عم نامدار رضی اللہ تعالیٰ عنہم تقریر فرما رہے ہیں۔ بہنو یہی وہ باتیں ہیں جن کو آج بھی ذرا تفصیل سے میلاد شریف پڑھنے والے سنی بھائی اور بہنیں بیان کرکے سنت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتے ہیں۔ اور جیسے اُس وقت اصحاب کرام نے فتح کی خوشی میں محفل میلاد شریف منعقد کی اسی طرح آج بھی ہماری سُنی مائیں، بہنیں، اور بھائی ہر خوشی میں میلاد شریف پڑھتے اور پڑھواتے ہیں اور جیسے اُس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم ظاہر میں شریک محفل میلاد تھے اب عالم باطن میں اپنی نورانی شان سے رونق افزائے محفل ہوتے ہیں جن کو آنکھ والے دیکھتے ہیں جیساکہ اکثر بزرگانِ دین کا مشاہدہ ہے۔

نورانی نعت شریف

وہ نورِ خدا ہے جلوہ نما کس شان سے اپنے پیاروں میں

سُورج جیسے چمکتے ذرّوں میں یا چاند ہے روشن تاروں میں

حیرت ہے جن کو مدح نبی آئی نہ کتاب حق میں نظر

ہم کو تو ملی نعت احمدؐ قرآن کے تیسوں پاروں میں

کیا کہیئے رُخ و دنداں کی چمک، ادنیٰ سی نظر آتی ہے جھلک

کچھ دن کو چمکتے سُورج میں کچھ رات کو روشن تاروں میں

بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ سو جان سے تھے شیدائے نبیؐ

تھی ایک تڑپ ان چاروں میں تھی ایک چمک ان تاروں میں

اُس سرورِ دیں پر جان فدا کی جس نے نمازِ عشق ادا

تلواروں کی جھنکاروں میں اور تیروں کی بوچھاروں میں

گو مستِ مئے الفت ہوں مگر مذہب کا بھی ہے پاس تجھے

دیوانہ بھی ہوں دیوانوں میں ہشیار بھی ہوں ہشیاروں میں

میلاد شریف

صحابہ کرام اپنے بچوں کو پڑھنا سکھاتے تھے

میری ماؤں اور بہنو! حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور کے ساتھ عامر بن انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان گیا تو دیکھا وہ اپنے بچوں کو میلاد شریف سکھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہ دن ہے یہ دن ہے میلاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ خدا نے تم پر رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور فرشتے تمہارے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں[1]۔ بہنو! ہم کو بھی چاہیئے کہ ہم اپنے بچوں اور بچیوں کو میلاد شریف پڑھنا سکھائیں یہ بڑی برکت کی چیز ہے

صحابہ کی طرف سے محفلوں کا اعلان

بہنو! صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایسی محفلوں کے لئے اہل ایمان کو بلا وا دیتے تھے اور مدینہ منورہ کی گلیوں میں اس طرح اعلان فرماتے تھے۔ تَعَالَوْا نُجَدِّدْ اِيْمَانَنَا۔ اے لوگو آؤ ہم اپنے ایمانوں کو تازہ کریں۔ پیاری ماں اور بہنو! یہی طریقہ آج بھی سُنّی بھائیوں اور بہنوں کا ہے۔

---

[1] التنویر از علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ار تصحیح الحواتہ صفحہ ۵۵ مولفہ مولانا عبد الحامد بدایونی۔

میلاد شریف پڑھنے پر خوشخبری

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنے گروہ کے سامنے ذکر میلاد شریف سُنا رہے تھے اور لوگ سُن سُن کر خوش ہو رہے اور خدا کی حمد کر رہے تھے کہ یکایک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور آپ بھی اُس محفل میں رونق افروز ہو گئے اور پڑھنے والوں اور سننے والوں سے فرمایا کہ مجھ پر تمہاری شفاعت لازم ہو گئی۔ دیکھیں بہنو میلاد شریف کی برکتیں۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

میلاد شریف اور کلمۂ طیّب

میری معزز ماؤں اور بہنو! آپ نے سُنا کہ میلاد شریف کا ذکر مبارک کب سے جاری ہے اور اس کی کیسی کیسی برکتیں اور عظمتیں ہیں۔ اب آپ کو یہ سُنانا چاہتی ہوں کہ کلمۂ طیّب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضور کے ذکر میلاد شریف کے جلوے نظر آ رہے ہیں۔ پہلے آپ اس کلمۂ طیّب کے معنیٰ پر غور کیجئے کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ تو بہنو! سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا نے آپ کو بھیجا تو کیسے بھیجا۔ اور آپ آئے تو کیسے آئے اور کب آئے۔ تو ظاہر ہے کہ دنیا میں آپ آئے تو اسی طرح آئے کہ آپ کے والد ماجد کا نام عبداللہ اور والدہ محترمہ کا نام آمنہ تھا۔ آپ مکہ معظمہ میں ربیع الاوّل کے مہینہ میں بارہ تاریخ دوشنبہ کے روز پیدا ہوئے۔ دیکھئے آپ کا ذکر میلاد شریف کلمۂ طیب میں موجود ہے یا نہیں؟ بلکہ اگر غور سے دیکھئے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ

ذکر میلاد شریف ایمان کی رسید ہے

بہنو! آج بھی دنیا میں یہ دستور ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو کوئی تحفہ یا منی آرڈر

وغیرہ بھیجتا ہے تو پانے والا ایک رسید دیتا ہے کہ آپ کا مرسلہ روپیہ یا تحفہ فلاں تاریخ فلاں مہینہ اور فلاں سنہ میں وصول پایا۔

اسی طرح جس نے خداوند تعالےٰ کے بھیجے ہوئے رسول کو پایا ہے وہ بھرے مجمع یعنی محفل میلاد شریف میں صاف صاف اقرار کرتا ہے کہ یا اللہ

جسے تو نے بھیجا اُسے ہم نے پایا	وہ تیرا نبی بارہ تاریخ آیا
ہوا انکار میلاد احمدؐ سے اُس کو	کہ جس نے نہ پایا ہو ہم نے تو پایا
نہیں ہم ہیں ذکر ولادت کے منکر	ہم اقرار کرتے ہیں تجھ سے خدایا
ملا ہم کو میلاد احمدؐ کا حصّہ	کہ وہ نور قرآن بھی ساتھ لایا

لیکن بہنو اگر کوئی شخص منی آرڈر یا پارسل نہ پائے۔ یا اُس کے نام بھیجنے والا نہ بھیجے تو وہ کیونکر رسید دے سکتا ہے۔ اور کس طرح کسی کے سامنے اس کے آنے کا اقرار کر سکتا ہے۔ بہنو آج یہ حقیقت ہے کہ جس نے واقعی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پایا ہے وہ آج یہ تو ممکن ہے کہ خدا کی تعریف کرے وعظ کہے۔ سیرت کے جلسوں میں تقریر کرے لیکن ذکر ولادت باسعادت سے اس کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے جس سے اس کو کوئی سروکار نہیں۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ غیر مسلمین کفار و مشرکین اور اسی طرح اسلام سے نکلے ہوئے مختلف فرقے بعض موقعوں پر حضور کی سیرت بھی بیان کرتے ہیں ایسے جلسوں میں شرکت بھی کرتے ہیں بلکہ سیرت کی کتابیں بھی لکھتے ہیں۔ لیکن ذکر میلاد شریف کرنا میلاد مبارک کی کتابیں لکھنا، اس کا جواز ثابت کرنا، میلاد پاک کی محفلیں منعقد کرنا، قیام کرنا، سلام پڑھنا یہ کام تو صرف اہل ایمان ہی کر سکتے ہیں جنھوں نے پایا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ۔

میلاد شریف اور نماز

میری معزز بہنو! محفل ذکر میلاد شریف میں جہاں کلمہ طیب کی حقیقت کا اظہار

ہوتا ہے وہاں نماز کے بھی اکثر اوصاف اس میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً

نماز کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے وقت کا تعین فرمایا ہے میلاد شریف کے لئے بھی وقت مقرر کیا جاتا ہے اور خداوند تعالیٰ کو ہر کام وقت مقرر پر کرنا بہت ہی پسند ہے اسی لئے روزے، زکوٰۃ، حج، عیدین کی نماز، قربانی کے ایام، جمعہ کی نماز وغیرہ سب کے اوقات اور دن خدا نے مقرر فرما دیئے ہیں۔

نماز کے لئے نماز سے پہلے بلانے کا اعلان ہوتا ہے جس کو اذان و اقامت کہتے ہیں میلاد شریف کے لئے بھی مختلف طریقوں سے دعوت دی جاتی ہے۔

نماز اگرچہ تنہا بھی ادا ہو جاتی ہے مگر جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔

میلاد شریف بھی اگرچہ گھر میں تنہا بھی پڑھا جا سکتا ہے مگر اس کے لئے مجمع کرنا مسلمانوں کو بلانا۔ مستورات کی محفل ہو تو اپنی ماں بہنوں اور مسلمان عورتوں کو شریک کرنا اور ان کے پیارے آقا و مولیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر کرنا۔ آپ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کا بیان کرنا۔ آپ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا بلکہ جو کچھ ہو سکے تبرک تقسیم کرنا۔ اپنی بہنوں کو عزت سے بٹھانا مہمان نوازی کا ثواب عظیم حاصل کرنا یہ سب اعمال حسنہ ہیں جو میلاد شریف کی برکت والی محفل میں پائے جاتے ہیں۔

نماز کے لئے بھی پاکیزہ جگہ پاکیزہ لباس وغیرہ ہونا ضروری ہے۔

میلاد شریف کے لئے بھی جس کے صدقے سے نماز کی تیسی نعمت عظمیٰ خداوند قدوس نے عطا فرمائی ہے۔ پاک جگہ پاک فرش اور ہر چیز کا پاک و صاف ہونا ضروری ہے۔

نماز کی ابتدا بھی اکثر سورۃ فاتحہ سے ہوتی ہے۔

میلاد شریف بھی ابتدا فاتحہ سے شروع کیا جاتا ہے۔

نماز میں بھی قیام و قعود اور سلام و درود ہے۔

محفل میلاد شریف میں بھی قیام و قعود و سلام و درود موجود ہے۔

نماز میں بھی السلام علیک ایھا النبی پڑھا جاتا ہے۔

میلادشریف میں بھی یا نبی سلام علیک پڑھا جاتا ہے۔ مطلب دونوں کا ایک ہے
نماز بھی سلام کے بعد دعا مانگ کر ختم کر دیجاتی ہے۔
میلادشریف بھی اکثر سلام کے بعد دعا مانگ کر ختم کر دیا جاتا ہے۔
نماز کے لئے بھی قرآن پاک میں خُذُوا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ کا
حکم ہے یعنی ہر نماز کے لئے زینت اختیار کرو۔
میلادشریف کے لئے بھی زیب و زینت کی جاتی ہے جیسا کہ میں اوپر بیان
کر چکی ہوں۔
نماز کے لئے بھی سُنّی امام کا ہونا ضروری ہے۔ فاسق بدعقیدہ اور بے دین کے
پیچھے نماز درست نہیں۔
میلادشریف بھی پڑھنے کے لئے ہمیشہ سُنّی مسلمان عالم واعظ اور میلادشریف
پڑھنے والے کو بلانا چاہیئے۔ وہاں اگر نماز فاسد ہوتی ہے تو یہاں عقیدہ فاسد ہوتا
ہے غرض کہ اسی طرح صدہا باتیں نماز سے مشابہت رکھنے والی محفل میلادشریف میں
پائی جاتی ہیں اگر آپ غور کریں گی تو آپ خود سمجھیں گی کہ میں نے چند چیزیں آپکے سامنے بیان کر دی ہیں درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

پڑھو درود محمدؐ پہ کبریا کے لئے خموش رہیئے نہ محفل میں مصطفےٰ کیلئے

محفل میلادشریف کا حصّہ

پیاری بہنو! یہ وہ مقدس محفل ہے کہ یہاں جو حصّہ تقسیم کیا جاتا ہے وہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے دامنِ پاک میں پہونچتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد علیہ الرحمہ ہمیشہ تاریخ مقررہ پر محفل میلاد
شریف کیا کرتے تھے اور جو کچھ میسر ہوتا تھا۔ آنے والوں کو تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ ایک بار
کچھ نہ تھا۔ تو صرف تھوڑے چنے ہی بانٹ دیئے اُسی رات کو خواب میں حضور

کرم صلے اللہ و آلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بہت خوش ہو رہے ہیں اور بیاہ نے جو چھے تقسیم کئے تھے وہ آپ کے دامن پاک میں ہیں آپ اُن کو خوشی سے اچھال رہے ہیں اور میری جانب محبت سے نظر فرما رہے ہیں۔ دیکھا ہو کیا شان ہے محفل میلاد شریف کی۔ افسوس کہ ہماری بعض بہنیں اس تبرک کو حقارت کی نظر سے دیکھتی اور اس کا لینا پسند نہیں کرتی ہیں۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو یہ بڑی بد نصیبی کی بات ہے۔ مگر ساتھ ہی جو بہنیں ناجائز طریقہ پر دوہرا تہرا حصہ وصول کرنے کی کوشش کرتی ہیں وہ بھی بُرا کرتی ہیں۔ اسی طرح بعض بہنیں سنا جاتا ہے کہ پلنگ کا پایہ۔ مٹی کا بوا یا تکیہ وغیرہ گلے سے لگا کر اور اس کو اُٹھا کر محفل میں لے جاتی ہیں اور چلتے وقت کہتی ہیں کہ ہمارے مُنّوا کا بھی حصہ دیجئے اور اس طرح ڈبل حصہ وصول کرتی ہیں یہ بھی گناہ ہے اس سے بچنا چاہیئے۔

محفل میلاد میں شیرینی بانٹنے کا ثواب

پیاری ماؤں اور نیک بہنو! یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ محفل میلاد میں شیرینی بانٹنے کا بہت بڑا اجر و ثواب ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُ حُلْوٌ وَّیُحِبُّ الْحَلَاوَۃَ

(ترجمہ) بے شک مومن میٹھا ہے اور مٹھائی کو دوست رکھتا ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد ۲ و انوار ساطعہ)

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

فِیْ بَطْنِ الْمُؤْمِنِ زَاوِیَۃٌ لَا یَمْلَأُھَا اِلَّا الْحُلْوُ۔

ایمان والے کے پیٹ میں ایک ایسا گوشہ ہے جو سوائے میٹھائی کے اور کسی شئے سے نہیں بھرتا۔

(تفسیر روح البیان انوار ساطعہ)

بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ۔

یعنی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حلوا اور شہد بہت پسند فرماتے تھے۔

سلہ دیکھو نجات الاحباب مصنفہ مولوی سراج الیقین کرسوی و مصدقہ مولوی اشرف علی تھانوی۔

چونکہ اِن حدیثوں میں حلوے یعنی شیرینی کا ذکر آیا ہوا ہے اس لئے اہل ایمان حضور سے محبت کرنے والے بھی شیرینی اور حلوے کو دوست رکھتے ہیں اور خداوند تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ :-

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ○ (پارہ ۴)

یعنی اے ایمان والو تم نیکی کے درجے کو نہیں پہونچ سکتے جب تک وہ چیز (اللہ کی راہ میں) نہ خرچ کرو جس کو تم دوست رکھتے ہو۔

معلوم ہوا کہ نیکی کے درجہ کو ایمان والا جب ہی پہونچتا ہے جب اپنی پسندیدہ چیز خدا اور رسول کی محبت میں خرچ کرے اور پسندیدہ چیزوں میں سے شیرینی بھی ہے لہذا اس کا محفل میلاد شریف میں بانٹنا یقیناً بڑا ثواب اور نیکی کے درجے کو حاصل کرنا ہے اور شیرینی تقسیم کرنے والا ایمان والوں مردوں عورتوں اور بچوں کے اس گوشہ بطن یعنی پیٹ کے اس کونے کو بھرنے کا ثواب پاتا ہے جس کی غذا سوا مٹھائی کے خدا نے دوسری پیدا ہی نہیں فرمائی۔

بہنو! میرا خیال ہے اور بہت صحیح خیال ہے کہ اسی آیت پاک اور احادیث مقدسہ کی روشنی میں ہمارے اکثر مسلمان بھائی اور بہنیں شب برات میں جو سال کا آخری دن اور نئے سال کی پہلی رات ہے حلوا بناتے اور اس پر بزرگانِ دین اور اپنے مرحومین کا ایصال ثواب یعنی فاتحہ درود دلاتے اور اپنے اعزّا و اقربا و احبا و مساکین وغیرہم کو کھلاتے ہیں اور حسب فرمان خداوندی اپنے اعمال نامہ میں نیکیاں لکھواتے اور اجر و ثواب حاصل کرتے ہیں۔ اور یہ بھی صدقہ ہے ہمارے آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ خدا نے ہم کو آپ کو اپنے فضل و کرم سے نوازا اور اپنی ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں ورنہ ہم اس قابل کہاں تھے۔ چنانچہ شیخ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حلوا خوردن را روئے باید۔ یعنی حلوہ کھانے کو منہ چاہیئے۔ تو ہم لوگوں کو خداوند قدوس نے اپنی رحمت سے اس قابل بنایا کہ اس کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ ذرا بہنو درود شریف پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا

محمدٌ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

نعت شریف

(سلمیٰ بی۔ شمع وارثیہ)

نبی کی بزم میں آکر جو فیضیاب ہوا
ہر اعتبار سے سلمیٰ وہ کامیاب ہوا
عدوئے ذکرِ نبی موردِ عتاب ہوا
کہیں کا بھی نہ رہا خانماں خراب ہوا
وہ دل جسے مرے سرکار نے نواز دیا
وہ ایک آن میں ذرّے سے آفتاب ہوا
جو شوق و ذوق سے آیا نبی کی محفل میں
خدا کا فضل و کرم اس پہ بے حساب ہوا
نبی کے عارضِ روشن پہ سب تصدق ہیں
یہ ماہ و نجم ہوئے یا کہ آفتاب ہوا
نبی کے رُخ کا تصوّر جب آگیا سلمیٰ
تو میرا خانۂ دل بُرجِ آفتاب ہوا
ہے نورِ عشق سے اے شمع اس کا دل محروم
جسے حضور کی محفل سے اجتناب ہوا

محفل میلاد شریف

نیکیوں کا مہکتا ہوا گلدستہ ہے

پیاری بہنوں! میری اس تقریر سے آپنے یہ سمجھ لیا ہو گا کہ محفلِ میلاد شریف ہزاروں نیکیوں اور اعمالِ حسنہ کا مجموعہ اور قرآن پاک اور حدیثوں کے پھولوں کا

مہکتا ہوا گلدستہ ہے۔ آج جو شخص فرائض کے بعد کسی عمل خیر کے ذریعے ایک ہی وقت اور ایک ہی عمل میں کروڑوں نیکیاں حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کے لئے محفل میلاد سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ہو سکتا۔ مثال کے طور پر سمجھئے اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ :۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا — یعنی اللہ کا ذکر کرو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر۔

محفل میلاد شریف کے گلدستے میں اِن دونوں حکموں کے پھول بھی مہک رہے ہیں یعنی یہ محفل ہے جس میں قیام و قعود یعنی کھڑے ہونا اور بیٹھنا دونوں موجود ہیں۔

اِسی طرح قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○ — یعنی اے ایمان والوں ہمارے نبی پر درود اور سلام بھیجو۔

اور سلام بھی ایسا جیسا سلام بھیجنے کا حق ہے۔ جس طرح زائرین روضۂ رسول کے سامنے تعظیم کے ساتھ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں۔ چنانچہ اِس محفل اقدس میں درود شریف کا وِرد بھی ہوتا ہے اور خاص طور سے مؤدبانہ کھڑے ہو کر سلام بھی پڑھا جاتا ہے

اِسی طرح قرآن پاک میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ○ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ○

(پارہ ۲۸ سورۂ مجادلہ)

یعنی اے ایمان والو جب محفل میں تم سے کہا جائے کہ کھل کر بیٹھ جاؤ تو بیٹھ جایا کرو۔ اس کا ثمرہ تم کو یہ ملے گا کہ خداوند تعالےٰ تم کو کشادگی عطا فرما دے گا اور جب تم سے کہا جائے کہ کھڑے ہو جاؤ تو کھڑے ہو جایا کرو اس کا بدلہ یہ ملے گا کہ تم میں سے جو ایمان والے کھڑے ہوں گے خداوند تعالیٰ ان کو رفعت و بلندی عطا فرمائے گا۔ اور تم میں جو صاحب علم یعنی مولوی عالم صاحب کھڑے ہوں گے تو خداوند قدوس ان کو بلند درجے بخشے گا اور وہ تمہارے اعمال سے واقف ہے اُس کو معلوم ہے

کہ ہمارے کون کونسا بندے اور کون کون سی بندیاں کھڑے ہوئے۔

الحمد للہ کہ میلاد شریف میں اِن دونوں حکموں پر ایک ہی محفل میں عمل کرکے ایمان والے مرد اور ایمان والی مائیں بہنیں بچیاں اور بچے سب ہی کشادگی و رفعت حاصل کرتے ہیں اور نیکیوں کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ یوں ہی خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ۔ یعنی اپنے پروردگار کی طرف بلاؤ۔

اِس نیکی کا ثواب اِس میں مہمان نوازی کا ثواب اِس محفل میں شیرینی تقسیم کرنے کا ثواب اس میں، خوشبو کے استعمال کا ثواب اس میں کیونکہ سرکار عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو کو بے حد پسند فرماتے تھے۔ حدیثوں میں اس کا ذکر آیا ہے۔ درود کا ثواب اِس میں سلام کا ثواب اِس میں، قرآن پڑھنے کا ثواب اِس میں، بیٹھنے کا ثواب اس میں، کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کا ثواب اِس میں، خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب اِس میں، پڑھنے والوں کو نذر دینے کا ثواب اِس میں ہے۔ بعض بعض بہنیں کہتی ہیں کہ جو کوئی بیان کرے اِس کو دینا جائز نہیں یہ ان کی دین سے ناواقفیت ہے بھلا خیال تو فرمائیے کہ نماز ایسی چیز جو محض خدا کے لئے ادا کی جاتی ہے۔ اس کے پڑھانے والے کو تو تنخواہ دی جاتی ہے قرآن و حدیث پڑھانے والے معلموں کو دین کے بڑے بڑے عالموں اور فاضلوں کو لمبے لمبے مشاہرے دئیے جاتے ہیں۔ نذریں گذاری جاتی ہیں ناجائز ہے تو صرف اس کو جو خدا و رسول کا ذکر سنائے بھلا بتاؤ اس کو دینا کہاں ناجائز اور حرام لکھا ہے۔ چنانچہ بہنوں میں آپ کو

ایک روایت سُناتی ہوں

جس کو علامہ فخر الدینؒ نے قصص انبیاء میں لکھا ہے اس کو سُن کر آپ کو بڑا سبق حاصل ہوگا۔ ایک بار فرشتوں نے دربار خداوندی میں عرض کیا کہ بار آلہا چونکہ ابراہیم علیہ السلام کو تونے دولت دنیاوی سے کافی نواز ہے اس لئے وہ تجھ سے محبت کرتے ہیں۔ رب تبارک تعالےٰ نے فرمایا کہ وہ دولت تو میرے نام پر قربان کرنے کو تیار ہیں۔ تم اگر چاہو تو امتحان لے لو چنانچہ جبرئیل علیہ السلام بحکم رب نام ایک انسان مرد ضعیف کی صورت میں تشریف لائے اور آواز دی کہ :-

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ

حضرت ابراہیم علیہ السّلام یہ سُن کر عالمِ وجد میں آگئے اور فرمایا کہ اے مردِ ضعیف ایک بار
اور خدا کے پیارے نام کو سُنا دیجئے۔ مردِ ضعیف نے کہا کہ اگر نصف دولت دے دو تو سُنا
دوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی دولت کا نصف حصہ جو ہزاروں روپیہ کا
سرمایہ تھا ان کو بخش دیا۔ مردِ ضعیف نے ایک بار پھر وہی تسبیح دہرائی حضرت خلیل اللہ علیہ السّلام
پر پھر کیفیت طاری ہوئی جب ہوش آیا تو پھر فرمایا کہ ایک بار وہی تسبیح اور سُنا دیجئے۔ پیر مرد
نے کہا کہ اب بقیہ سب دولت ہم کو دیدیجئے تو سنائیں گے حضرت ابراہیمؑ نے منظور فرمایا
اور کل دولت دے کر اپنے رب کا نام پاک سُن کر پھر بیخود ہوگئے اب کی بار جب ہوش آیا
تو پھر اُسی تمنّا کا اظہار کیا۔ پیر مرد نے کہا کہ مجھے سُنانے میں تو کوئی عذر نہیں لیکن بغیر کچھ لئے
سنانے کا نہیں اور آپ کے پاس اب کوئی حبّہ باقی نہیں۔ بہنو! حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ
نے فرمایا کہ اے پیر مرد اب اگرچہ میرے پاس کچھ نہیں مگر میں اپنے کو فروخت کرتا ہوں تو مجھ کو
بطور غلام خرید کر لے میں ہمیشہ تیری غلامی کروں گا مگر ایک بار مجھے وہ پیاری پُر کیف
اور وجد آفریں تسبیح اور سنا دے۔ پیر مرد نے پھر وہی تسبیح ایک بار اور سنائی ادھر اللہ کے
خلیل پر کیفیّت طاری ہوئی اور اُدھر حضرت جبرئیل علیہ السّلام رب کی بارگاہ میں پہونچے
اور عرض کیا کہ اے مولیٰ اے تبارک و تعالیٰ بے شک تیرا خلیل تجھ کو جان و مال ہر شے
سے زیادہ محبوب رکھتا ہے۔ دیکھو بہنو جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصّلوٰۃ
والسّلام نے ذکرِ خدا سُن کر اپنی ساری دولت قربان فرما دی تو ہم لوگ بھی اگر کچھ رقم پڑھنے والوں
کو دے دیں تو کیا قباحت اور کیا قیامت ہو جائے گی۔ غرض کہ بہنو میں یہ کہہ رہی تھی کہ محفل میلاد
شریف ساری نیکیوں کا مہکتا ہوا گلدستہ ہے ایک محفل کرنا ہزاروں اور لاکھوں نیکیاں
حاصل کرنا ہے۔ ہم کو تم کو اور تمام سُنّی بھائیوں اور بہنوں کو ہمیشہ محفل میلاد شریف کرنا
چاہیئے اور عہد کر لینا چاہئے کہ اس مبارک کارِ خیر سے کبھی غافل نہ ہوں گے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَشَفِيعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ
سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ٥

نعت شریف

موتیوں کے ہار محفل میں

بنے ہیں آج نورانی درو دیوار محفل میں
کہ آنے والے ہیں کونین کے سردار محفل میں
نہ ہو کیوں کر نزولِ رحمتِ غفار محفل میں
کہ خود ہیں جلوہ فرما احمد مختار محفل میں
بشر کیا ہیں یہ وہ ذکر نبی کی بزم عالی ہے
فرشتوں کے برابر چھائے ہیں انوار محفل میں
دوبالا کیوں نہ ہو صدق و صفا سے فرش کی زینت
بنے جب شامیانہ رحمتِ غفار محفل میں
کہوں دار الشفا اس بزم اقدس کو تو زیبا ہے
وہ صحت پاتے ہیں جو آتے ہیں بیمار محفل میں
درودِ پاک پڑھتی ہیں جو شن کر مدحت دنداں
یہ بہنیں گوندھتی ہیں موتیوں کے ہار محفل میں
زبیدہ ناز ہو کیونکر نہ اپنی خوش نصیبی پر
کہ آئی ہوں سنانے مدحتِ سرکار محفل میں

(۵)
باب
ذکر میلاد شریف اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

میری پیاری بہنو اور حاضرات محفل! ابھی تک تو آپ نے فضائل محفل میلاد شریف خوب سُنے اب آپ کو میں سیرت پاک مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سنانا چاہتی ہوں

بہنو! پہلے سیرت کے معنی سمجھ لینا چاہیئے سیرت کے معنی عادت طریقہ کے ہیں خواہ کسی انسان کے بھی طور طریقے ہوں۔ اور سیرت النبی کے معنی ہمارے حضور اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عادات وخصائل کے بیان کرنے کے ہیں۔ آج کل بہنو یہ بڑا ظلم ہو رہا ہے کہ نام تو جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہوتا ہے مگر بیان اس میں عام انسانوں کی سیرت ہوتی ہے۔ سیرت النبی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے اور نہ کوئی مناسبت مثال سے غور پر سمجھ لیجئے کہ بعض مقررین یہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی جوتیاں خود گانٹھ لیا کرتے تھے۔ اپنے پھٹے پرانے کپڑے سی لیا کرتے تھے۔ آٹا گوندھ لیا کرتے اور روٹی پکا لیا کرتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے بہنو کہ یہ انسانی سیرت ہے کیونکہ بہت سے ایسے انسان ملیں گے جو یہ سب کام کرتے ہیں۔ اس میں تو کسی مسلم اور غیر مسلم کی بھی قید نہیں چونکہ حضور علیہ السلام بھی انسان اور کامل انسان تھے اس لئے آپ نے بھی یہ سب کام کئے۔ البتہ نبی کی سیرت اس سے بہت ارفع و اعلیٰ بلند اور بالا ہوتی ہے نبی کی سیرت تو وہ ہے کہ نبی ہی میں پائی جائے گی کسی غیر نبی کی وہ سیرت ہو نہیں سکتی مثلاً

حضور کا پندرہ سو کے لشکر کا سیراب کر دینا

بہنو! یہ روایت تم نے سنی ہوگی بخاریؒ و مسلمؒ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے ہوئے اور اس وقت حضور اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس ایک لوٹا تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا تھا کچھ تھوڑا سا پانی اس میں بچا ہوا تھا۔ اتنے میں لوگوں نے آکر آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے لشکر میں ذرا بھی پانی کسی کے پاس نہیں ہے نہ پینے کے لئے اور نہ وضو کے لئے بس جسقدر پانی آپ کے لوٹے میں ہے صرف یہی ہے یہ سن کر آپ نے اپنے دست مبارک کو لوٹے میں ڈال دیا۔ بس لوگوں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے چشموں کے مانند پانی جوش مار رہا ہے۔ میری پیاری بہنو! تمام صحابہ کرام نے اپنے اپنے برتن پانی سے بھر لئے لوگوں نے غسل و وضو کیا اور سیراب ہوئے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے

پوچھا گیا کہ تم سب کتنے آدمی تھے۔ انھوں نے کہا کہ پندرہ سو آدمی تھے۔ اور اگر لاکھ انسان ہوتے جب بھی وہ پانی سب کے لئے کافی وافی ہوتا۔ چنانچہ بیس دن حُدیبیہ میں حضور نے قیام فرمایا۔ جب تک وہ پانی سب کے لئے کفایت کرتا رہا۔

دیکھو بہنو۔ پانی پلانا تو ہر انسان کا کام ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح پانی پلایا ہے یہ کام صرف نبی کا ہو سکتا ہے۔ بلکہ نبیوں میں بھی صرف آپ ہی کا مرتبہ ایسا تھا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم۔ بہنو! یہ تو ایک روایت میں نے آپ کو سُنائی ہے اور بھی کتنی ہی روایتیں ایسی حدیث شریف میں پائی جاتی ہیں۔

حضور نے ہزاروں آدمیوں کو کھانا کھلا دیا اور پھر کم نہ ہوا

بہنو! پانی کے متعلق تو ایک روایت آپ نے سُنی ذرا کھانے کے متعلق بھی ایک واقعہ سن لیجئے یہ روایت بھی مسلم شریف اور بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایام غزوۂ خندق میں ہم خندق کھود رہے تھے کہ ایک پتھر سخت اس خندق میں نکلا کہ وہ کسی سے ٹوٹ نہ سکا۔ لوگوں نے آکر حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا حضور نے فرمایا کہ اس کو میں خود توڑوں گا۔ حالانکہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تین دن سے بے آب ودانہ تھے اور ہم لوگوں نے بھی تین دن سے کچھ نہ کھایا پیا تھا۔ آپ نے کدال اپنے ہاتھ میں لیا اور اس پتھر پر مارا۔ وہ پتھر مثل تودہ ریگ نرم ہو کر پاش پاش ہو گیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اپنے گھر آیا اور اپنی زوجہ سے میں نے پوچھا کہ گھر میں کچھ کھانے کو ہے کیونکہ میں نے اپنے پیارے آقائے نامدار محبوب پروردگار شفیع روز شمار فداہ اُمی وابی کو بہت ہی بھوک کی حالت میں دیکھا ہے کہ آپ کے شکم مبارک پر کئی پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کدال ہاتھ میں لے کر پتھر توڑنے خندق میں اترے ہیں تو آپ کے شکم مبارک سے کرتا سرکا اور میری نظر پڑ گئی تو مجھ کو بہت صدمہ ہوا۔ یہ سُن کر حضرت جابرؓ کی اہلیہ رُو دیں اور اُنھوں نے کہا

کہ اے میرے پیارے شوہر میرے ہاں اس وقت ایک صاع جو یعنی تین سو اکاون تولہ، اور
ایک بکری کا بچہ ہے۔ آپ جائیے اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چند خاص صحابہ
کرام کی دعوت کر دیجئے حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خدمت اقدس میں حاضر
ہو کر سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور نے اعلان فرما دیا کہ اے اہل خندق تم سب کی حضرت جابر
رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دعوت کی ہے جلدی چلو۔ بات یہ تھی کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم رحمۃ للعالمین تھے آپ کو یہ گوارا نہ ہوا کہ میں یا چند صحابہ تو کھانا کھالیں اور میرے رفقاء
بھوکے رہ جائیں۔ بعد ازاں حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے
حضور نے ارشاد فرمایا کہ اے جابر جب تک میں نہ آجاؤں اُس وقت تک ہانڈی کو چولھے
سے نہ اُتارنا اور آٹے کو نہ پکانا۔ بعد اس کے آپ تشریف لائے اور آب دہن مبارک یعنی
ذرا سا تھوک گوندھے ہوئے آٹے میں اور ہانڈی میں ڈال دیا اور فرمایا کہ ایک پکانے والی
اور بلوا لو اور ہانڈی میں سے پیالے نکال نکال کے سب کے سامنے لگانا شروع کرو۔ لیکن ہانڈی
چولھے پر سے نہ اُتارنا۔ جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل خندق ایک ہزار آدمی تھے
قسم ہے خداوند قدوس کی کہ سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور خوش خوش رخصت ہوئے مگر ہماری
ہانڈی اسی طرح جوش میں رہی اور آٹا بھی اتنا ہی رہا جتنا کہ پہلے تھا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ
دیکھا بہنو! کھانا کھلانا تو آسان تھا یہ تو ایک انسانی فعل تھا جو حضور نے بھی کیا۔ مگر اس
اس طرح کھانا کھلانا کہ تین سیر آٹے اور ایک بکری کے بچے میں ایک ہزار دعوتیوں کو کھانا کھلانا
اور پھر اتنا ہی باقی رہنا یہ شان نبی کی تھی۔ یہ شان سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی
اگر بیان صرف اسی قدر کیا جاتا کہ حضور نے دعوت منظور کرلی اور اپنے ساتھ سب ساتھیوں کو
شریک کرلیا تو کوئی خاص بات نہ ہوتی لیکن آپ چونکہ نبی بلکہ امام الانبیاء تھے اسی وجہ سے
جب سیرت کا یہ حصہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے کھانا بھی کھایا اور دوسرے ساتھیوں کو بھی
کھلایا اور کھانا بڑھایا بھی اور اس قدر بڑھایا کہ سب کو کھلا کر پھر اتنا ہی باقی بھی رکھا جب پتہ
چلتا ہے کہ یہ سیرت النبی ہے (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم)

لہٰذا بہنو! میں آپ کو سیرت النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سنانا چاہتی ہوں سنئے اور

درود شریف پڑھیے :-

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

نعت شریف

اُس نور کی عظمت ہوتی ہے

کیا وقت مبارک ہوتا ہے کیا خوب وہ ساعت ہوتی ہے
جب ذکر الٰہی ہوتا ہے جب نعت رسالت ہوتی ہے

یاں فرشِ زمیں پر محفل میں اُس نور کی عظمت ہوتی ہے
واں عرش بریں پہ ملائک میں مداحوں کی مدحت ہوتی ہے

ایمان بھی تازہ ہوتا ہے دل کو بھی مسرّت ہوتی ہے
سب نعمتیں حاصل ہوتی ہیں جب دل میں محبت ہوتی ہے

تھا نور انہی صاف عیاں ابلیس مگر منکر ہی رہا
اوصاف نظر آتے ہی نہیں جب دل میں کدورت ہوتی ہے

بوجہل کہے تم سب سے بڑے صدیق کہیں تم سب سے بھلے
آئینہ میں ہو جاتی ہے عیاں جس طرح کی صورت ہوتی ہے

اس حسن تصور کے قرباں اس فیض محبت کے صدقے
ہر دم ہے وہ روضہ آنکھوں میں ہر وقت زیارت ہوتی ہے

ہو کوئی صحابی یا کہ ولی سب میں ہے عمر خوشبوئے نبی
کھلتی ہے جو اس گلشن میں کلی سب میں وہی نکہت ہوتی ہے

حضور کی سخاوت اور آپ کا جود کرم

بہنو! اللہ تعالےٰ کلام مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ ؕ یعنی اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے

جو سائل سوال کرے تو آپ اس کو نامراد نہ کیجئے۔

میری پیاری بہنو! اور معزز ماؤں! اب میں آپ کو اپنے نبی معظم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیرت پاک، آپ کی سخاوت اور آپ کے جود و کرم کا بیان سناتی ہوں جس سے آپ کو معلوم ہو گا کہ ہمارے آپ کے پیارے آقا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خداوند تعالےٰ نے کیسا سخی اور کیسا صاحب اختیار بنایا تھا حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جو شخص جو کچھ سوال کرتا تھا کبھی نامراد اور محروم ہی نہ رہتا تھا جو مانگتا تھا وہ پاتا تھا۔ سچ فرمایا ہے علامہ بریلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے ؎

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اور کیوں نہ ہو صحیح حدیث شریف میں ہے خود حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ وَاللّٰہُ مُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ یعنی اللہ تعالیٰ مجھ کو دینے والا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں۔ اور ظاہر ہے کہ جب دینے والے کے ہاں کمی نہیں تو بانٹنے والے کے یہاں کیا کمی ہو سکتی ہے سچ تو یہ ہے کہ تمام خزانوں کی کنجیاں خداوند تعالےٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھوں میں دے دیں۔ چنانچہ بخاری شریف و مسلم شریف حدیث کی صحیح کتابوں میں آیا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اِذْ جِیْئَ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ یعنی میں سو رہا تھا کہ تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں دے دی گئیں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ بہنو! غور کرو کہ کیسا نبی اور عظمت والا نبی صاحب اختیار احمد مختار نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم خدا نے ہمیں آپ کو عطا فرمایا۔ درود شریف پڑھیے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ایک سائل اور ایک بڑی بی کا دلچسپ واقعہ

بہنو! طبرانی معجم اوسط اور خرائطی مکارم الاخلاق میں امیر المومنین حضرت علی

کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے جب کوئی شخص کچھ سوال کرتا تو اگر حضور کچھ عطا فرمانا چاہتے تو نعمؔ فرماتے یعنی اچھا ۔ اور اگر نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے لفظ لا یعنی نہیں نہ فرماتے ۔

ایک روز ایک سائل آیا اور اس نے سوال کیا حضور خاموش ہو رہے ۔ اس نے دوبارہ پھر سوال کیا حضور نے پھر سکوت فرمایا ۔ اس نے پھر تیسری بار سوال کیا ۔ اب تو حضور کو جلال آگیا ۔ مگر پیاری بہنو! حضور نے اس جلال کی حالت میں بھی اس سائل کو جھڑکا نہیں ڈانٹا نہیں بلکہ فرمایا تو یہ فرمایا کہ :۔

سل ما شئت یا اعرابی ۔ اچھا مانگ اے اعرابی کیا مانگتا ہے جو تیرا جی چاہے مانگ لے :۔

حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ جو اس روایت کے راوی ہیں فرماتے ہیں :۔

فغبطناہ فقلنا الآن یسأل الجنۃ ۔ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ جوش کرم دیکھ کر کہ مانگ لے جو تیرا جی چاہے ۔ ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا ۔ ہم نے اپنے جی میں کہا کہ اب یہ حضور سے کم از کم جنت تو ضرور مانگے گا ۔ مگر اس اعرابی نے مانگا ۔ تو کیا مانگا سواری کے لئے ایک اونٹ [illegible] اور تبا ۔ تو اس نے کہا راستہ میں کچھ کھانے کو فرمایا دیا گیا چنانچہ اونٹ اور زاد سفر لے کر رخصت ہوا ۔ ہم کو بھی اس سائل کے اس ادنیٰ سوال پر تعجب ہوا ۔ خود سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس کی اس کم ظرفی پر افسوس ہوا ۔ اور آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ دیکھا تم نے کہ کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک بڑی بی کی مانگ میں جس نے موسیٰ علیہ السلام سے مانگا تھا ۔ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور ان بڑی بی کا واقعہ ذرا ہم کو بھی سنائیے ۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بڑی بی کا واقعہ خود اپنی زبان مبارک سے یہ بیان فرمایا ۔

حضرت موسیٰ اور ایک بڑی بی کا قصہ

سنو بہنو

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے مقابلے میں خداوند عالم کی طرف سے

دریا پار ہونے کا حکم ہوا۔ اور آپ دریا کے کنارے تک پہونچے تو سب سواریوں کے جانوروں
کے منھ اللہ تعالیٰ نے پھیر دیئے اور وہ خود بخود پلٹ آئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی
کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے۔ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) تم یوسف (علیہ السلام) کے
مزار اقدس کے پاس ہو (سب جانوران کے مزار اقدس کا احترام کرتے ہیں اس لئے واپس
چلے آئے) لہٰذا تم ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو۔ جب دریا کے پار اتر سکو گے (حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ بارالٰہا ان کی قبر شریف کہاں ہے۔ ارشاد ہوا کہ کسی بوڑھے
کو بلا کر پوچھ لو) چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اعلان کرایا۔ آخر کو ایک بڑی بی حاضر ہوئیں
اور انھوں نے کہا کہ ہاں مجھ کو معلوم ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ۔ بڑی بی
نے کہا کہ واہ نہ لینا نہ دینا یوں ہی بتا دوں اجی جناب کَلَّا وَاللّٰہِ حَتّٰی تُعْطِیَنِیْ مَا سَأَلْتُکَ
خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی جب تک آپ سے جو کچھ مانگوں اور وہ مجھے آپ نہ دیں۔ حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ذالِکِ لَکِ یعنی تیری عرض قبول ہے۔ بڑی بی نے عرض کیا
کہ اچھا میں جنت کا وہ درجہ مانگتی ہوں جس میں آپ ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ
بڑی بی جنت مانگ لو مگر وہ جنت جس میں میں ہوں وہ جنت کیسے تمھیں دیدوں تم کہاں
اللہ کا نبی اللہ کا کلیم اور تم ایک معمولی سی عورت۔ بڑی بی یہ سُن کر بولیں۔ فقالت کَلَّا وَاللّٰہِ
اِلَّا اَنْ اَکُوْنَ لَکَ خدا کی قسم میں نہ مانوں گی جب تک آپ کے ساتھ نہ ہوں
پھر موسیٰ علیہ السلام نے سمجھایا کہ بڑی بی سَلِی الْجَنَّۃَ جنت مانگ لو۔ مگر میری
جنت کا خیال چھوڑ۔ بڑی بی یہ سُن کر اپنی لکڑی کے سہارے گھومیں اور واپس جانا چاہا
پھر موسیٰ علیہ السلام نے روکا اور سمجھانے بجھانے کی کوشش کرنی چاہی۔ غرض کہ اسی
ردوبدل میں جناب باری تعالیٰ نے وحی بھیجی۔

فَاَوْحَی اللّٰہُ اَنْ اَعْطِھَا ذَالِکَ — یعنی اے موسیٰ وہ جو مانگتی ہے تم اسے وہی عطا
فَاِنَّہٗ لَنْ یَّنْقُصَکَ شَیْئًا فَاَعْطَاھَا — کردو کہ اس میں تمھارا کچھ نقصان نہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ جب تیرے ہی نزدیک نامناسب نہیں تو مجھے کیا عذر ہے
چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنی جنت کے درجۂ عالی میں جگہ عطا فرمائی۔ اور

بڑی بی نے حضرت یوسف علیہ السلام کا مزار شریف بتا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جسم اقدس یوسف علیہ السلام کا اپنے ہمراہ لیا۔ اور دریا کے پار ہو گئے۔

یہ روایت جس کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ میں نے آپ بہنوں کے رو برو پیش کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو سُنا کر گویا اس بات کو ثابت کیا کہ اس سائل سے تو وہ بڑی بی ہی اچھی ہی رہیں کیونکہ انھوں نے تو حضرت موسیٰ ؑ کی جنت طلب کی اور یہ تو صرف ایک اونٹ اور راستہ کا کھانا ہی مانگ کر رہ گیا۔ حالانکہ میں نے اس کو عام اجازت دے دی تھی کہ سَلْ مَا شِئْتَ یعنی جو تیرا جی چاہے وہ مجھ سے مانگ لے بس اگر یہ مانگتا تو دونوں جہان کی نعمتیں اُس کو دی جاتیں۔ دیکھو بہنو! یہ شان ہے ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و سخا کی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

نعت شریف

ذرا تنویر تو دیکھو

اسیرِ زلفِ احمدؐ ہوں مری تقدیر تو دیکھو
مقید ہوں میں کس زنجیر میں زنجیر تو دیکھو

رُخ و زلفِ نبی کی خود خدا توصیف کرتا ہے
اٹھا کر والضحیٰ واللیل کی تفسیر تو دیکھو

نکیرین آ کے سوتا دیکھ کر مرقد میں یوں بولے
کہ جاگو اک سراپا حُسن کی تصویر تو دیکھو

بنا ہے عشق احمد کی ستون عشق صحابہ کے
ہمارے قصرِ دل کی مونو تعمیر تو دیکھو

برابر نام خالق کے لکھا ہے عرشِ اعظم پر
ذرا نام محمدؐ کی عمرؔ توقیر تو دیکھو

ایک صحابی نے حضور سے جنت مانگی

اچھا بہنو! ایک روایت ایسی ہی میں آپ کو سُناتی ہوں جسے سن کر آپ کو معلوم ہوگا کہ مانگنے والوں نے حضور سے جنت بھی مانگی اور پائی بھی دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چنانچہ صحیح مسلم شریف اور حدیث کی دوسری کتابوں میں سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اکثر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دولت سرا میں شب کو بھی رہ جاتا تھا۔ ایک رات رحمت والے آقا کی خدمت اقدس میں وضو کے لئے پانی اور دوسری ضرورت کی چیزیں حاضر لایا۔ سرکار عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور دریائے رحمت جوش میں آیا موج میں آ کر ساقی کوثر نے ارشاد فرمایا کہ یَا رَبِیعَۃَ سَلْنِی فَاُعْطِیَکَ۔ اے ربیعہ مجھ سے مانگ۔ جو مانگے گا وہ تجھ کو دیا جائے گا۔ ذرا بہنو! — حدیث شریف کے الفاظ تو دیکھو۔ اے ربیعہ مجھ سے مانگ۔ یہ ہیں خدا کے دیئے ہوئے اختیارات۔ اور حضرت ربیعہ جلیل القدر صحابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُن مقدس کلمات کے جواب میں عرض کرتے ہیں قُلْتُ اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں

سائل ہوں ترا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو
معلوم ہے اقرار کی عادت تری مجھ کو

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو خوشخبری سُناتے ہوئے کثرتِ طاعت کا حکم دیا سبحان اللہ سبحان اللہ بہنو۔

حضرت خاتون جنت نے

حضرات حسنین کے لئے کیا مانگا

بہنو! غور تو کرو کہ ہمارے آقائے نامدار سرکار ابد قرار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خداوند تعالےٰ نے کیا کیا دینے کی قوت عطا فرمائی تھی۔ کہ آج دنیا کے

ہ مذہب سن کر حیرت میں پڑ جاتے ہیں یعنی وہ چیزیں جن کا تعلق اجسام ظاہرہ سے نہیں یعنی جو ہاتھ اُٹھا کر نہیں دی جا سکتی وہ بھی عطا فرمائیں سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سیدہ خاتون جنت صلی اللہ تعالے علے ابیھا وعلیھا وعلے بعلھا وابنیھا وبارک وسلم اپنے دونوں شہزادوں حضرت امام حسن و امام حسین کو لے کر خدمت انور سید اطہر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ انحلھما یعنی یا رسول اللہ ان دونوں کو کچھ عطا فرمایئے۔ قال نعم حضور نے فرمایا کہ ہاں منظور ہے اما الحسن فقد نحلتہ حلمی وھیبتی یعنی حسن کو تو میں نے اپنا حلم اور اپنی ہیبت عطا کی۔ واما الحسین فقد نحلتہ نحدتی وجودتی اور حسین کو اپنی شجاعت اور اپنا کرم بخشا۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حسن کو میں نے اپنی بردباری عطا کی۔ اور حسین کو محبت و رضا کی نعمت بخشی (ابن عساکر و العسکری)

دیکھئے یہ چیزیں تو ایسی نہیں جو ہاتھ اٹھا کر دی جاتیں مگر یہ بھی عطا فرمائیں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور پھر کیسی عطا فرمائیں کہ تاریخ شاہد ہے کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے بردبار کیسے حلیم اور کیسے صاحب ہیبت تھے کہ میں آپ کو ایک تاریخی واقعہ سناتی ہوں جسے سن کر آپ رو دیں گی۔

حضرت امام حسن کا حلم اور بردباری

میری پیاری بہو! ایک بار حضور سیدنا امام حسن علیہ السلام کوفہ میں اپنے مکان پر رونق افروز تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے آپ کی اور آپ کے والد ماجد سیدنا شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بہت سخت گستاخی کے کلمات کہے اور تبرا بازی کی۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خادم کو آواز دی جب وہ آیا تو اس سے فرمایا کہ جا اور روپیہ کی تھیلی اندر سے لے آ۔ آپ نے وہ تھیلی اس ناہنجار کو دے کر فرمایا کہ بھائی معاف کرنا میرے پاس اس وقت اس سے زیادہ کچھ موجود نہ تھا۔ وہ اعرابی یہ حلم اور

بردباری دیکھ کر شرمندہ ہوا۔ اور بولا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تم رسول اللہ کے بیٹے ہو۔ میں تمہارے حلم اور جود و کرم کے امتحان کے لئے آیا تھا۔ سفینۃ النجات۔

مروان کی تبرابازی

بہنو! اسی سے ملتی جلتی ایک روایت ابن سعد بن عمر بن اسحاق نے بیان کی ہے کہ مروان ہم پر حاکم تھا اور ہر جمعہ کو ممبر پر حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر تبرے بازی کرتا تھا اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنا کرتے تھے اور کچھ نہ فرماتے تھے۔ پھر مروان برادر شیطان نے ایک آدمی کو آپ کے پاس بھیجا۔ اور بہت برا بھلا کہلا بھیجا آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ جا کے مروان سے کہہ دے کہ جو کچھ تو نے کہا ہے اس میں سے کسی چیز کو تجھ سے نہ مٹاؤں گا اس طرح سے کہ میں تجھ کو برا کہوں تاکہ برابر ہو جائے اگر تو سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو جزا دے گا۔ اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالےٰ تجھ کو سزا دینے والا ہے۔

اور اسی طرح سے بکثرت روایات آئی ہوئی ہیں جن سے آپ کی بردباری آپکے حلم و مروت اور آپ کے جود و احسان کا ثبوت ملتا ہے۔ اور خیال کرو بہنو کہ اس سے بڑھ کر اور آپ کے حلم و مروت کا کیا ثبوت ہوگا کہ جس عورت نے آپ کو زہر دیا جسکے صدمہ و اثر سے آپ کا دل و جگر پاش پاش ہو گیا اور آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ مگر آپ نے اس کا نام اپنی زبان مبارک سے نہ بتایا۔ سچ کہا ہے کسی نے ؎

واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہو
پھر بھی ایذائے ستمگر کے روادار نہیں

حضرت سیدنا امام حسینؓ کی رضا و محبت اور جود و کرم

دیکھو بہنو! یہ ہے حلم و کرم سیدنا امام حسن رضی اللہ کا اور یہ ہے خلیفہ پیارے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا۔ اسی طرح سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو آپ کے اپنی

جرأت وہمت اپنی شجاعت اور بہادری رضا وتسلیم اور محبت وکرم کا عطیہ عنایت فرمایا اُس کی بھی مثال نہیں ملتی۔

غور تو کرو کہ میدان کربلا میں سیدنا امام والامقام کو کیسی کیسی سخت مصیبتیں بہ یک وقت پیش آئی ہیں کہ دو پہر کے عرصہ میں سب دوست واحباب اور جاں نثار شہید ہو گئے بھائی بھتیجے گودوں کے پالے کیسے کیسے نونہالِ باغ مصطفوی اور گل گلزار مرتضوی دشمنوں کی تلواروں سے آنکھوں کے سامنے کاٹے گئے۔ یہاں تک کہ سید الشہداء کو کربلا کے میدان میں اپنے فرزند دلبند جگر کے ٹکڑے علی اکبر سے نوجوان حسین ہم شکل سید المرسلین اٹھارہ برس کی عمر کے اور سیدنا علی اصغر شیر خوار تشنہ دہن ستمگروں کے ہاتھ سے آنکھوں کے روبرو اور گود میں قتل کئے گئے۔ ایسے نور بصر جب نظر سے پوشیدہ ہوں کیا حال ہوگا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک کا۔ لیکن باوجود ان شدید مصائب کے جب نوبت خود اپنے قتال کی آئی۔ اور امام دارین تنہا اُس لشکر غدار بے حد وبے شمار پر حملہ آور ہوئے تو وہ شجاعت اور جواں مردی دکھائی کہ ظالموں کے دل دہشت سے کانپتے تھے۔ چنانچہ آج تک جو منصف مزاج ہیں غیر مذہب کے لوگ تاریخ داں وہ بھی قائل ہیں کہ انسانوں میں ابن رسول اللہ کا جیسا بہادر پیدا نہیں ہوا۔ اور جود وسخا کا بھی یہ عالم تھا۔

شاخ ریحاں کا بدلہ

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا ایک دن ایک کنیز آپ کی آئی اور اُس نے شاخ ریحاں یعنی پھولوں کی ڈالی امام کو پیش کی۔ امام نے اُس کو قبول فرمایا اور اُس کنیز کو آزاد کر دیا۔ حضرت انس کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یہ ہدیہ جو کنیز لائی ہے اس قابل نہ تھا کہ اُس کے عوض میں اُس کو آزاد کر دیا جائے یہ تو بہت زیادہ ہوا۔ امام والامقام نے جواب دیا کہ اے انس اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی ادب سکھایا ہے۔ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا یعنی جب کوئی تمہارے واسطے ہدیہ لائے تو تم اُس سے بہتر اُس کو دو یا ایسا ہی دو۔

پس میں نے اُس کو اُس سے بہتر دیا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ سچ تو یہ ہے کہ ان شہزادوں کے کل اعمال بالکل تفسیر تھے قرآن پاک کے۔ دیکھو بہو! یہ یہ عطایا تھے جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ ہاں تو میں یہ بیان کر رہی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جود وسخا کی یہ شان تھی کہ جس نے جو مانگا وہ پایا کوئی محروم نہ رہا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اچھا اب ایک نعت شریف سُنئے اپنے اور ہمارے آقائے نامدار کی شان مبارک میں۔ پھر اُس کے بعد آپ کو کچھ اور سُناؤں گی۔

نعت شریف

جلوہ گر ہوئے تو دو

وصفِ دنداں و رُخ خیر البشر ہوئے تو دو
انجم و مہتاب اک جا جلوہ گر ہوئے تو دو
ایک دن خود چارہ سازی کے لئے وہ آئیں گے
درد دل ہوئے تو دو درد جگر ہوئے تو دو
ہند سے اُڑ جائیں گے ہم بھی مدینہ کی طرف
صورتِ جبریل پیدا بال و پر ہوئے تو دو
پھر مدینے کی زیارت ہو گی بیت اللہ میں
کعبہ دل میں شہ طیبہ کا گھر ہوئے تو دو
شمع بھی پروانے کے مانند ہو گی بے قرار
بزم میں نور محمدؐ جلوہ گر ہوئے تو دو
عرش سے صلِّ علیٰ پڑھتے ملائک آئیں گے
ذکر میلاد محمدؐ اے عمر ہوئے تو دو

حضور سے صحابہ نے روشنی مانگی

اور حضور نے عطا فرمائی

پیاری بہنو! بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اُسید بن حُضیر اور عباد بن بشر سرکار عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کافی رات گئے تک حاضر خدمت رہے۔ جب اُٹھ کر چلے تو رات اندھیری تھی سناٹے کا عالم تھا اور ظلمت چھائی تھی۔ حضور سے عرض کیا کہ یا نور اللہ سے سراج منیر ہمیں کوئی روشنی عطا فرمائیے تاکہ ہم لوگ گھر جائیں۔ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد کے ہاتھ سے ان کی مختصر سی لکڑی لے لی اور اس پر اپنی نورانی ہتھیلی پھیر دی بس میں کیا کہوں بہنو۔ وہ تو سورج کی طرح روشن ہوگئی میلوں اُس کی روشنی جاتی تھی۔ فرمایا کہ اس کی روشنی میں چلے جاؤ حضرت اُسید نے عرض کیا کہ مجھے بھی روشنی عطا ہو سرکار نے فرمایا کہ تم انھیں کی روشنی میں چلے جاؤ۔ انھوں نے عرض کیا کہ سرکار مجھے آگے چل کر دوسری طرف جانا ہے حضور نے فرمایا کہ جہاں سے تم الگ ہونا وہاں سے اپنی لکڑی ان کی لکڑی سے مس کر دینا تمھاری لکڑی بھی منور ہو جائے گی۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور انکی لکڑی بھی روشن ہوگئی۔ اور وہ اپنی اپنی لکڑی کی روشنی میں اپنے اپنے گھر پہونچ گئے۔ اور برسہا برس وہ لکڑی اُن صحابہ کرام کے پاس رہی۔ سبحان اللہ بہنو!

حضور نے ایک شاخ کو نورانی بنا دیا

حضرت قتادہؓ نے گھر سے چڑیل کو مار بھگایا

بہنو! ایک بڑی دلچسپ روایت سُناتی ہوں۔ امام احمد رحؒ نے[۱] ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت قتادہ ابن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کے ساتھ نماز عشاء پڑھی رات تاریک تھی ابر چھایا ہوا تھا بجلی چمک رہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

---

[۱] نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض

اُن کو ایک درخت کی سوکھی ٹہنی عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ ایسی روشن ہو جائے گی کہ دس آدمی تمہارے آگے اور دس آدمی تمہارے پیچھے چلیں گے، اور اسی کی روشنی میں جب تم گھر پہونچو گے تو ایک کالی کالی چیز دیکھو گے تو اسے مار کے بھگا دینا۔ چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ وہاں سے چلے تو وہ شاخ روشن اور منور ہو گئی یہاں تک کہ گھر پہونچے۔ اب جو دیکھا تو گھر کے کونے میں ایک کالی کالی خبیثنی کھڑی ہوئی ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس خبیثنی کو اسی لکڑی سے مار مار کر بھگا دیا۔ **فائدہ** حدیث میں لکھا ہے کہ وہ کالی چیز شیاطین کی قسم سے ایک شیطان تھا۔ بہرحال ایک آسیب تھا۔

بہنو! دیکھو بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بڑے نمازی پرہیز گار ہیں ہمارے گھر میں کوئی آسیب کیسے آسکتا ہے۔ ان کو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ حضرت قتادہ صحابی جلیل القدر سے زیادہ عابد و زاہد ہیں؟ پھر ان کے گھر میں کیسے آ گیا مگر گیا حضور کی دی ہوئی لکڑی کی مدد سے اسی طرح بزرگان دین کی دی ہوئی چوکی اور تعویذات وغیرہ کے ذریعہ سے ہر قسم کا آسیب گھر سے دفع ہو جاتا ہے۔ سوتے وقت آیۃ الکرسی کا پڑھنا اور دستک دینا بھی گھر سے ہر قسم کا آسیب بھگانے میں بہت ہی مجرب ہے۔

ہاں بہنو! تو میں یہ بیان کر رہی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیسی کیسی چیزیں عطا فرماتے ہیں۔ دیکھو یہ ہے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان حدیثوں کی صحیح صحیح روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کی سیرت کیسی ہوتی ہے۔ اور پھر سید الانبیا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی سیرت پاک۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

حضرت علامہ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی خوب فرماتے ہیں۔

نعت شریف

توڑا نور کا

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا　　صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نور کا　　نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

وضع و شِعع میں تری صورت ہے معنی نور کا | یوں مجازاً جس کو چاہیں کہہ دیں کلمہ نور کا
یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا | بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا
تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا | سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا
نور کی سرکار سے پایا دو شالا نور کا | ہو مبارک تم کو ذی النورین جوڑا نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا | تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

حضورؐ نے سُوکھی لکڑی کو لوہے کی تلوار بنا دیا

میری پیاری بہنو! ایک آدھ روایت اور آپ کو اس قسم کی سُناتی ہوں تاکہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان جود و کرم اور آپ کو قدرت والے خدا نے جیسا قادر بناکر بھیجا تھا اُس کا کچھ اور حال معلوم ہو۔ اور ایمان میں تازگی اور دل میں نور پیدا ہو۔

بہنو! بیہقی نے روایت کی ہے کہ جنگ بدر میں حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کی محبت میں یوں ہی نہتا چلا آیا ہوں اب مجھے تلوار عنایت فرمائیے۔ حضور نے ایک سوکھی سی لکڑی دے دی وہ ان کے ہاتھ میں پہونچ کر لوہے کی ایک تلوار ہو گئی۔ اور تلوار بھی نہایت ہی بہترین قسم کی تلوار سفید براق ایسی تلوار کہ اُس سے غزوۂ بدر میں انھوں نے قتال کیا پھر وہ تلوار ہمیشہ اُن کے پاس رہی اور برابر لڑائیوں میں کام آتی رہی اور اُس تلوار کا نام عون ہو گیا۔

حضورؐ نے شفا عطا فرمائی

میری عزیز بہنو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سائلوں کے ہر قسم کے سوالات پورے فرمایا کرتے تھے۔ منجملہ ان کے جو بیمار اور حاجت مند آکر آپ سے کچھ عرض کرتے تھے حضور ان کی بھی مراد پوری فرماتے تھے۔ چنانچہ میں صدہا روایات میں سے صرف چند روایتیں آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں۔

بھنو اسی صحیح بخاری شریف میں براء بن عازب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جماعت ابورافع کو قتل کرنے کے لئے بھیجی کہ جاکر اس کو جہنم رسید کریں کیونکہ وہ شان رسالت میں بہت گستاخیاں اور بدتمیزیاں کرتا تھا اور خفیہ طور سے آپ کے دشمنوں کی مدد کرتا تھا۔چنانچہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالےٰ عنہ رات کو اس کے گھر میں داخل ہو گئے اور اس خبیث کو جہنم واصل کیا۔وہ فرماتے ہیں کہ جب میں وہاں سے واپس ہوا تو ایک زینے پر سے گر پڑا اور میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی حضرت عبداللہ ابن عتیک جو ایک بہادر سپاہی اور عشق رسول میں سرشار تھے۔اپنی پگڑی اتار لیتے ہیں اور اس کو پنڈلی پر لپیٹ کر لنگڑاتے ہوئے اپنے آقائے نامدار کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور سب حال عرض کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ اپنا پاؤں تو پھیلاؤ حضرت ابن عتیک نے اپنا پاؤں پھیلا دیا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس پر پھیر دیا۔بس بھنو کیا پوچھنا اسی وقت وہ ٹوٹی ہوئی پنڈلی جڑ گئی اور پاؤں بالکل درست ہو گیا دیکھو بھنو یہ شفا عطا فرمائی ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

ہاتھ جل گیا حضور نے درست کر دیا

بھنو بیہقی اور نسائی نے روایت کی ہے کہ محمد بن حاطب کے ہاتھ پر لڑکپن میں ہانڈی الٹ پڑی اور سارا ہاتھ جل گیا تھا۔وہ حضور کے پاس لائے گئے حضور نے اس پر ہاتھ پھیر دیا۔اور ذرا سا لعاب دہن لگا دیا بس اسی وقت ان کا ہاتھ اچھا ہو گیا۔

آنکھ کی پھلی اسی وقت درست فرما دی

اسی طرح طبرانی اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حبیب بن فدیک کی آنکھ میں پھلی پڑ گئی وہ بالکل نابینا ہو گئے۔حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے دم کر دیا اسی وقت آنکھیں اچھی ہو گئیں اور وہ بالکل بینا ہو گئے سبحان اللہ سبحان اللہ۔

حضرت قتادہؓ کی آنکھ دُرست فرما دی

میری نیک بہنو! ایک بڑی مزے دار روایت آپ کو سناتی ہوں بیہقی اور محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جنگ اُحد میں قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں تیر لگا جب حضرت قتادہ نے تیر نکالا تو اس کے ساتھ ان کی آنکھ بھی رخسارے پر آ گئی۔ وہ سیدھے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا حبیب اللہ میری آنکھ درست کر دیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ آنکھ ٹھیک کر دی جائے یا اس کے عوض جنت لو گے۔

حضرت قتادہ نے عرض کیا کہ جی نہیں آنکھ ٹھیک کر دیجئے میں کانا رہنا پسند نہیں کرتا۔ حضور نے فرمایا کہ آنکھ کو جنت پر کیوں فوقیت دیتے ہو حضرت قتادہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو مجھ کو یقین ہے کہ جب آپ کا کلمہ پڑھا آپ پر ایمان لایا۔ آپ کی محبت وعظمت میرے قلب میں موجود ہے تو جنت جاتی کہاں ہے جنت تو آپ کے صدقے سے مجھ کو ملے ہی گی۔ اب رہی آنکھ وہ مجھ کو عنایت فرما دیجئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسکرا کر آنکھ ان کی ہتھیلی سے اٹھا کر ان کے حلقۂ چشم میں رکھ دی اور اپنی نورانی ہتھیلی ان کی آنکھ پر پھیر دی بس اسی وقت ان کی آنکھ درست ہو گئی اور بہت خوبصورت اور حسین بھی ہو گئی اور جنت کی بشارت بھی سنائی سبحان اللہ

آنکھ کی آنکھ ملی ہاتھ سے جنت نہ گئی

حضورؐ بعد وصال کے اب بھی عطا فرماتے ہیں

بہنو! تم کہو گی کہ جب حضور اس دنیا میں بظاہر موجود تھے جب سب کچھ عطا فرماتے تھے اب حضور کہاں جو ہم حضور سے مانگیں۔ تو میری بہنو! میں تم کو بتانا چاہتی ہوں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی ہیں یعنی جیسے کل زندہ تھے ویسے ہی آج بھی زندہ ہیں۔ اور بہنو قرآن شریف میں تو یہ آیا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی ہر آنے والی ساعت گذری ہوئی ساعت سے بہتر ہے

جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کی دنیا کی زندگی سے موجودہ زندگی نہایت اعلیٰ اور قوی ہے اور جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ پہلے سے زیادہ قوی تر زندگی کے ساتھ موجود ہیں تو بے شک آج بھی آپ کے جود و سخا کے چشمے ویسے ہی جاری ہیں جیسے کل تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

چنانچہ بہنو! اس سلسلے میں میں آپ کو چند روایات نہایت مستند اور معتبر سناتی ہوں جن کو سن کر انشاء اللہ تعالےٰ آپ وجد میں آجائیں گی اور عشق محبت میں جھومنے لگیں گی۔

بعد وصال حضور کی مہمان نوازی

بہنو! چونکہ حضور صلے اللہ علیہ و آلہ سلم کی عادت شریفہ تھی کہ مہمان کی بڑی خاطر تواضع کرتے تھے۔ چنانچہ بعد وصال جا آج تک اس کا سلسلہ جاری ہے۔

چنانچہ جذب القلوب میں حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ امام ابوبکر مقری کہتے ہیں کہ ایک بار میں اور طبرانی اور ابوالشیخ تینوں مدینہ منورہ میں حرم پاک مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں تھے مگر ہم تینوں بہت بھوکے تھے اور اسی حالت میں صبر و شکر کے ساتھ دو دن گزر گئے تیسرے روز جب عشا کا وقت آیا تو ہم تینوں روضۂ پاک سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آکر پہونچے اور مودبانہ عرض کیا کہ یا حبیب اللہ یا رسول اللہ۔ بس اِس کے علاوہ کچھ نہ کہا۔ اور وہاں سے آکر ایک کنارے انتظار میں بیٹھ گئے کہ اب حضور کھانا بھجواتے ہوں گے۔ اتنے میں کیا دیکھا کہ ایک مرد علوی چلا آرہا ہے۔ اس کے ساتھ دو غلام ہیں جن کے سروں پر کھانا رکھا ہے ہمارے قریب آیا۔ طبرانی تو سو رہے تھے ان کو جگایا پھر ہم سب نے ساتھ ملکر کھانا کھایا اور بچا یا ہوا ہم کو دے کر چلے گئے۔

حضور خود کھانا لے کر تشریف لائے

پیاری بہنو! اسی طرح کی ایک دوسری روایت سناتی ہوں۔ حضرت ابو بکر اقطع

فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ پہونچے۔ پانچواں فاقہ تھا کھانا نہیں ملا تھا۔ میں مزار اقدس پر حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا۔ انا ضیفک یا رسول اللہ میں آپ کا مہمان ہوں۔ یا رسول اللہ یہ کہا اور کنارے آکر بیٹھ گیا۔ ذرا سی نیند آگئی۔ دیکھتا کیا ہوں کہ حضور اکرم نور مجسم تاجدار مدینہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور کس شان سے کہ دیکھنے والے کی زبان سے بے ساختہ نکل جائے۔

قدر عنا کی ادا جامۂ زیبا کی پھبن — سرمگیں آنکھ غضب ناز بھری وہ چیتون
وہ عمامے کی سجاوٹ وہ جبین روشن — اور وہ مکھڑے کی تجلی و بیاض گردن
وہ عبائے عربی اور وہ نیچا دامن — دلربایانہ وہ رفتار وہ بے ساختہ پن
مردہ بھی دیکھے تو کر چاک گریبان کفن — اٹھ چلے قبر سے بیتاب زبان پر یہ سخن

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

داہنی طرف سیدنا ابو بکر صدیق بائیں جانب سیدنا عمر فاروق اور آگے آگے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین تھے۔ حضرت ابو بکر اقطع فرماتے ہیں کہ میں اٹھا پیشانی پر بوسہ دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ کو تسلی دی اور میرے ہاتھ میں ایک روٹی عنایت فرمائی میں نے خوب شکم سیر ہو کر کھائی اور باقی بچ رہی جس کو میں نے احتیاط سے رکھ لی۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو کھلا پلا کر تشریف لے گئے۔ آہ بہنو! جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظروں سے پوشیدہ ہو گئے ہوں گے تو اس وقت حضرت ابو بکر اقطع کے دل کی کیا کیفیت ہو گی۔ اللہ اللہ

نعت شریف

آنکھوں میں ہے

جلوۂ محبوب رب العالمین آنکھوں میں ہے
شیفتہ جس پر خدا ہے وہ حسین آنکھوں میں ہے

دیکھتا ہوں رات بھر والّیل کی تفسیر میں
جلوہ گر جب سے وہ زلف عنبریں آنکھوں میں ہے

بلبلو تم کو مبارک ہو تماشائے چمن
یاں رُخِ زیبائے ختم المرسلیں آنکھوں میں ہے

دیکھتے ہی دیکھتے اُس رُخ کو ہو جاؤں فنا
یہ تمنّا دل کی ربّ العالمین آنکھوں میں ہے

دم نکلتا ہے ذرا جلوہ دکھا دیجئے حضور
عاشقِ بیمار کی جانِ حزیں آنکھوں میں ہے

بعد مردن بھی کھلی ہیں میری آنکھیں اے عمر
حسرت دیدارِ ختم المرسلیں آنکھوں میں ہے

محمّد ابن مکندر کے والد کا قرض ادا کر دیا

میری پیاری بہنو! محمد ابن مُکندر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہا فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب حضرت مکندر کو ایک شخص نے اسّی دینار بطور امانت کے رکھنے کو دیے اور اجازت دی کہ آپ بروقت ضرورت خرچ بھی کر سکتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ میں جب مانگوں تو مجھ کو دے دیجئے گا۔ چنانچہ والد صاحب نے وہ دینار اپنی ضرورت میں خرچ کر لئے ایک مدت کے بعد جب واپس آیا تو والد صاحب نے اس سے دوسرے روز کا بعد فجر کے وعدہ کر لیا۔ مجھ کو بڑی حیرت ہوئی کہ والد صاحب کہاں سے دے دیں گے اور مجھ کو یہ بھی معلوم تھا کہ آج کل والد صاحب قبلہ کافی پریشان ہیں نان شبینہ کی محتاجی ہے کہاں سے دیں گے۔ کیا کچھ رقم ہم لوگوں سے چھپا کر کہیں رکھتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آج دیکھنا چاہیئے۔ اور پتہ لگانا چاہیئے کہ کہاں سے لاتے ہیں اور کہاں سے نکالتے ہیں یا کس سے مانگتے ہیں۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ میں دن بھر دیکھتا رہا کہیں سے انھوں نے کوئی بندوبست نہ کیا۔ جب رات ہوئی مسجد نبوی میں نماز عشا پڑھی اور اس کے بعد مسجد

مکان چلے آئے میں بھی اُن کے ساتھ چلا آیا۔ اور دیکھتا رہا۔ پھر رات بڑھے ہیں نے دیکھا کہ وہ اٹھ کر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پاک پر آئے اور حضور سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اسّی دینار کی ضرورت ہے فلاں شخص کی امانت ادا کرنا ہے جلدی سے عنایت فرمایئے میں نے آپ کے بھروسے پر وعدہ کیا ہے اور یہ عرض کر کے گرد روضۂ اقدس کے پھرتے رہے اور صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہے حتیٰ یہ کہ سویرا ہو گیا۔ اور ستارہ سحری آسمان پر نمودار ہوا۔ میرے والد نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو ایک چیخ ماری کہ یارسول اللہ یا حبیب اللہ یا نور اللہ جلدی تشریف لایئے اور مجھ کو روپیہ عنایت فرمایئے۔ دیکھئے میری لاج آپ کے ہاتھ ہے یارسول اللہ وہ دیکھئے ستارہ سحری نمودار ہو گیا ہے۔ بعد فجر وہ شخص جس نے روپیہ رکھا ہے آجائے گا تو میں کہاں سے ادا کروں گا۔ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ دونوں جہان کے آقا تاجدار مدینہ فخر دو عالم مالک رقاب امم گرتوں کو اٹھانے والے ڈوبتوں کو ترانے والے کالی کملی اوڑھے ہوئے تشریف لا رہے ہیں اور میرے والد صاحب کے ہاتھ میں ایک تھیلی دے کر تشریف لے جاتے ہیں میرے والد صاحب نے اس تھیلی کو کھول کر گنا بھی نہیں کہ اس میں کتنی رقم ہے۔ فجر کی نماز کے بعد گھر تشریف لائے جب وہ شخص آیا تو آپ نے وہ تھیلی اُس کے سامنے ڈال دی۔ اس نے کھول کر گنا تو اس میں پورے اسّی دینار موجود تھے اس نے لے لئے اور شکریہ ادا کر کے چلا گیا۔

دیکھا ہو کیا قرضہ ادا کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے دیتے ہیں اور آج بھی دیتے ہیں۔ آج بھی ہر قسم کی مدد فرماتے ہیں۔ آج بھی جو آپ کو پکارتا ہے اور جہاں سے پکارتا ہے وہیں اس کی مشکل آسان فرماتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

ایک صحابی کا وقت مصیبت حضور کو پکارنا

جنگ حلب کا واقعہ

بہنو! میں تم کو ایک سچا واقعہ تاریخی سناتی ہوں جو شمس التواریخ اور دیگر اسلامی معتبر تاریخ کی

کتابوں میں موجود ہے واقعہ تو بہت طویل ہے مگر میں مختصر طور پر بیان کرتی ہوں کہ جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلب کی طرف کوچ فرمایا تو حضرت کعب بن ضمرہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار سوار کے ساتھ اپنے جانے سے پہلے آگے روانہ فرما دیا۔ یوقنا حاکم حلب کو اپنے جاسوسوں سے یہ خبر مل گئی کہ حضرت کعب ایک ہزار سوار کے ساتھ آگے آ رہے ہیں یوقنا دس ہزار سوار سے زاید سوار لے کر مقابلہ کو جا پہونچا۔ چالاکی یہ کی کہ اپنی فوج کے کئی حصّے کر ... کچھ تو اپنے ساتھ لئی کچھ اس کے پیچھے تھوڑے فاصلے پر چھپا دی اور کچھ پھر اس کے پیچھے بھی چھوڑی کہ تم جب لڑائی ہو رہی ہو تو عین موقع پر پیچھے سے آ دھمکنا۔ اب حضرت کعب اور یوقنا سے مقابلہ شروع ہو گیا مسلمان بہت قریب تھا کہ عیسائیوں پر غالب آ دیں کہ یوقنا کی فوج کا دوسرا حصّہ اچانک آ پہونچا اور یہ تازہ دم فوج آکر حضرت کعب کے مقابل تلوار چلانے لگی۔ بیچارے حضرت کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس فوج کے ساتھ بھی زبردست مقابلہ و مقاتلہ فرما رہے تھے۔ ادھر اپنی طرف کے کافی مجاہدین ... شہید بھی ہو چکے تھے۔ اب پھر مسلمانوں نے جم کر ایک ایسا حملہ کیا کہ دشمنوں کے پاؤں اکھڑنے ہی کو تھے کہ یوقنا کی فوج کا بقیہ تیسرا حصّہ پانچ ہزار کی جمعیت سے اچانک شور و غل کرتا آ پہونچا۔ پیاری بہنو! اب تو مسلمانوں کے لئے بڑا ہی نازک وقت آ گیا اور وہ سمجھے کہ اب ہم سب کو شہادت کا جام ہی پینا پڑے گا مگر قربان جایئے صحابہ کرام کے اعتقادات اور ان کی شجاعت اور بہادری کے کہ جب انھوں نے ایسا نازک موقع دیکھا تو فوراً اس ذات گرامی کو پکارا اس محبوب کو آواز دی اس اپنے آقا کا نام مبارک لے کر فریاد کی کہ جن کے نام نامی میں یہ اثر ہے کہ دشمن آپ کے نام سے بھاگتا ہے فوراً حضرت کعب ضمری رضی اللہ تعالیٰ نے پکارا کہ

یا محمّد یا محمّد یا نصر اللہ انزل ؁

یا رسول اللہ یا رسول اللہ اے اللہ کی مدد تشریف لایئے ہم جان نثاروں کی مدد فرمایئے بہنو! بس پھر کیا کہنا۔ کہاں یوقنا لڑنے اور بازی جیتنے کی خوشی میں تھا کہاں ایک شخص نے آکر اس کو خبر دی کہ میاں یوقنا تم تو ادھر حضرت کعب سے لڑائی میں مصروف ہو اور ادھر تمھارا ملک حلب دوسری طرف سے آکر مسلمانوں نے فتح کر لیا۔ یوقنا کے یہ سنتے ہی حواس باختہ ہو گئے

نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ جلدی سے چلو اور اپنے ملک کی خبر لو۔ بس یہ سننا تھا کہ سارے دشمن حضرت کعب کے سامنے سے بھاگ نکلے۔ حضرت کعب نے کچھ دور تک ان کا تعاقب بھی کیا اور اس کے بعد فتح و ظفر اپنے قیام گاہ پر تشریف لائے۔

دیکھا بہنو! کیسی مصیبت میں صحابہ کرام نے یا رسول اللہ کے نعرے بلند کئے۔ اور کیسی مدد فرمائی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ اسی وجہ سے بہنو صحابہ کرام کا یہ دستور تھا کہ اپنی ہر مصیبت کے وقت حضور کو پکارتے تھے حتیٰ کہ اگر کسی کا پاؤں سُن ہو جاتا تھا تو وہ اپنے محبوب نورِ مجسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارتے تھے۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا واقعہ احادیث طیبہ میں موجود ہے۔ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم۔

اچھا بہنو! اب حضور سے مانگنے اور یا رسول اللہ کہہ کر آپ کو پکارنے کا ذکر آگیا ہے۔ تو آؤ اب ہم تم بھی سب ملکر حضور سے مانگنے چلیں مگر مانگیں کیا یہ سوال ہے تو آؤ ہم تم ایسی نعمت مانگیں کہ میرے نزدیک اس نعمت سے بڑی کوئی نعمت ہی نہیں ہے یعنی حضور سے سوال کریں کہ اپنا جمال جہاں آرا ہم کنیزوں ہم اپنی گناہگار لونڈیوں۔ ہم اپنی نام لیواؤں کو دکھا دیجئے ہم ترسے ہوئے ہیں ہم کو اپنے دیدار سے مشرف فرما دیجئے۔ آؤ اپنی درخواست رو رو کر اس طرح اپنے رحمت والے آقا کے دربار میں پیش کریں۔ کہ یا رسول اللہ۔

نعت شریف

ملا دو یا رسول اللہ

کبھی شب خواب میں جلوہ دکھا دو یا رسُول اللہ

مری سوتی ہوئی قسمت جگا دو یا رسُول اللہ

گنہ میرے خدا سے بخشوا دو یا رسُول اللہ

مری بگڑی ہوئی باتیں بنا دو یا رسُول اللہ

ابھی تو آپ کے سودائیوں کو ہوش آجائے

جو اپنے گیسوئے مشکیں سنگھا دو یا رسُول اللہ

کرم کردو شہید کربلا کی پیاس کا صدقہ
مجھے دیدار کا شربت پلا دو یا رسول اللہ

اگر آنکھیں مری دیدار کے قابل نہیں آقا
مجھے آواز ہی اپنی سُنا دو یا رسول اللہ

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ کے عشق کا صدقہ
عمر کو دردِ فرقت کی دوا دو یا رسول اللہ

باب (۶)

سیرت پاک کا دوسرا پہلو

بہنو! ابھی تک تو میں نے حضور کی سیرت پاک کا وہ حصہ سُنایا جس کا تعلق حضور کی سخاوت اور آپ کے جود و عطا سے ہے اب میں سیرت پاک کے اُس حصہ پر روشنی ڈالنا چاہتی ہوں جس کا تعلق حضور کی شفقت اور آپ کی مہربانیوں سے ہے۔ میں بتانا چاہتی ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا برتاؤ بچوں کے ساتھ بچیوں کے ساتھ جوانوں کے ساتھ بوڑھوں کے ساتھ عورتوں کے ساتھ بیواؤں کے ساتھ۔ گناہگاروں کے ساتھ دوستوں کے ساتھ اور دشمنوں کے ساتھ کیسا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتانا ہے کہ جانوروں پر حضور کی کیسی شفقت تھی۔ جو مسلمان مر چکے ہیں دنیا سے جا چکے ہیں اُن پر کیسی مہربانیاں تھیں۔ اُن سب کے متعلق صرف ایک ایک روایت میں آپ کو سناؤں گی زیادہ نہیں۔ آپ لوگ غور سے سُنئے اور درود شریف پڑھئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

بہنو! ان روایات کے سُنانے سے میرا مقصد یہ ہے تاکہ ہمارا اخلاق اور ہماری عادتیں درست ہوں۔ اور ہم سب بھی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے رنگ میں رنگ جائیں۔

حضورؐ کی شفقت شیرخوار بچّوں پر۔

بہنو! حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک بار ایک صحابیہ اپنے ایک دودھ پیتے بچے کو حضور کی خدمت میں لائیں اور حضور کی گود میں دے دیا۔ اتفاق کی بات کہ اُس بچے نے حضور پر پیشاب کر دیا۔ اُن صحابیہ کو اپنے بچے کی یہ حرکت بہت ناگوار گذری اور حضور کی گود سے جھٹک کر لینا چاہا۔ عجیب منظر تھا کہ وہ اپنے بچے کو جھٹک کر لینا چاہتی ہیں اور پیارے رحمت والے سرکار دوالا تبار اُس کو اپنے سینے سے چمٹائے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دیکھو دیکھو اس کو جھٹکو مت۔ اس بچے نے جو پیشاب کر دیا ہے یہ کپڑا تو شریعت مطہرہ کے مطابق دھل کر پانی سے پاک ہو جائے گا۔ لیکن تمہارے جھٹکنے سے جو بچے کا دل میلا ہوگا اُس کو کس پانی سے صاف کرو گی۔ سبحان اللہ وہ صحابیہ اس شفقت اور مہربانی کو دیکھ کر وجد میں آگئیں اور عرض کرنے لگیں کہ اللہ اکبر کیا شان ہے ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

نعت شریف

لعل و زر کانوں میں ہے

کیا کہوں میں کس کی باتوں کا اثر کانوں میں ہے
لطف تقریر بشر جن و بشر کانوں میں ہے

کیا خوش آرہے میرے کانوں کو بیانِ لعل و زر
یاں حدیثِ سیدِ عالی گہر کانوں میں ہے

بحر و بر میں پرتوِ نورِ نبیؐ ہے ضَو فگن
ہے گہر دریاؤں میں اور لعل و زر کانوں میں ہے

اب سُنیں گوشِ توجہ سے کسی کا ذکر کیا
بھر گیا ذکرِ محمدؐ اے عمر کانوں میں ہے

بچوں پر شفقتیں

بہنو! حضور فرماتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ نماز میں لمبی لمبی سورتیں پڑھوں مگر بچوں کا خیال آجاتا ہے۔ فرماتے ہیں سرکار عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ جو لوگ جماعت میں شریک نہیں ہوتے دل چاہتا ہے کہ اُن کے گھروں میں آگ لگا دوں مگر بچوں عورتوں اور بوڑھے معذوروں کا خیال آجاتا ہے۔ جہاد کے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہوتا ہے کہ دیکھو میرے جاں نثارو! عورتوں، بچوں، اور بوڑھوں پر تلوار نہ اُٹھانا۔

چند بچّوں کا حضور سے کھجوریں طلب کرنا

بہنو! ایک دلچسپ روایت میں آپ کو سناؤں جس کو سُن کر آپ بہت خوش ہونگی ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینے شریف میں ایک راستے سے نکلے۔ چند بچے ایک جگہ کھیل رہے تھے اُنھوں نے جو دیکھا کہ حضور تشریف لئے جارہے ہیں تو سب دوڑ پڑے اور حضور کو چاروں طرف سے گھیر لیا جس طرح پروانے شمع کے گرد جمع ہوجاتے ہیں اور سب نے عرض کرنا شروع کیا کہ یارسول اللہ ہم کو کھجوریں کھلائیے جب کہیں جائیے حضور نے فرمایا کہ میرے پاس اس وقت کھجوریں نہیں ہیں۔ بچوں نے کہا کہ اگر نہیں ہیں تو بازار سے خرید دیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ میرے پاس اس وقت دام بھی نہیں ہیں۔ بچوں نے کہا کہ اچھا اگر آپ کے پاس دام بھی نہیں تو ہم اُس وقت تک کہیں جانے نہ دیں گے جب تک آپ ہم کو کھجوریں نہ کھلا دیں۔ بہنو! کیا کہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق ورحمت اور شفقت ومحبت کو کہ آپ اُن بچّوں کی تسلی کی خاطر اُسی مقام پر بیٹھ گئے۔ اب حضور بھی تشریف فرما ہیں اور بچے بھی گھیرے ہوئے بیٹھے ہیں۔ یہاں تک کہ کچھ دیر گذری اور سیدنا فاروق اعظم آپ کو تلاش کرتے ہوئے وہاں آکر پہونچے اور یہ منظر دیکھ کر حیرت میں آگئے آپ نے بھی بچوں کو سمجھایا کہ حضور کو جانے دیں۔ مگر بچوں نے کہا کہ اگر آپ کو گوارا

نہیں ہے تو آپ ہی کھلا دیجیے ہم جانے دیں مگر حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قربان جایئے آپ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ سے سمجھایا کہ دیکھو عمر۔ بچوں پر خفا نہ ہو۔ بچوں کا دل بہت نازک ہوتا ہے اور جلدی سے دکھ جاتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ یہ سن کر وجد میں آگئے کہ اللہ اللہ کیا شان ہے ہمارے آقائے نامدار حبیب پروردگار شفیع روز شمار کی چنانچہ وہ بھی وہیں بیٹھ گئے اب کچھ دیر اور گذری۔ تو بہنو! کیا کہوں تم سب تڑپ جاؤ گی ہاں ضرور تڑپ جاؤ گی تمھارے دل سے بے ساختہ آہ اور تمھاری زبان سے بے ساختہ یا رسول اللہ نکل جائے گا کہ اُن بچوں سے حضور نے ایک ایسا جملہ کہا کہ میں تو سچ کہتی ہوں کہ آج دنیا والے اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ میری پیاری بہنو۔ اچھی بہنو۔ دینی بہنو سُنو۔ سُنو۔ اور ذرا دل تھام کر سُنو۔ کلیجے پر ہاتھ رکھ کر سُنو۔ کہ حضور نے اُن بچوں سے کیا فرمایا بہنو۔ حضور نے اُن بچوں سے فرمایا کہ اے پیارے بچو میں تم سے کہہ چکا کہ اس وقت میرے پاس نہ کھجوریں ہیں نہ دام اب اگر تم نے طے کر لیا ہے کہ بغیر کھجوریں کھائے ہوئے جانے ہی نہ دو گے تو اچھا چلو مجھ کو کسی کھجور والے کے ہاتھ فروخت کر ڈالو اور مجھ کو بیچ کر میری قیمت سے کھجوریں کھالو اللہ اللہ کیا شان ہے ہمارے آقائے نامدار کی ذرا بہنو تم بھی اس وقت جھوم جھوم کر اپنے پیارے آقائے نامدار پر درود شریف پڑھو۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

بچوں کی ضد

بہنو۔ یہ تو آپ جانتی ہی ہیں کہ بچوں کی ضد بہت مشہور ہے۔ اڑ جاتے ہیں تو پھر کسی طرح نہیں مانتے ہیں۔

اسی طرح تریا ہٹ

اسی طرح دیکھو بہنو بُرا نہ ماننا۔ دنیا میں تریا ہٹ یعنی عورتوں کی ضد بھی بہت مشہور ہے

کہ جس بات پر اڑ جاتی ہیں تو جب تک اُن کی ضد نہ پوری کی جائے اُن کا دماغ صحیح نہیں ہوتا
مُنہ ایسا مُنہ پھلائے رہتی ہیں۔ اچھا میرے دل میں آتا ہے کہ آپ کو ایک لطیفہ بھی سُناتی چلوں
مگر شرط یہ ہے کہ ہنسنا نہیں اور میں بھی نہ ہنسوں گی۔

ایک مولویائن کی ضد

بہنو! ایک مُلانی صاحبہ نے منت مانی کہ میرے یہاں جب بچہ ہوگا تو اُس کی چھٹی کے
روز میں اپنے مُلاجی صاحب سے مسجد میں منبر پر ڈھولک بجواؤں گی۔ اللہ کا کرنا کیا ہوا کہ مُلانی
کے یہاں رمضان المبارک کے مہینے میں ۱۷ اتوار کے دن ۲۴ تاریخ لڑکا ہوا۔ اور اُس کی چھٹی ۲۹
رمضان جمعۃ الوداع یعنی رمضان کے آخری جمعہ کو پڑی۔

ملانی صاحبہ نے ملاجی سے بلا کر کہا کہ آج جمعہ کا دن ہے جائیے میری منت پوری کیجئے اور
آج مسجد میں منبر پر ڈھولک بجائیے۔ مُلاجی گھبرائے کیونکہ وہ مُلانی کی بدمزاجی سے واقف تھے
انھوں نے سمجھایا کہ دیکھو ملانی جی! خدا کا خوف تو کم ہے اور بندوں کا زیادہ۔ اس وجہ سے
مجھ پر رحم کھاؤ۔ پھر کسی دن چوری چوری سے تمھاری منت پوری کر دی جائے گی تم نے
اکبر الہ آبادی کا یہ شعر سُنا ہوگا ؎

مذہب نے پُکارا اے اکبر۔ اللہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
یاروں نے کہا یہ قول غلط۔ تنخواہ نہیں تو کچھ بھی نہیں

ملانی صاحبہ بہت بگڑیں اور کہا کہ تم کو تو آج ہی اور قبل جمعہ ہی بجانا ہوگا۔ مُلا صاحب
بیچارے بہت پریشان ہوئے اور الماری سے نکال کر بہت سی کتابیں اُلٹ پلٹ کرتے رہے
آخر میں بولے کہ دیکھو کسی کتاب میں جائز نہیں لکھا ہے۔ بھلا میں کیسے ایسی ناشائستہ حرکت
کروں۔ مگر ملانی صاحبہ اڑ گئیں کہ میں کسی طرح نہ مانوں گی۔ آخر ملاجی نے دماغ پر زور دے کر
ایک بات نکالی۔ اور پھر ڈھولک گلے میں ڈال کر مسجد میں پہونچے۔ نمازیوں نے پوچھا کہ یہ کیا
معاملہ ہے۔ ملاجی نے کہا کہ ابھی سمجھاتا ہوں یہ کہہ کر جھپٹ سے منبر پر اُچک کر جا بیٹھے اور نمازیوں
سے کہا کہ بھائیو! میری ملانی نے منت مانی تھی کہ لڑکا ہوگا تو مسجد میں چھٹی کے روز مُلاجی سے

ڈھولک بجواؤں گی۔ چنانچہ اُن کا اصرار رہا کہ آج چھٹی ہے میری منت پوری کیجئے۔ لہٰذا میں نے اُن کی بات نہیں مانی کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ میں تو بڑا کٹّر ملّا ہوں کسی رسم و رسم حتّے کہ بعض جائز باتوں کو بھی بدعت کہہ دیتا ہوں میں کہاں ماننے والا اس لیئے میں آپ سے بتانے آیا ہوں کہ دیکھئے یہ ڈھولک دو طرف سے منڈھی ہوتی ہے اور کسی طرف سے اس کا بجانا جائز نہیں دیکھئے اگر اِدھر سے کھٹ پٹ کر کے یوں بجائی جائے تب بھی ناجائز اور اُدھر سے ڈھب ڈھب کر کے اس طرح بجائی جائے تب بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح پانچ چھ مرتبہ بجایا اور بتلاتے رہے کہ یوں بھی ناجائز یوں بھی ناجائز۔ حرام حرام بھی کہتے رہے اور وہی کام بھی کرتے رہے۔ اور بہنو آجکل بہت سے لوگ ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ بہت سی باتوں کو ناجائز بھی کہتے جاتے ہیں اور جب موقع ہوتا ہے تو انہی کاموں کو کر بھی لیتے ہیں۔

تو بہنو! یہ لطیفہ میں نے اس وجہ سے تم کو سُنایا کہ بعض بہنیں کیسی بیجا ضد کرتی ہیں۔

ہاں تو میں آپ کو بچّوں کی ضد کا منظر دکھا رہی تھی کہ ان بچّوں سے حضور نے جب آخری بات فرمائی تو بچّوں نے کہا چلیئے ہم آپ کو بیچیں گے مگر کھجوریں ضرور کھائیں گے چنانچہ وہ بچّے حضور کا دامن پکڑ کر چلے۔ ایک کھجور والے کی دوکان پر پہونچے۔ اُنھوں نے دیکھا اور واقعہ پوچھا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ سب مجھ کو بیچ کر کھجوریں کھانا چاہتے ہیں۔ وہ فرطِ محبت سے تڑپ گئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ میں بھی آپ کا ہوں دوکان بھی آپ کی ہے آپ کو اختیار ہے۔ چنانچہ ان بچّوں سے حضور نے پوچھا کہ تم کتنی کھجوریں لوگے۔ بچوں نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق بتائیں کسی نے دو۔ کسی نے چار۔ جتنی جتنی بچوں نے مانگیں سب کو عطا فرمائیں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ اب اُن بچوں نے کہا کہ آپ جہاں جانا چاہتے ہوں جائیے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مخاطب ہو کر اُن بچّوں نے معصومانہ لہجے میں ایک بڑے مزے کی بات کہی کہ دیکھئے آپ ہم کو سمجھا رہے تھے کہ جانے دُو حضور کو۔ مگر ہم کو تو معلوم ہے کہ جس نے دامن پکڑ لیا اللہ کے محبوب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ کبھی نامراد اور ناکامیاب رہ ہی نہیں سکتا جو مانگے گا وہ ضرور پا رہے گا۔ دیکھا بہنو! یہ تھی بچوں پر شفقت حبیب کبریا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اب اس کے بعد

بہنوں میں تم کو بے ماں باپ کے بچوں کا ذکر سناتی ہوں کہ اُن پر کتنی شفقت تھی اور اُن پر حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کیسے مہربان تھے۔

یتیموں پر شفقت

فرماتے ہیں ہمارے آقائے نامدار صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ یتیم بچّے کے سامنے اپنے بچوں کے سروں پر دست شفقت نہ پھیرو۔ تاکہ اس کا دل نہ دکھ جائے اور وہ یہ نہ کہے کہ آہ آج اگر ہمارا باپ ہوتا یا ہماری اماں ہوتیں تو اسی طرح ہمارے بھی سر پر محبت اور پیار کے ساتھ ہاتھ پھیرتیں۔

فرماتے ہیں کہ یتیموں پر شفقت کرنے والا میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

اور بھی بکثرت ایسی حدیثیں آئی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے پیارے آقا یتیم بچوں پر کس قدر شفقت فرماتے تھے۔

بہنو! ایک یتیم بچّہ کا حال جس کو مصنف نے نظم کیا ہے اور پورے واقعہ کو بڑی خوبی سے نظم میں موتیوں کی طرح پرویا ہے۔ آپ کو سناتی ہوں جسے سُن کر آپ تڑپ جائیں گی۔ دیکھئے کیسی عمدہ نظم ہے۔ اور پھر ہر شعر میں 'عید کا' کی ردیف ہے۔ بہنو! یہ نظم تو اس قابل ہے کہ عید کے روز اسے ضرور پڑھا جائے تاکہ ہماری بہنیں سُنیں اور عبرت حاصل کریں۔

نظم

ہو مُبارک کہ دن آگیا عید کا

ہو مُبارک کہ دن آگیا عید کا — پھر ہوا چاند جلوہ نُما عید کا

آج باہم مسلماں گلے سے ملیں — بھید ہم پر یہ ظاہر ہوا عید کا

آج لازم ہے شکرِ خُدا سب کریں — جس کی رحمت سے یہ دِن مِلا عید کا

کچھ یتیموں کی لِلّٰہ خدمت کرو — کچھ اُنھیں بھی ہو حاصِل مزا عید کا

اُن غریبوں کی بھی تو خبر لو ذرا — جن کے گھر میں نہیں کچھ پتا عید کا

شاہِ عالم نے کیسی منائی ہے عید
لو سنو حال اک مرتبہ عید کا

ساتھ اصحاب کے جا رہے تھے حضورؐ
صبح کا وقت اور روز تھا عید کا

دیکھا اک طفل کو رو رہا ہے بہت
یاد کر کر کے کچھ ماجرا عید کا

دیکھ کر اُس کو سرکار بھی رو دیے
رنگ کچھ اور ہی ہو گیا عید کا

اُس سے پوچھا کہ روتا ہے تو کس لئے
اے پسر حال ہم کو سنا عید کا

رو کے بولا کہ میں ہو گیا ہوں یتیم
مل گیا خاک میں سب مزا عید کا

زندہ تھا ہائے والد مرا پار سال
جملہ ساماں کیا تھا مرا عید کا

کوئی اب کی نہیں ہائے پُرسانِ حال
کوئی اب کی نہ کپڑا بنا عید کا

لے کے آغوش میں رو کے بولے حضورؐ
اے پسر غم نہ کر تو ذرا عید کا

میں بھی اک روز تیری طرح تھا یتیم
میں بنا دوں گا جوڑا ترا عید کا

لائے گھر اور دولہا بنایا اُسے
لطف اُس ماہ کو آ گیا عید کا

سب سے خوش ہو کے کہتا تھا وہ اے عمر
آج آیا ہے مجھ کو مزا عید کا

حضورؐ کی رحمت لڑکیوں پر

بہنو! جہاں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں پر بہت مہربان تھے، وہاں بچیوں پر بھی بہت ہی شفقتیں فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو چیز بازار سے لاؤ تو پہلے لڑکیوں سے تقسیم کرنا شروع کرو۔ ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے لڑکیوں کو پالا اور پرورش کیا۔ اچھی تربیت کی اور خدا کا شکر ادا کیا۔ تو وہ لڑکیاں اُس کے اور دوزخ کے بیچ میں آڑ ہو جائیں گی۔ ایک حدیث شریعت میں ارشاد فرمایا کہ جس کے گھر میں ایک لڑکی ہوتی ہے اُس پر بارہ رحمتیں روزانہ نازل ہوتی ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر کسی کے لڑکی نہ ہو تو وہ رحمت سے محروم ہی رہے گا۔ حضور نے فرمایا کہ وہ کسی کی لڑکی کو لے کر پالے جب بھی بارہ رحمتوں کا روزانہ حقدار ہو گا۔ صحابہ نے کہا کہ اگر اتنی استطاعت نہ ہو۔ حضور نے فرمایا تو جو کوئی یہ نیت ہی رکھے گا

کہ اگر ہماری لڑکی ہوتی یا اتنا خدا نے دیا ہوتا کہ ہم کسی لڑکی کو پالتے تو وہ بھی رحمتوں کا حقدار ہوگا۔

دیکھو بہنو! لڑکیاں کیسی باعث رحمت ہیں۔ یہاں آج کل یہ عالم ہے کہ بعض بہنوں کے ہاں جب لڑکی ہوتی ہے تو پورے خاندان میں گویا غمی ہو جاتی ہے۔ ماں بھی ناخوش۔ نانی بھی خفا۔ بڑی بہن بھی ناراض۔ لڑکی کنارے ڈال دی گئی کہ کسی طرح مر جائے تو اچھا ہے۔ سب کو شکایت ہے کہ ہم کو خدا سے بڑی اُمید تھی کہ چاند ایسا لڑکا ہوگا۔ مگر اُس نے کلمُھی لڑکی دی۔ پیاری بہنو! یہ بہت بڑی خدا کی ناشکری ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے کلام مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے :۔

یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ط

یعنی وہ جس کو چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکا لڑکی دونوں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے دونوں نہیں دیتا ہے اُسکی مرضی میں کسی کا دخل نہیں ہم سب کو اُسی کی مرضی پر شاکر رہنا چاہیے۔

غرضیکہ بہنو! ان احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لڑکیوں سے بہت محبت فرماتے اور اُن کی دلجوئی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالےٰ عنہا جب آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتی تھیں تو آپ فرطِ محبت سے اُن کے واسطے کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور بڑے پیار و محبت سے پیش آتے تھے یہ اسی لئے تاکہ امت بھی میرے طریقے پر چلے اور اپنی بیٹیوں سے محبت کرے۔

حضور کی شفقت عورتوں پر

بہنو! حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں پر بھی بڑی مہربانی فرماتے تھے یہاں تک آپ نے ارشاد فرمایا مشکوٰۃ شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ

حُبِّبَ اِلَیَّ الطِّیْبُ وَالنِّسَآءُ وَجُعِلَتْ

یعنی پسند خاطر کی گئی خوشبو (پھولوں عطر وغیرہ کی

قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ ۔ اور پسند خاطر کی گئیں مجھ کو عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے ۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں سے تین چیزیں مرغوب خاطر تھیں ۔ ایک تو کھانا جو واسطے حفظ بدن اور سلامتی اور دین کے لئے قوت حاصل کرنے کے لئے ہو ۔ دوسری چیز عورتیں جو برے خیالات سے نفس کو بچائیں ۔ اور بقائے نفس کے لئے ۔ تیسری چیز ہر قسم کی خوشبو ۔

دیکھو بہنو ! ان احادیث پاک میں خوشبو جیسی لطیف شئے ۔ اور نماز جیسی پسندیدہ عبادت کے ساتھ بیچ میں عورتوں کی پسندیدگی کا بھی ذکر فرمایا ۔ اگر غور کیا جائے تو عورتوں کے لئے کتنے فخر کی بات ہے کہ اللہ کے محبوب نے اس صنف نازک یعنی عورت ذات کو اپنا محبوب فرمایا اور پھر ایسا محبوب بنایا کہ ہر قسم کی عزت اور سربلندی بھی عورتوں کو عطا فرمائی ۔ ساتھ ہی اس حدیث سے آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ میلاد شریف کی محفلوں اور بیاہ شادی کے موقع پر پھول ہار وغیرہ مسلمان کیوں استعمال کرتے ہیں اور کیوں سر اور آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں ۔ بات یہ ہے کہ یہ حضور کی پسندیدہ چیز ہے ۔

عورت کے تین پن

بہنو ! عرض کر دوں کہ عورت کی زندگی کے تین پن ہوتے ہیں ۔ تینوں پنوں میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صنف کو خاص طور سے نوازا ۔

پہلا پن تو بچپن ۔ یعنی وہ زمانہ جب یہ بحیثیت بیٹی کے ہوتی ہیں ۔ اس میں تم نے سنا کہ حضور نے کیسا نوازا اور کیسا کرم فرمایا ۔ کہ ان کو جس گھر میں ہوں اس گھر کو گھر رحمت باری بنا دیا ۔ جیسا کہ ابھی آپ سن چکی ہیں ۔

دوسرا پن جب یہ کسی کی بیوی ہوتی ہیں اس زمانے میں کیسا نوازا ۔ شوہر کو طریقے رکھنے کے بتائے کہ عورتوں کو آرام و راحت سے رکھیں ۔ انھیں ماریں نہیں ان کو زد و کوب کر کے ان کا دل نہ دکھائیں ۔ خاص کر منھ پر مارنے کی بڑی سخت ممانعت فرمائی ۔ قرآن

پاک کی آیۂ کریمہ پر عمل کرکے بتایا کہ

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ط — یعنی عورتوں کے بھی حقوق ہیں مردوں پر جیسا کہ مردوں کے حقوق ہیں عورتوں پر دستور کے موافق

البتہ مردوں کو اُن پر درجہ ہے۔

لیکن درجے کے یہ معنی نہیں کہ ہر وقت عورتوں پر ظلم کریں۔ اُن کے کھانے پینے کا دستور کے مطابق خیال نہ رکھیں۔ اُن سے بات بات پر روٹھے اور بگڑے رہیں بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ جو حاکم ہوتا ہے تو اس کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ حاکم کا فرض ہوتا ہے کہ محکوم کی پوری طرح دیکھ بھال کرے۔ اگر وہ گرتا ہے تو اس کو سنبھالے اگر وہ غلط راستہ پر چلتا ہے تو اُس کو حکمت عملی سے روکے۔ اسی وجہ سے قرآن پاک میں خدائے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:—

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ط — یعنی اے ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے۔

ہاں بہنو! دیکھو برا نہ ماننا۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ شوہر کا بھی اتنا بڑا درجہ ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر میں خدا کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو پھر عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کریں۔ بہر حال شوہر کو حکم دیا کہ عورت سے محبت کرے اور عورتوں کو حکم دیا کہ اپنے شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری کریں۔ مل جل کر چین سے زندگی بسر کریں۔

ہاں بہنو! تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ عورت کا دوسرا پن جو ہے اس پن میں بھی بہت کرم فرمایا ہے حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے۔

تیسرا پن عورت کا وہ پن ہے جس زمانے میں یہ بچوں اور اولادوں کی ماں ہوتی ہیں اس پن میں تو سرکار عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایسا نوازا ہے کہ تاریخ عالم جس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے یعنی ماں کو اتنا بڑا مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ جنت کو ماں باپ کے زیر قدم بتایا ہے

جنت کہ رضائے مادران است ۔۔۔ زیر کفِ پائے مادران است

یعنی وہ جنت کہ ہماری رضامندی کا گھر ہے ۔۔۔ وہ والدین کے قدموں کے نیچے ہے

بہنو! ایک بار ایک صحابی اپنی بوڑھی ماں کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے طواف کعبہ کر رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کہئے اب تو میں ماں کے حق سے سُبکدوش ہو گیا۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں ایک دفعہ گود میں لینے کا حق ادا ہو گیا۔

اسی طرح ایک صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ میرے پاس ضرورت سے زائد چیز ہے کس کو دوں، فرمایا ماں کو۔ پوچھا اس سے زیادہ ہے کس کو دوں، فرمایا ماں کو۔ پھر پوچھا کہ اس سے بھی زیادہ ہے کس کو دوں، فرمایا کہ ماں کو۔ چوتھی بار دریافت کیا کہ اس سے بھی زیادہ ہے، فرمایا باپ کو۔ پھر دریافت کیا کہ اُس سے بھی زیادہ ہے فرمایا کہ جس کا دروازہ تمہارے مکان سے قریب ہو۔

دیکھو بہنو! ماں کا کتنا بڑا درجہ ہے۔ آج کل ہم لوگوں کا یہ حال ہے کہ ماں بھوکوں مر رہی ہے باپ فاقوں سے تباہ حال ہے۔ صاحبزادے صاحب دوستوں کی ٹی پارٹی کر رہے ہیں۔ جہاں بیاہ شادی ہو گیا۔ بیوی کو لے کر الگ ہو گئے اب نہ ماں کی فکر ہے نہ باپ کی نئی نئی دُلہن ملی نئے نئے رشتہ دار سالیاں سلہجیں ملیں اب شہزادے صاحب ایسے مست ہیں کہ اُن کو والدین کی پرواہ نہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بس سب سے زیادہ یہی لوگ چاہنے والے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ جو محبت ماں کو ہو سکتی ہے وہ محبت کسی کو نہیں ہو سکتی ہے۔

چنانچہ میں تم کو ایک معتبر قصہ سُناتی ہوں جس کو سُن کر تم کو بڑی عبرت حاصل ہو گی۔

ماں کا دل

بہنو! ایک گھر میں ایک ساس تھی ایک بہو۔ بہو کے دو ایک بچّے اور شوہر۔ بہو خدا کے فضل سے ایسی ملی تھی کہ بس معاذ اللہ۔ شوہر کے لئے بھی وبال جان تھی اور ساس کے تو خون ہی کی پیاسی تھی بس گویا شیخ سعدی علیہ الرحمہ کا یہ شعر صادق آتا تھا۔

زنِ بد در سرائے مرد نکو ہم دریں عالم است دوزخ او

یعنی بُری عورت اگر کسی شریف کے گھر میں چلی گئی۔ تو اُس بیچارے کیلئے دنیا ہی میں دوزخ ہو جاتی ہے

یہ بہو ہمیشہ اسی کوشش میں رہتی تھی کہ کسی طرح ساس کو گھر سے نکال باہر کرے مگر کامیاب نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ ساس بیچاری سیدھی سادھی تھی وہ کبھی معاملہ میں کچھ دخل بھی نہ دیتی تھی۔ ایک دن اس بہو نے ایک گل کھلایا۔ بیٹھے بیٹھے کھیلنے، ہاتھ پاؤں پٹکنے لگی۔ غل مچانے لگی۔ شوہر نے جو دیکھا بہت پریشان ہوا۔ پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ بیوی نے کہا کہ مجھے تم نہیں جانتے کہ میں کون ہوں۔ میں ہوں کمال شاہ جن۔

شوہر نے پوچھا کہ کیوں آئے ہو۔ کمال شاہ نے کہا کہ چونکہ تمھاری ماں کی وجہ سے ہماری سواری کو تکلیف رہتی ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اپنی ماں کو الگ کر دو۔ شوہر نے کہا کہ بہت اچھا آپ جائیے میں انتظام کر دوں گا۔ کمال شاہ کے جانے کے بعد بیوی نے پوچھا کہ یہ کیا ہوا تھا۔ شوہر نے سب قصہ بتایا۔ بیوی نے کہا کہ اچھی بات ہے آپ اگر مجھ کو اور اپنے بچوں کو چاہتے ہیں تو بڑھیا کو الگ کر دینا ہی مناسب ہے۔ شوہر صاحب نے جو بالکل بدھو ٹائپ کے آدمی تھے۔ گھر کے قریب ہی ایک دوسرا کوارٹر ماں کے لئے لے دیا۔ اب ماں اُس میں رہنے لگی۔ صاحبزادے صاحب وہیں جا کر دونوں وقت کھانا ماں کو پہونچا آتے تھے۔

بہو بیگم نے جب دیکھا کہ اب تو بڑھیا بغیر کام کاج کے دونوں وقت کھانا کھاتی ہے یوں تو گھر میں کچھ کر بھی لیا کرتی تھی۔ تو ایک دن پھر خود بخود کھیلنے لگی۔ شوہر نے پوچھا کہ آپ کون صاحب ہیں؟ بیوی نے کہا کہ میں ہوں کمال شاہ جن۔ شوہر نے عرض کیا کہ اب کیا مطلب ہے۔ کمال شاہ نے کہا کہ اب ہم کو ایک بوڑھی عورت کا دل چاہیئے۔ یہ کہہ کر کمال شاہ تو رخصت ہو گئے۔ بیوی کو ہوش آیا۔ سب ماجرا دریافت کیا بدھو میاں نے بتایا۔ بیوی نے کہا کہ یہ تو بڑی مشکل ہوئی۔ اب کس بڑھیا کا دل لایا جائے؟

نہیں لایا جاتا ہے تو بچے بن ماں کے ہوتے ہیں گھر برباد ہوتا ہے لایا جاتا ہے تو پکڑ دھکڑ کا اندیشہ ہے۔ اب اگر میری رائے لو تو اماں جان ہی فالتو ہیں۔ اُنھیں کا دل پیش کر دو اور میں کیا بتاؤں۔ بدھو میاں نے بیوی کا مشورہ قبول کیا۔ رات کو چھری تیز کر کے ماں کے گھر پہونچے۔ ماں سمجھی کہ بیٹا کھانا لایا ہوگا۔ حسب معمول دروازہ کھولا۔ بیٹا اندر داخل ہوا۔ ماں کو لٹا کر پیٹ میں چھری گھونپ دی دم بھر میں ماں بیچاری جاں بحق ہو گئی۔ لائق بیٹے نے ماں کا

دل بہلالا اور بڑے فخر کے ساتھ واپس ہوا۔ آتے وقت دروازے کی سیڑھی سے پاؤں جو پھسلا تو اکڑ ررا دھم سے گرا۔ اُس وقت ماں کا دل جو ہاتھ میں تھا اُس میں سے آواز آئی۔

ہائے بیٹا تیرے چوٹ تو نہیں لگی ——؟

یہ آواز سُن کر لڑکے کو بڑی عبرت حاصل ہوئی۔ آئندہ جو کچھ بھی ہوا ہو۔ بہنو! میں نے تم کو ماں کی محبت کا منظر دکھایا۔ اس سے ہماری ماؤں، بہنوں اور بھائیوں کو بڑا سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

بہنو! اس کے یہ معنی نہیں کہ بیوی کا کچھ حق ہی نہیں یا بیوی کو شوہر کی محبت ہی نہیں ہوتی ہے اور بہت ہی ہوتی ہے بیوی اگر نیک ہو تو گویا اپنے شوہر کی عاشق ہوتی ہے۔ اپنی ساس اور سسر کی فرمانبردار اور اطاعت گذار ہوتی ہے۔ اپنے شوہر کے پورے خاندان کے لئے باعث افتخار ہوتی ہے۔ میرا کہنا تو صرف یہ ہے کہ ماں کو جو محبت اپنی اولاد سے ہوتی ہے اُس محبت کی مثال نہیں ملتی۔ یہ محبت بے غرض ہوتی ہے۔ بے لاگ ہوتی ہے۔ قدرتی ہوتی ہے۔ کسی رشتہ کی وجہ سے نہیں پیدا ہوتی بلکہ خونی ہوتی ہے۔ اُسی وقت سے ہوتی ہے جب سے بچہ پیٹ میں آتا ہے اور کسی سبب سے منقطع نہیں ہوتی۔

اس وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ماں کو بڑا مرتبہ عنایت فرمایا۔

غرضیکہ میری پیاری بہنو! میں یہ کہہ رہی تھی کہ عورتوں کے تین پن ہوتے ہیں۔ تینوں میں اللہ کے محبوب نے عورتوں کو عزت دی۔ اُن کی شان بڑھائی۔ اُن کو بھائیوں کے ساتھ حصہ دار بنایا، ماں باپ کا ترکہ دلایا۔ پھر شوہر کے ترکہ سے بھی حصہ دلایا۔ یہ سب عنایتیں نہیں ہیں تو اور کیا ہیں۔

ماں باپ کا درجہ اور حدیث خطین

بہنو! ذوالفقار حیدریہ جو ایک بہت بڑے عالم دین علامہ وقت مولانا عبدالنبی حمید شاہ صاحب قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے اُس میں کفایۃ الشعبی اور مغفرۃ الغفور کے حوالہ سے ایک حدیث شریف ہے جس کا ترجمہ اور مطلب میں آپ کو سناتی ہوں کہ :-

ایک بار ایک شخص حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم میں نے قسم کھائی ہے کہ میں جنّت کی چوکھٹ اور حور کی پیشانی کا بوسہ دوں گا۔ اب کیا کروں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُمّ تُقَبِّلُ رِجْلَ الْاُمِّ وَ جَبْہَۃَ الْاَبِ۔ یعنی اپنی ماں کے قدم اور باپ کی پیشانی چوم لے اُس نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ میرے ماں باپ کا انتقال ہو چکا۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قَبِّلْ قَبْرَھُمَا کہ اُن کی قبروں کو بوسہ دے یعنی ماں کی قبر کے پاؤں کی طرف اور باپ کی قبر کے سرہانے کی طرف چوم لے بس تیری قسم پوری ہو جائے گی۔ اُس نے عرض کیا یا حبیب اللہ اگر نہ پہچانوں والدین کی قبر کو تو آپ نے حکم دیا کہ زمین پر دو لکیریں کھینچ لے ایک کو ماں کی قبر تصور کرے ایک کو باپ کی قبر فرض کرے اور ان دونوں لکیروں کے پائنتی اور سرہانے کو چوم لے جب بھی تیری قسم پوری ہو جائے گی۔ بہنو! لکیر کو عربی میں خط کہتے ہیں اور دو لکیروں کو خطین کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس حدیث شریف کو خطین کہتے ہیں۔ دیکھو بہنو یہ مرتبہ ہے ماں باپ کا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ماں باپ کی قبروں کو اور بزرگانِ دین کے مزارات کو چومنا جائز ہے۔ اگر گناہ ہوتا تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز گناہ کا حکم کسی حال میں نہ فرماتے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

غرضیکہ بہنو! میں آپ سے یہ بیان کر رہی تھی کہ عورت کی زندگی کے تین پن ہوتے ہیں۔ تینوں پنوں، تینوں عہدوں، زندگی کے تینوں زمانوں میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو نوازا۔ اور اُن پر کرم فرمایا۔ مگر آہ! بہنو! بڑے افسوس کی بات ہے کہ جس گروہ پر جس صنفِ نازک پر ہمارے آقا و مولیٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی ایسی شفقتیں اور مہربانیاں فرمائیں اس اس طرح سے نوازا۔ آج یہ گروہ اس احسانِ عظیم کا کیسا بدلہ دے رہا ہے۔

خاص کر بہنو! بُرا نہ ماننا۔ آجکل ہماری بہنوں کی آزادیاں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ معاذ اللہ لباس کا یہ عالم ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل خدا و رسول کا کچھ خوف نہیں اس قدر

چست و تنگ لباس پہنتی ہیں کہ سب بدن کا سانچہ برہنہ ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ میری پیاری بہنو! کچھ تو شریعت مطہرہ کا خیال رکھو۔ ایک دن مرنا ہے خدا و رسول کو منھ دکھانا ہے۔ کیا آپ یہ نہیں چاہتی ہیں کہ حضرت سیدہ خاتون جنت صلوٰۃ اللہ علیہا کے ساتھ جنت میں جائیں۔ نہیں نہیں آپ چاہتی ہیں اور ضرور چاہتی ہیں۔ تو پھر آپ خود خیال کریں کہ حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے تو وقت وصال بھی یہ وصیت فرمائی تھی کہ میری چارپائی میں گہوارہ باندھ کر اس پر چادر ڈال کر میری میت کو اُٹھانا۔ تاکہ وفات کے بعد بھی دم نکل جانے کے بعد بھی میرے جسم کی ساخت پر کسی غیر محرم کی نگاہ نہ پڑے۔ اللہ اللہ ہماری شہزادی سیدۃ النساء کو تو اس قدر پردے کا خیال اور ہماری بے پردگی کا یہ عالم کہ ہم اگر کپڑے پہنے بھی ہوں تو بے پردہ معلوم ہوں اور بے پردہ کیسی بالکل برہنہ معلوم ہوں کس قدر شرم کی بات ہے۔

ذرا بہنو غور تو کرو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:—
اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ۔ یعنی حیا و شرم ایمان کی شاخ ہے۔ غور تو کرو بہنو! شاخ تو جب ہی ہوگی جب درخت ہوگا۔ درخت ہی نہ ہوگا تب شاخ کہاں سے ہوگی۔ اسی طرح بہنو حیا ہوگی تو ایمان کا ہونا بھی یقینی ہے۔ اگر حیا نہیں تو ایمان کہاں۔

بہنو! میں آپ کو نصیحت نہیں کرنا چاہتی ہوں چھوٹا منھ بڑی بات۔ لیکن خدا و رسول کا حکم سنانے میں کوئی تامل نہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ جس کا برکت والا میلاد شریف ہے اسی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ احکامات ہیں اس لئے یہ باتیں زبان پر آگئیں ہیں جو آپ کو سنا رہی ہوں۔

پردہ

بہنو! اول تو مجھے پردہ کے متعلق آپ سے عرض کرنا ہے اور وہ صرف آپ کو ایک آیت قرآنی سناتی ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ خداوند قدوس نے پردے کے متعلق ہم کو آپ کو کیا حکم دیا ہے۔ سنئے اللہ تعالےٰ جل شانہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:—

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ یارسول اللہ آپ مسلمان عورتوں سے حکم فرما دیجئے

اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ ۔ الآیہ	کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت اور آبرو کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگار کسی کو نہ دکھائیں سوائے اس کے جو قدرتی طور پر ظاہر ہے اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنی آرائش اور زیبائش (یعنی سُرمہ مسّی سُرخی پوڈر لپ اسٹک وغیرہ) سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ یا اپنے خسر یا اپنے لڑکے یا اپنے شوہر کے لڑکے یا اپنے سگے بھائی یا اپنے سگے بھتیجے یا اپنے سگے بھانجے کے۔

دیکھو پیاری ماؤں اور بہنو! کیسا صاف صاف حکم ہے قرآن پاک میں کہ کس کس کے سامنے آنا چاہیے اور کس کس کے سامنے نہیں۔ یہاں ہندوستانی یا ہندوانی رسم و رواج کے مطابق سسر سے پردہ کرایا جاتا ہے اور سسر بھی کفار مشرکین کی رسم کے مطابق بہو سے خود ہی پردہ کرتا ہے۔ حالانکہ قرآن پاک اس کی اجازت دے رہا ہے بلکہ دیوروں سے پردہ کرنے کا حکم آیا ہے۔ صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف حدیث کی دو معتبر کتابوں میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دیور کے متعلق کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ دیور موت ہے۔ یعنی دیور کے سامنے ہونا گویا موت کا سامنا ہے کیونکہ یہاں گناہوں کے فتنے کا زیادہ احتمال ہے۔ غور کرو بہنو! کہ دیور کے سامنے تو آیا جاتا ہے جس کے سامنے آنے کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موت کا سامنا فرمایا ہے بلکہ دیور بھاوج میں کفار و مشرکین کے طریقوں کے مطابق ہنسی مذاق دل لگی بلکہ انتہا یائی اور بے شرمی کی باتیں اور فحش مذاق تک کی رسم جائز مان لی گئی ہے۔ جو یقیناً اخلاقی موت ہے، عزت کی موت ہے، حیا کی موت ہے، انسانیت کی موت ہے اور شرافت کی موت ہے۔ اس موت کے غارِ عمیق میں مسلمان مائیں بہنیں خوشی سے گرتی ہیں اور ہنس ہنس کر

کرتی ہیں اور سسر بیچارہ جس کو قرآن نے اجازت دی رحمٰن نے اجازت دی سلطانِ دوجہاں نے اجازت دی مذہب اسلام کے فرمان نے اجازت دی وہ بیچارہ رسم و رواج کی بھینٹ چڑھ گیا۔ یہ غریب اگر مرتا بھی ہو تو بہو شرم کے مارے اس کے منہ میں پانی ڈالنے سے مجبور ہائے اللہ توبہ ہے یہ کیسی اُلٹی گنگا بہی ہے۔ اسی طرح یہ بھی رسم و رواج ہے کہ گھر کے نوکروں سے تو پردہ نہیں، بھشتی سے پردہ نہیں، مہتر سے پردہ نہیں، مزدور سے پردہ نہیں، جس کو جی چاہتا ہے بعض بہنیں بھائی بنا لیتی ہیں اور جلدی سے یہ رشتہ قائم کر لیا جاتا ہے۔ جہاں پوچھو یہ کیسے بہن بھائی ہیں تو فوراً بتا دیتی ہیں کہ یہ ہماری نانی کے چچا زاد بھائی کے سوتیلے ماموں کے لڑکے کی سالی کے چھوٹے صاحبزادے کے فرزند ارجمند ہیں ماشاء اللہ تعلیم یافتہ ہیں سند یافتہ ہیں، گانا بہت اچھا جانتے ہیں۔ ایک دفعہ کسی کام میں دشمنوں نے سزا بھی کروا دی تھی ایسے ایسے اوصاف بیان کرتی ہیں۔ کبھی کہہ دیا کہ یہ تو ہمارے باپ کے داخل ہیں کسی کو بتا دیا کہ یہ تو ہمارا اپنا بچہ ہے۔ یاد رکھو میری ماؤں اور بہنو! شریعت مطہرہ نے ایسا قانون بنایا ہے کہ سب کی حدیں مقرر کر دیں۔ نوکروں کے متعلق بھی فرما دیا کہ

أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ۔

یعنی نوکر ایسے جن کا شمار مردوں میں نہ ہو۔ اور لڑکے ایسے جو عورتوں کی شرم والی باتوں سے بالکل ناواقف ہوں۔

بہنو! ہمارا تمہارا فرض ہے کہ حکم الٰہی کے سامنے اپنی گردن جھکائیں۔ اپنے بزرگوں کے حالات پر غور کریں کہ کیسی کیسی خواتین سلف صالحین میں گزری ہیں۔ میں آپ کو شوقی شائق کی ایک حکایت جو فارسی زبان میں ہے اُس کا اردو ترجمہ مختصر طور سے سناتی ہوں آپ سنیں گی تو روئیں گی بھی اور خوش بھی ہوں گی بس اس کے بعد آپ کو کوئی نظم سناؤں گی۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ دیر سے کوئی نظم وغیرہ نہیں ہوئی۔

ایک حسین لڑکی نے اپنی آنکھیں نکال دیں

بہنو! زمانہ تھا حضرت علی شیر خدا مولا مشکل کشا رضی اللہ تعالٰے عنہ کا۔ آپ کے

دورِ خلافت میں ایک گھر میں ایک بیوہ عورت ادھیڑ عمر رہتی تھی جس کی ایک لڑکی نہایت حسین و جمیلہ تھی ساتھ ہی نہایت ہی پارسا اور صالحہ بھی تھی۔ دونوں ماں بیٹیاں سوت کات کر اپنی زندگی کے دن بسر کرتی تھیں۔ اتفاقاً ایک دن صالحہ خاتون پورے پردے اور احتیاط کے ساتھ کہیں پڑوس میں جارہی تھیں کہ راستے میں ایک شخص سعید کی نظر صالحہ کی آنکھوں پر پڑ گئی۔ صالحہ تو اپنی نظر نیچی کئے تھی اُس نے تو نہ دیکھا مگر سعید صالحہ کی آنکھوں پر فریفتہ ہوگیا اور اسی وقت وہ صالحہ کی محبت میں بے قرار رہنے لگا۔ اور اس امر کی کوشش کرنی شروع کی کہ کسی طرح صالحہ خاتون اُس کے نکاح میں آجائے اور صالحہ کو اُس کے دردِ محبت کا حال معلوم ہو جائے لیکن کوئی صورت کامیابی کی نظر نہ آتی تھی۔ یہاں تک کہ چند روز کے بعد ایک ضعیفہ جو بہت تجربہ کار تھی سعید کو ملی۔ سعید نے اپنا سب ماجرائے دردِ دل اُس ضعیفہ کو سنایا اور بہت کچھ انعام کا لالچ دیا۔ ضعیفہ نے صالحہ کے گھر آنا جانا شروع کیا۔ اور آخر کار ایک دن موقع پاکر صالحہ کو سعید کا قصہ سنایا۔ صالحہ نے کہا کہ مادرِ مشفقہ اُس نے مجھ کو کیسے اور کہاں دیکھ لیا۔ ضعیفہ نے بتایا کہ اُس کی نگاہ صرف تیری نشیلی آنکھوں پر پڑ گئی جس نے اُس کو گھائل کیا۔ صالحہ یہ سُن کر اُٹھی ایک چھُری لائی اور اپنی دونوں آنکھیں نکال کر ایک طشتری میں رکھ دیں اور کہا کہ جاکر سعید کو دے دو اور کہہ دینا کہ تجھ کو انھیں آنکھوں سے عشق پیدا ہوگیا تھا یہ آنکھیں حاضر ہیں مجھے ایسی آنکھوں کی ضرورت نہیں جن کی وجہ سے کوئی گناہوں میں مبتلا ہو۔ یہ عبرت ناک سانحہ دیکھ کر ضعیفہ بھی دم بخود ہو گئی۔ صالحہ کی ماں کی حالت بھی نہایت زار ہو گئی اور صالحہ بھی اپنی آنکھوں کے درد و تکلیف سے جاں بلب ہو گئی۔ جب ضعیفہ نے طشتری لے جاکر سعید کو دی تو سعید کی حالت کیا پوچھئے زار زار رُو رہا تھا اور اپنے کئے پر کفِ افسوس ملتا تھا۔

آخر کار وہ روتا ہوا سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی داستانِ غم آپ کو سنائی اور آپ سے امداد طلب کی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شان کا کیا کہنا آپ کی شان تو یہ تھی کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے متعلق فرمایا ہے کہ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ۔ یعنی علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور علی ہر ایمان والے کے مولی یعنی مشکل کشا ہیں۔ آپ نے حکم دیا کہ صالحہ خاتون کو بلایا جائے، چنانچہ

صالحہ خاتون کسی طرح لائی گئی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ نے طشتری میں سے آنکھیں اُٹھا کر صالحہ خاتون کے حلقۂ چشم میں رکھ دیں فوراً آپ کے دست کرم کی برکت سے صالحہ کی دونوں آنکھیں منور اور روشن ہوگئیں ایسی کہ گویا کبھی ان آنکھوں پر زخم ہی نہ پہونچا تھا۔ اور اس کے بعد اللہ کے اس شیر نے صالحہ خاتون کو سمجھا کر نیک بخت سعید سے صالحہ کا عقد پڑھا دیا۔ کیوں نہ ہو۔ بہنو! حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آخر جانشین کس کے تھے جانشین تو اُس رسول اکرم نور مجسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے جس اللہ کے پیارے رسول نے حضرت قتادہ کی آنکھیں درست فرمادی تھیں جس کا ذکر ہم بیان کر آئے ہیں۔ لہذا بہنو! تم کو اس واقعہ سے سبق لینا چاہیئے۔ صالحہ نے کس قدر پردے کا خیال رکھا۔ اور پھر خدائے تعالےٰ نے حضرت شیر خدا کے وسیلے سے اُس پر کیسی رحمت فرمائی۔ درود شریف پڑھو:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

بہنو! خوب یاد رکھو:۔

ہر قوم کی تہذیب جدا ہوتی ہے | تہذیب سے عزت بھی سوا ہوتی ہے
اسلام کی تہذیب ہے بیشک پردہ | عصمت کی بہت اس سے بقا ہوتی ہے

ایک دوسری رباعی بھی غور سے سُنئے

اسلام میں ہے شرم و حیا پردہ سے | راضی ہیں رسول اور خدا پردہ سے
پردہ ہی نہیں تو پھر حیا کا کیا ذکر | ایمان کی ہے نشو و نُما پردہ سے

بہر حال بہنو! پردہ بے حد ضروری چیز ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات اور اہل بیت طیبات نے اندھوں سے پردہ کیا ہے۔ اور حضور نے فرمایا ہے کہ اندھا تو عورت کو نہیں دیکھ سکتا لیکن عورتیں تو اندھے کو دیکھ سکتی ہیں۔ نہ معلوم عورتوں کو کیا بات اُس کی پسند آجائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے۔ اسی واسطے حکم ہے کہ عورت گھر کے دروازے نہ آوے۔ آنکھ ہی سے بہنو گناہ کی ابتدا ہوتی ہے۔

برقع آج کل بہنو برقع بھی ایک قسم کی نمائش کا ذریعہ بن گیا ہے۔ بعض بہنیں ہماری خوب چمک دمک اچھے قسم کے برقعے پھر اُس پر کارچوبی کا چمکتا ہوا کام بنا ہوا خاص کر سینے پر جو تمام راہ چلتے غیر مردوں کو دعوتِ نظر دیتی ہیں خواہ مخواہ مرد اُن کے جسم کے بعض خاص حصوں پر نظر ڈال کر گناہگار ہوتے ہیں اور وہ بہنیں خود تو گنہگار ہوتی ہیں اور دوسرے مردوں کو دعوت تماشا دے کر اُن کو بھی گنہگار کرنے کا باعث ہوتی ہیں۔ بعض بہنوں کا یہ عالم ہے کہ وہ بہانے نام برقع اوڑھ لیتی ہیں۔ اور جب دیکھتی ہیں کہ اپنے گھر والے اب نہیں دیکھ رہے ہیں جب بالکل مُنھ سے نقاب اُلٹ کر عام راہ گیروں کو دعوت نظارہ دیتی ہیں۔ یہ اور اسی قسم کی حرکتوں سے ہماری شریف بہو بیٹیوں اور بہنوں کو بہت بچنا چاہیئے۔

سینما

میری بہنو! مجھے معاف کیجئے کہ میں مختصراً آپ سے یہ بھی عرض کرتی چلوں کہ آج کل ہماری بعض بہنوں کو سینما دیکھنے کا اس قدر شوق پیدا ہوگیا ہے کہ معاذ اللہ۔ حالانکہ یہ ایسا گناہ عظیم ہے جس کے ساتھ ہزاروں لاکھوں گناہ وابستہ ہیں۔ تصویروں کو دیکھنا۔ لہو و لعب میں مبتلا ہونا۔ غیر مردوں کو ناچتے گاتے دیکھنا۔ بُرے بُرے عاشقانہ افسانے اور فحش باتیں سُننا۔ فضول خرچی کرنا۔ جذبات نسوانی اور محبت کے شعلوں کو بھڑکانے والے مناظر پردۂ سیمیں پر دیکھنا۔ اس کی لت لگانا۔ جب کہیں بیٹھیں بجائے خدا و رسول اور دین کی باتیں کرنے کے سینما کے افسانوں کو دُہرانا۔ بعض وقت بعض اہم افسانوں سے متاثر ہو کر آہ آہ کرتے ہوئے آنا۔ رات کو ایسے ہی ناپاک تصور میں رہنا۔ غرضیکہ بہنوں میں کیا کہوں کس قدر خرابیاں اخلاق سوز اس سینما سے جانیے پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سے ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو اس وبائے عظیم

سے محفوظ رکھے۔ آمین۔
غرضیکہ بہنو! میری تقریر کا سِرا آپ کو یاد ہوگا کہ میں یہ بیان کر رہی تھی کہ عورتوں پر کیسے احسانات ہیں ہمارے آپ کے پیارے آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

نماز

آخر میں میری بہنو! مجھے آپ سے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ آجکل جس چیز سے ہم نے بہت بڑی غفلت اختیار کر رکھی ہے وہ نماز ہے۔ میری بہنو! نماز کی پابندی بھی جس طرح ہر مسلمان مرد کے لئے ضروری ہے اسی طرح سے ہر عورت کے لئے بھی بے حد ضروری ہے۔ حضور نے جہاں جہاں مردوں کو نماز کی تاکید فرمائی ہے وہاں عورتوں کو بھی حکم دیا ہے۔ عورتوں کو نماز معاف نہیں ہے۔ بلکہ عورتوں کو اجر و ثواب زیادہ ہے کیونکہ عورتیں اپنے بال بچوں کے جھمیلے میں پھنسے ہونے کے باوجود جو نمازیں پڑھتی ہیں اُن سے خداوند تعالیٰ بہت راضی اور خوش ہوتا ہے۔ اچھا اب میں آپ کو ایک نظم سُنا کر پھر یہ بیان سُناؤں گی کہ کہ حضور کی رحمت جوانوں پر اور بڈھوں پر کیسی تھی اور اس کے بعد میں سیرت کے اس حصہ کو ختم کر کے آگے آپ کو دوسرا بیان سُناؤں گی۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

نظم

(از اُم خدیجہ)

دل نمازوں سے کبھی تم نہ چُرانا بہنو | اپنے اللہ کو بھی مُنہ ہے دکھانا بہنو
وقت آجائے تو سب چھوڑ کے دنیا کے کام | سر کو اللہ کے سجدے میں جُھکانا بہنو
بات کرنا تو رسولِ عربی کی کرنا | قیمتی وقت نہ بیکار گنوانا بہنو
فرض ہے عظمت و توقیر رسولِ عربی | دیکھو اس فرض کو تم بھول نہ جانا بہنو

فاتحہ اپنے بزرگوں کا دلانا ہے ثواب — بدعقیدوں کے نہ بہکانے میں آنا بہنو
دوسرے بھائیوں اور بہنوں کی غیبت کر کے — مُردہ بھائی کا کبھی گوشت نہ کھانا بہنو
آخری بات بھی تم اُمِ خدیجہ کی سنو
کہ سنیما نہ خدا کے لئے جانا بہنو

حضورؐ کی رحمت جوانوں اور بڈھوں پر

پیاری بہنو! میں نے آپ کو سنایا کہ بچوں پر لڑکیوں پر اور عورتوں پر کیسی رحمت تھی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اسی طرح جوانوں اور بڈھوں پر بھی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حد مہربان اور شفیق تھے۔

ایک صحابی کے گناہ کا کفارہ خود ادا فرمایا

بہنو! صحاح ستہ یعنی حدیث کی چھ مستند کتابوں میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں آکر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہلاک ہوگیا۔ فرمایا کیا بات ہے۔ عرض کیا کہ میں نے رمضان المبارک کا روزہ توڑ ڈالا ہے۔ فرمایا کہ اب غلام آزاد کردو۔ اُس نے عرض کیا کہ اتنی استطاعت نہیں رکھتا فرمایا کہ دو ماہ کے لگاتار روزے رکھ سکتا ہے۔ عرض کیا ہمت نہیں۔ فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ عرض کیا میں بہت غریب آدمی ہوں۔ یعنی احکام الٰہی کی تینوں باتیں حضور نے سُنا دیں۔ اور تینوں میں اُس نے عذر کیا۔ مگر کیا شان رحمت تھی سرکار دوعالم نور مجسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ حضور نے بڑے پیار و محبت سے اُس کو بٹھایا۔ اُس کو دھتکارا نہیں اُس کو اپنے دروازے سے بھگایا نہیں۔ اتنے میں ایک صحابی ایک طباق میں کچھ خرمے لائے اور حضور کی نذر گذاری۔ حضور نے وہ طباق اُس شخص کو دے کر فرمایا کہ لو ان کو خیرات کردو۔ اب سنو بہنو! مزے کی بات اب آئی ہے کہ جب حضور نے یہ فرمایا تو اُس شخص نے عرض کیا یا حبیب اللہ مجھ سے زیادہ کون

غریب ہوگا۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سُن کر مسکرا دیے چنانچہ حدیث شریف میں ہے

فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَقَالَ اذْهَبْ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ

پس ہنس دیے سرکار عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

مسلمانو! ایسا کفارہ کسی نے بھی سُنا ہوگا۔ سوا دو من خرمے سرکار سے عطا ہوتے ہیں کہ آپ کھالو اور کفارہ بھی ہوگیا۔ اور ہاں اس کے بعد یہ بھی فرمایا کہ آئندہ کسی کے لئے یہ کفارہ کافی نہ ہوگا۔ اللہ اللہ کیا رحمت تھی اور کس قدر اختیارات تھے سرکار عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔

بڈھوں پر حضور کی رحمت

اس کے متعلق صرف ایک روایت آپ کو سناتی ہوں کہ جب فتح مکہ کے موقع پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے بوڑھے والد کو حضور کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ تم ان کو میرے پاس کیوں لائے یہ بوڑھے تھے مجھے ان کے پاس خود جانا چاہیے تھا۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

حضور کی رحمت دشمنوں پر

خیر بہنو! یہ واقعات تو میں نے حضور پر ایمان لانے والوں کے بتائے ایک آدھ روایت میں ایسی بھی آپ کو سناؤں جس سے آپ کو یہ معلوم ہو کہ دشمنوں پر کیسی رحمت تھی سرکار عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

عکرمہ ابن ابوجہل کا واقعہ

پیاری بہنو! جب مکہ معظمہ فتح ہوگیا تو عکرمہ ابن ابوجہل یعنی دشمن ابن دشمن کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور اس خوف سے کہ کہیں حضور یا آپ کے صحابہ کرام مجھ سے میرے

کردار کا بدلہ نہ لیں، بھاگ کر یمن چلے گئے۔ یمن میں جب پہونچے تو ایک دن ان کی بیوی نے شوہر سے پوچھ کہ میرے پیارے شوہر آپ نے اپنا وطن مکہ شریف کیوں چھوڑا۔ شوہر نے جواب دیا کہ جان و مال، عزت و آبرو کے خوف سے۔ بیوی نے کہا کہ ایک جگہ میں اس سے بہتر بتاؤں جہاں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہر خطرہ سے نجات ہو جائے۔ شوہر نے کہا اس سے بڑھ کر کیا ہے۔ بیوی نے جواب دیا کہ وہ دربار ہے اور وہ دامن رحمت ہے سرکار ابد قرار حضور احمد مختار صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا۔ شوہر نے کہا کہ یہ تو تم نے میرے قتل کا مشورہ دیا، تمہیں سوچو کہ میں وہاں پہونچ کر زندہ بچ سکتا ہوں۔ بیوی نے کہا کہ میں ذمہ دار ہوں تم میرے ساتھ چلو۔ غرضکہ بیوی کسی نہ کسی طرح سمجھا بجھا کر مدینہ کی طرف لائیں جب کچھ دور دربار والا تبار باقی رہ گیا تو بیوی کو بھیجا کہ تم آگے چلو۔ بیوی آگے آگے چلیں اور دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا حبیب اللہ میں عکرمہ کو سمجھا بجھا کر لائی ہوں اگر حضور معاف فرمادیں تو میں اُن کو لے کر حاضر ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں ہاں اُن کو لاؤ اور اُن سے کہہ دو کہ ہم نے تمہارا قصور معاف کیا۔ بیوی نے جاکر عکرمہ کو خوشخبری سنائی عکرمہ ڈرتے ڈرتے ادھر سے بڑھے اور اُدھر سے حضور اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ فرماتے ہوئے کہ مَرْحَبًا یَا رَاکِبَ الْمُھَاجِرِ ملے مہاجر سوار تمہارا آنا مبارک ہو، بڑھے اور عکرمہ کو گلے سے لگا کر اُن کا قصور معاف کیا۔ چنانچہ عکرمہ مشرف بہ اسلام ہوئے، اور اُس کے بعد انھوں نے ایسے ایسے خدمات دینی انجام دیے ہیں کہ بے ساختہ اُن کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نکلتا ہے۔

دیکھا بہنو! دشمنوں پر کیسی رحمت تھی سرورِ عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی۔ اب میں آپ کو صرف ایک روایت اور سناتی ہوں کہ جانوروں پر کیسی رحمت تھی حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی۔ اور پھر میں اس سیرت کے سلسلہ کو ختم کرنا چاہتی ہوں۔

ایک اونٹ پر حضور کی خاص رحمت

بہنو! ابن ماجہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم

خدمت میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر تھے کہ ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا آیا
حضور کے سر مبارک کے قریب آکر کھڑا ہوا۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
اے اونٹ ٹھہر اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لئے ہے اور جھوٹا ہے تو تیرے
جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے۔ مگر ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جو ہماری پناہ میں آئے اُس کے
لئے اللہ تعالےٰ نے امان رکھی ہے اور جو ہمارے حضور التجا لائے وہ نامُرادی سے
بری ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم یہ اونٹ کیا عرض کرتا
ہے۔ فرمایا کہ اس کے مالکوں نے اسے حلال کر کے کھا لینا چاہا تھا یہ اُن کے پاس سے
بھاگ آیا ہے اور تمھارے نبی کے حضور فریاد لایا ہے۔ ہم یوں ہی بیٹھے تھے کہ اتنے میں
اُس کے مالک آئے اونٹ نے جب اُن کو دیکھا تو پھر حضور اقدس کے سر مبارک کے قریب
آگیا اور حضور کی پناہ پکڑی۔ اُس کے مالکوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ ہمارا اونٹ ہی
جو تین دن سے بھاگا ہوا ہے۔ آج حضور کے پاس ملا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ سنتے ہو اس نے
میرے حضور میں نالش کی ہے اور بہت ہی بُری نالش کی ہے۔ وہ بولے کہ یا رسول اللہ یہ
کیا کہتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمھاری امان میں پلا۔ گرمی میں سرد
مقام اور سردی میں گرم مقام تک تمھارا اسباب لاد کر لے جاتا رہا جب وہ بڑا ہوا تو تم نے
اُسے سانڈ بنا لیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے ایسے بہت سے اونٹ تم کو دیے جو چرتے پھرتے ہیں
اب جو اُسے یہ شاداب برس آیا تو تم اُسے ذبح کر کے کھا لینا چاہتے ہو۔ وہ بولے ہاں،
یا رسول اللہ معاملہ تو یہی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کیا نیک مملوک کا بدلہ اُس کے مالکوں کی
طرف سے یہی ملنا چاہیئے وہ بولے اچھا یا رسول اللہ اب ہم نہ اسے بیچیں گے اور نہ اسے ذبح
کریں گے۔ حضور نے فرمایا غلط کہتے ہو۔ اُس نے تم سے فریاد کی تو تم نے اُس کی کوئی پروا نہ کی
اب میں تم سے زیادہ اس کا لائق ہوں کہ فریادی پر رحم کروں۔ بات یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے
منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی ہے اور ایمان والوں کے دلوں میں رکھ دی ہے۔
اب تو وہ منافق گھبرائے۔ پھر وہ اونٹ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن منافقوں
سے سَو روپیہ کا خرید لیا۔ اور اُس سے ارشاد فرمایا کہ اے اونٹ چلا جا اب تو اللہ کے واسطے

آواز ہے۔ یہ سن کر اُس نے سراقدس پر اپنی بولی میں کچھ آواز کی تو حضور نے آمین فرمائی۔ پھر اُس نے دوبارہ آواز کی پھر آپ نے آمین فرمائی۔ پھر سہ بارہ آواز کی پھر آپ نے آمین فرمائی پھر چوتھی بار آواز کی تو حضور نے گریہ فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا کہتا ہے فرمایا کہ اس نے پہلی بار یہ کہا کہ خدا حضور کو اسلام و قرآن کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے میں نے آمین کہی۔ پھر اُس نے کہا کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن حضور کی امت کے خوف دُور فرمائے جیسے آپ نے میرا خوف دُور کیا میں نے آمین کہی۔ پھر اُس نے کہا کہ اللہ تعالےٰ حضور کی امت کے خون اُن کے دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے یعنی کوئی دوسری قوم مسلمانوں کو قیامت تک فنا نہ کر سکے، میں نے آمین کہی۔ چوتھی بار جو اُس نے دعا کی کہ اللہ تعالےٰ آپ کی امت کو باہم متحد رکھے یہ آپس میں ایک دوسرے کی خونریزی نہ کریں اس پر میں نے گریہ فرمایا۔ کیونکہ یہ سب مُرادیں میں اللہ تعالےٰ سے پہلے ہی مانگ چکا ہوں اور اُس نے مجھے سب عطا فرمائیں اور چوتھی کے متعلق مجھے میرے رب نے منع کر دیا کہ اسکو نہ مانگئے کیونکہ آپ کی امت کی فنا تلوار سے ہے باہمی کشت و خون پر اس کو میری مرضی پر چھوڑ دیئے۔

بہنو! یہ روایت میں نے اس لئے آپ کو سنا دی کہ دیکھئے جانوروں پر حضور کی کتنی رحمت تھی

(۷)
باب
پیارے نبی کا علم پاک

بہنو! اللہ تعالےٰ جل شانہ وعم نوالہ اپنے قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ :-

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ط

یعنی سکھا دیں ہم نے آپ کو وہ تمام باتیں جو آپ نہیں جانتے تھے اور یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے

اس آیہ کریمہ سے یہ معلوم ہوا کہ خداوند تعالےٰ نے آپ کو تمام علوم خواہ وہ غیب کے ہوں یا شہادت کے ظاہر کے ہوں یا باطن کے خدا کی ذات و صفات کے متعلق ہوں یا مخلوق کے

عقائد و اعمال کے متعلق سب عطا فرما دیئے ہیں۔ کوئی بات نہ آپ سے پوشیدہ رکھی، نہ کوئی شے۔ اور یہ تو حبیب شب معراج خداوند قدوس نے خود اپنی ذات کو نہ چھپایا۔ اپنے خاص جلووں کو بھی نہ پوشیدہ فرمایا۔ اپنی خاص خاص نشانیاں بھی آپ کو دکھا دیں تو پھر وہ کون سی چیز رہ جاتی ہے جو آپ سے چھپا رکھی گئی ہو اور کون سا علم رہ جاتا ہے جو آپ کو نہ عطا فرما دیا گیا ہو۔

چنانچہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں مشکوٰۃ شریف صفحہ ۶۹ میں یہ حدیث موجود ہے کہ میں نے اپنے خداوند عالم کو بہترین صورت میں دیکھا۔ پھر خداوند تعالےٰ نے مجھ سے پوچھا کہ اے حبیب بتایئے کہ فرشتے کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں میں نے کہا کہ آپ جانیں تو پھر خداوند تعالےٰ نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا تو میں نے اُس کی ٹھنڈک اپنے دونوں پستانوں کے درمیان محسوس کی بس پھر تو میں نے اُن ساری چیزوں کو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے دیکھ لیا۔

اسی طرح مشکوٰۃ شریف میں یہ بھی حدیث ہے ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالےٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا تو میں نے اُس کے مشارق و مغارب یعنی اُس کا ہر ہر سمت ملاحظہ فرما لیا۔ ان کھُلی ہوئی حدیثوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خداوند تعالےٰ نے ہر ہر چیز آپ کو دکھا دی اور مخلوقات میں کوئی شے آپ سے پوشیدہ نہ رکھی اور کل باتیں جو ہونے والی ہیں اور ہو چکی ہیں وہ سب آپ کو بتا دیں۔ اسی طرح ساری غیب کی باتوں سے بھی خداوند قدوس نے مطلع فرما دیا اور کیونکر آپ پر سب غیبی باتوں کو ظاہر نہ فرماتا۔ بات یہ ہے کہ آپ سب سے زیادہ اللہ کے پیارے اور چنے ہوئے پسندیدہ محبوب ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے کئی آیتوں میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں اپنے پسندیدہ رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہوں اُس پر اپنے غیب ظاہر کر دیتا ہوں۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ	یعنی اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ یوں نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کر دے لیکن اللہ تعالےٰ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں

مَنْ يَّشَآءُ ط — میں سے جس کو چاہے (اس پر غیب ظاہر فرماتا ہے)

اور دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے کہ :-

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا o اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ — یعنی عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہے تو اپنے غیب خاص پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اور بھی اسی طرح سے آیتیں اور حدیثیں بکثرت آئی ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت پاک سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ نے ہر ہر بات اپنی امت کو بتائی ہے۔ چنانچہ بہنو! ہزاروں میں سے چند روایتیں میں آپ کو سناتی ہوں۔ سنئے اور اپنے ایمانوں کو تازہ دلوں کو روشن اور قلبوں کو منور فرمائیے۔ اور غور کیجیے کہ ہمارے پیارے نبی کا علم کس قدر وسیع تھا اور آپ نے اس علم پاک کی روشنی میں کیسی کیسی غیبی خبریں اپنے امتیوں کو سنائی ہیں کہ کوئی بات باقی ہی نہیں رکھی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

غیبی خبریں

حضور نے قیامت تک ہونے والی سب باتیں بیان فرما دیں

بہنو! عمر بن اخطب انصاری سے روایت ہے کہ ایک روز حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی۔ اور اس کے بعد منبر پر تشریف لائے اور تقریر فرمائی یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا پھر اترے حضور اور ظہر کی نماز پڑھائی اس کے بعد پھر منبر پر تشریف لے گئے اور تقریر شروع فرما دی یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آگیا۔ پھر اترے حضور اور عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لائے اور تقریر شروع فرمائی یہاں تک کہ غروب ہوا سورج۔ یعنی تمام دن تقریر ہی میں گذرا تو خبر دے دی ہم کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ بھی ہونے والا ہے یعنی تمام واقعات و حادثات اور عجائب و غرائب قیامت تک (اور بعد قیامت کے بھی) مفصل یا مجمل کوئی بات حضور نے باقی نہیں رکھی۔
(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۳)۔

دوسری حدیث میں ہے کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں ہے کہ اپنے بازو کو ہلائے مگر ہمارے پیارے نبی نے اس کا بھی بیان فرما دیا۔ (طبرانی و مسند امام احمدؒ)
اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کھڑے ہو کر ہم میں خطبہ دیا۔ اور اُن تمام فتنوں کی خبر دے دی جو قیامت تک ہونے والے تھے۔ (مظاہر حق صـ۲۱۳)
تفسیر خازن میں ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منبر پر قیام فرما کر اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی۔ پھر فرمایا کہ اُن لوگوں کا کیا حال ہے۔ یعنی کیا ہو گیا ہے اُن لوگوں کو جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں۔ پوچھو پوچھو تم اس وقت سے لے کر قیامت تک۔ تم جس بات کے متعلق مجھ سے دریافت کروگے میں تم کو بتا دوں گا۔ اور تم کو خبردار اور آگاہ کر دوں گا۔ (خازن مصری جلد اول صـ۶۳)۔
اور اسی طرح حدیث شریف میں ہے حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا۔ اُس کے فیضان سے مجھے مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا یعنی جو کچھ بھی ہو چکا ہے اور جو کچھ بھی ہونے والا ہے سب کا علم حاصل ہو گیا۔
سُبحان اللہ کیسا علم عطا فرمایا تھا اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو۔
اسی طرح بہنو! بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ ایک وعظ میں حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جتنی باتیں قیامت تک ہونے والی تھیں سب بیان فرما دیں جس نے یاد رکھا اُسے یاد ہے اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ اور میرے ان اصحاب کو اُس بیان کی خبر ہے اور بعض بات جو اس میں سے ایسی ہوتی ہے کہ میں اُسے بھول گیا ہوں پھر میں جب دیکھتا ہوں تو مجھے یاد آجاتی ہے کہ ہاں ہاں یہ بات بھی مجھ کو بتائی تھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جس طرح سے کسی شخص کی صورت آدمی کو یاد ہو اور وہ شخص غائب ہو جائے پھر جب اُسے دیکھتا ہے تو پہچان جاتا ہے۔
سبحان اللہ سبحان اللہ کیا شان ہے حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اور ساتھ ہی کیا شان ہے صحابہ کرام کی جنھوں نے اس بیان کو یاد رکھا۔
اب بہنو! چند پیشین گوئیاں بھی حضور کی سُنئے:۔

میرے بعد کون کون خلیفہ ہوگا

ابن حبان نے حضرت سفینہ حضور کے غلام آزاد کردہ سے روایت کی ہے کہ جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی تعمیر کی تو ایک پتھر خود بنیاد میں رکھا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اب تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پاس رکھو۔ پھر حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم اپنا پتھر صدیق اکبرؓ کے پتھر کے پاس رکھو۔ پھر حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ تم اپنا پتھر حضرت عمرؓ کے پتھر کے پاس رکھو۔ اور اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

دیکھو بہنو! حضور کو یہ بھی معلوم تھا کہ میرے بعد کون کون خلیفہ ہوگا۔ اور حضور کو یہ بھی معلوم تھا کہ کس کی کتنی عمر ہوگی۔

کس کی قضا کس بہانے سے آئے گی

صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جبل حرا پر تھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہم بھی تھے۔ اتفاق سے وہ پتھر ہلا حضور نے فرمایا ٹھہر جا ٹھہر جا۔ تجھ پر سوائے نبی کے اور صدیق کے اور شہیدوں کے دوسرا نہیں۔ دیکھو بہنو! حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب کچھ معلوم تھا کہ کون شہید ہونے والا ہے کس کی قضا کس بہانے سے آنی ہے۔

حضرت علیؓ کا قاتل کون تھا

امام احمد نے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے علیؓ تم جانتے ہو کہ اگلی امتوں میں سب سے زیادہ شقی کون تھا۔ اور اس امت میں سب سے زیادہ شقی کون ہوگا حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ آپ جانیں۔ حضور نے فرمایا کہ اگلی امتوں میں

سب سے بدترین وہ مرد سُرخ رنگ تھا جس نے ناقۃ اللہ یعنی حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کے اونٹ کی کوچیں یعنی پاؤں کاٹے تھے۔ اور اس امت کا سب سے زیادہ بدترین شخص وہ ہوگا جو اے اسد اللہ اے اللہ کے شیر تمہارے سر پر تلوار مارے گا جس سے تمھاری داڑھی خون سے رنگین ہو جائے گی۔

چنانچہ بہنو! یہ پیشین گوئی بھی حرف بحرف پوری ہوئی کہ حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ایک شخص جس کا نام عبدالرحمٰن ابن ملجم تھا۔ جو خارجی مذہب کا تھا۔ جو حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنے ناپاک عقیدے کے مطابق مشرک سمجھتا تھا عین حالت نماز میں مسجد کے اندر جب آپ امامت فرما رہے تھے شہید کر ڈالا۔ افسوس صد افسوس۔

بہنو! آجکل یہ اُسی کی ذریت کے لوگ ہیں جو مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہتے گھومتے ہیں۔ مسلمانوں کی ہر ہر بات کو شرک و بدعت کہا کرتے ہیں۔ میری ماؤں اور بہنو! اس فرقہ والوں کے کہنے پر قطعی نہ دھیان دیا کرو۔ تم خود سمجھو کہ جس فرقے والوں کے بزرگوں نے حضرت علیؓ جیسے مقدس انسان کو مشرک سمجھ کر شہید کر ڈالا۔ جن منافقوں نے حضرت عثمانؓ کو بدعتی کہہ ڈالا جس گروہ نے حضرت عمرؓ کو بدعتی کہہ ڈالا کہ انھوں نے نماز تراویح با جماعت کا التزام فرمایا اُس گروہ والے بھلا ہم کو تم کو بات بات پر کیوں مشرک بدعتی نہ کہیں گے۔ بلکہ تم خدا کا شکر ادا کیا کرو کہ بزرگان دین کی سنت ادا ہو رہی ہے تم نہ مشرک ہو نہ بدعتی۔

حسینؓ نہر فرات کے کنارے

ابو نعیم نے حضرت یحییٰ حضرمی سے روایت کی ہے کہ میں حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ صفین کے سفر میں تھا جب آپ امیر معاویہ کے مقابلہ میں جنگ کے لئے تشریف لے گئے تھے تو جب آپ قصبۂ نینوئی میں پہونچے تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو آپ نے پکارا اور فرمایا کہ اے ابا عبد اللہ صبر کرنا فرات کے کنارے۔ یحییٰ حضرمی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ یہ آپ نے کیا فرمایا؟ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ حسین نہر فرات کے کنارے شہید ہوں گے۔

اور یہی ابونعیم نے دوسرے محدثین سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے امام حسین رضؓ کے مزار شریف کی جگہ پر جا کر بتایا کہ یہاں اُن کے اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ ہوگی۔ یہاں اُن کا سامان رکھا جائے گا۔ یہاں اُن کا خون بہے گا اور یہاں ایک جماعت ہوگی آل پاک مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ اس میدان میں شہادت پائے گی۔ اور اُن پر زمین اور آسمان روئے گا۔ دیکھو بہنو! کیسی تفصیل سے حضور نے امام عالی مقام کا ذکر شہادت جس کو آجکل کے الفاظ میں شہادت نامہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو سنایا تھا اور پھر وہی پیشین گوئی حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ نے اپنے اصحاب کو سنائی اور جو خبر دی تھی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام عالی مقام کے متعلق وہ بالکل پوری ہوئی۔

کبرا کتّا

ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ ہم کربلا میں حضرت امام حسین رضؓ کے ہمراہ تھے تو جب آپ نے شمر کو دیکھا تو فرمایا کہ سچ فرمایا اللہ نے اور اُس کے رسول نے کہ ایک کُبرا کتا میرے اہل بیت کے خون میں منھ ڈالتا ہے۔ اور شمر کبرا تھا یعنی اُس کے بدن پر سفید داغ تھے۔

دیکھو بہنو! اس حدیث میں جو پیشین گوئی فرمائی تھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ حرف بحرف پوری ہوئی۔

یزید پلید

بہنو! ابویعلی نے اپنی مسند میں ابوعبیدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ امر میری امت کا انتظام سے رہے گا یہاں تک کہ سب سے پہلے اس میں رخنہ ڈالے گا ایک شخص بنی اُمیہ میں سے جس کا نام یزید ہوگا۔

دیکھو بہنو! یہ پیشین گوئی بھی حرف بحرف پوری ہوئی کہ سب سے پہلے رخنہ انتظام اسلام میں یزید پلید کے سبب سے واقع ہوا کہ وہ شخص فاسق فاجر شرابی بادشاہ ہوا۔ اُس نے امام حسین رضؓ کو شہید کر دیا۔ پھر مدینے پر ایک خونریز لشکر کو بھیجا اور صحابہ اور صحابی زادوں کو شہید کرایا۔ اور

بہت بڑے بڑے ظلم کئے۔ اُس کے بعد مکہ معظمہ پر لشکر بھیجا اُس کے لشکر نے کعبہ شریف کا محاصرہ کیا۔ وہاں پتھر برسائے۔ حتّٰی کہ مسجد کی چھت کو جو لکڑی کی تھی اُن پتھروں سے بہت صدمہ پہونچا۔ بلکہ روئی میں گندھک لپیٹ کر اُن ملعونوں نے مسجد حرام میں آگ پہونچائی کہ پردہ خانہ کعبہ کا جل گیا اور دیواریں اللہ کے گھر کی جل کر خاک ہوگئیں۔ غرضکہ جس قدر ظلم اور بے دینی کی باتیں یزید سے واقع ہوئیں کبھی نہ پیش آئی تھیں۔ مگر بہنو! یزیدی اپنے کو حق پر سمجھتے تھے اور اب بھی خود کو حق پر سمجھتے ہیں۔

بدمذہب نمازی

میری مُعزّز ماؤں اور بہنو! صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے اور حضور اُس وقت یمن سے آیا ہوا مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص ذُوالخُوَیْصِرَہ نامی آیا اور وہ قبیلہ بنی تمیم میں سے تھا تو اُس نے کہا کہ اِعْدِلْ یَا مُحَمَّدُ انصاف کرا ے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے ارشاد فرمایا کہ خرابی ہو تیرے لئے اگر میں نہ انصاف کروں گا تو کون انصاف کرے گا ناامید اور زیاں کار یعنی کم بخت ہے تو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجئے یارسول اللہ کہ میں اس کو جہنم رسید کروں۔ آپ نے فرمایا کہ جانے دو اس کو اے عمرؓ یہ تو وہ شخص ہے کہ اس کے ہم مذہب اس کے ساتھی آئندہ ایسے ایسے لوگ ہوں گے اور ایسی نمازیں پڑھیں گے اور ایسے روزے رکھیں گے کہ تم اپنی نماز روزہ کو اُن کی نماز روزوں کے سامنے حقیر سمجھو گے اور وہ کلام اللہ خوب پڑھیں گے لیکن اُن کے گلوں سے آگے نہ جائے گا یعنی مقبول نہ ہوگا اور وہ لوگ اسلام سے ایسا باہر نکل جائیں گے جس طرح شکار میں سے تیر تشک و صاف نکل جاتا ہے کچھ اس میں اوپر سے نیچے تک اثر خون کا نہیں ہوتا۔ الخ —

یعنی وہ لوگ دعوے تو اسلام کا کریں گے دیکھنے میں بڑے بڑے مولوی نما مسلمان معلوم ہوں گے۔ بڑے نمازی پرہیزگار، بڑے روزہ دار، بڑے قاری صاحب۔ قرآن شریف ج

اور عینیں نکال نکال کر پڑھیں گے۔ غرضیکہ بہنو! وہ دیکھنے میں سب کچھ ہوں گے مگر مسلمان نہ ہوں گے۔ حضور فرماتے ہیں کہ اُن کو اسلام سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

اور اسی قسم کی چند حدیثیں بہنو میں آپ کو سناؤں جن سے آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارے پیارے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آجکل کے دجالوں کی تیرہ سو برس پہلے ہی سے کیسی کیسی پہچانیں بتادی ہیں۔ خدا کی قسم بہنو اگر ہماری بہنیں اور ہمارے بھائی ان باتوں کو یاد رکھیں تو کبھی کسی کے بہکانے میں نہیں آسکتے۔ اور یقین مانو بہنو زمانہ بہت نازک تر ہے ایسا وقت لگا ہے کہ ہزاروں قسم کے بد مذہب ہزاروں قسم کے بے دین کہ جن کی شیطنت سے ابلیس بھی شرمائے اور جن کی خباثت سے دجال بھی مات کھائے گلی گلی مارے مارے گھوم رہے ہیں۔ گھر گھر جا جا کر ہمارے بہت سے بھائیوں کو اپنے شیطانی جتھوں میں شریک کرنے کی دعوتیں دیا کرتے ہیں اور ایسا گمراہ کرتے ہیں کہ گمراہ ہونے والے بدنصیبوں کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ اس لئے میں آپ کو ان لوگوں کی چند وہ باتیں سُنا رہی ہوں جو ہمارے پیارے آقا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان دجالوں کے متعلق فرمادی ہیں۔

بد مذہب مُبلّغ

بہنو! ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں ایک جماعت ظاہر ہوگی جو ناتجربہ کاروں اور کم عقلوں کی ہوگی جو تلاوت قرآن کریں گے اور تلاوت کا اثر اُن کے دلوں میں نہ ہوگا جو حدیثیں سُنائیں گے لیکن دین سے اس طرح باہر ہوں گے جیسے تیر شکار سے۔

یعنی یہ لوگ قرآن و حدیث کا مطلب اپنی مرضی کے موافق گڑھ گڑھ کر بتائیں گے۔

بے دین مُبلّغ

اسی طرح بہنو! ابو داؤد شریف میں حدیث ہے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری اُمت میں ایک جماعت

ایسی نکلے گی جو بظاہر لوگوں کو قرآن کی طرف دعوت دے گی حالانکہ وہ ہم میں سے کسی اعتبار سے نہ ہوں گے۔

دیکھو بہنو! آجکل بہتیرے قرآن قرآن چلاتے ہوئے بے دین و بدمذہب ہمارے تمہارے دروازوں پر آتے ہیں۔ بتاؤ اس سے زیادہ اور کیا واضح پہچانیں کوئی بتا سکتا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ صدقت یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلہ وسلم۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں سے مزاحمت نہ کریں گے۔ (اخرجہ البخاری فی صحیحہ)

ہوشیار میری بہنو اور بھائیو

صحیح مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے ہمارے پیارے آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ :۔

سَيَكُوْنُ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاۤؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ۔

یعنی آخر زمانہ میں کچھ جھوٹے فریبی لوگ پیدا ہوں گے جو تمہارے پاس حدیثیں لائیں گے جنھیں نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپ دادوں نے۔ تو اے مسلمانو! تم اُن سے بچنا اور اُن کو اپنے سے دور رکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کردیں اور تم کو فتنوں میں مبتلا کردیں۔

دیکھو بہنو! کیسی کیسی پہچانیں ان بے دینوں کی ہمارے رسول نے بتائیں اور کیسی صاف یہ علامت بتائی کہ وہ گمراہ ایسی ایسی حدیثیں سنائیں گے کہ نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ دادوں نے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو باتیں ہمارے باپ دادوں نے نہ سنی ہوں اُن کو جلدی سے نہ ماننا چاہیے۔

بہنو! ہمارے مسلمان باپ دادوں کا زمانہ ہمارے حضور کے زمانے سے بہت زیادہ قریب تر تھا بہ نسبت ہمارے زمانوں کے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خداوند تعالےٰ نے قرآن پاک میں سراجاً منیراً فرمایا ہے یعنی روشن چراغ۔ تو میری بہنو! تم خود سمجھ سکتی ہو کہ جو شخص چراغ سے جس قدر نزدیک ہوگا اُسی قدر اُس کو

روشنی پہونچے گی۔ تو ہمارے باپ دادا چونکہ مسلمان تھے ایمان والے تھے انھوں نے اپنے زمانوں میں جیسے جیسے جلیل القدر بڑے بڑے بزرگ سُنی علمائے کرام کو دیکھا ہے ویسے مار آجکل اس چودھویں صدی میں کہاں۔ الا ماشاءاللہ۔ بہنو! ہماری بات یاد رکھو کہ اپنے مسلمان باپ دادوں کے طریقہ پر چلنا بھی اولاد کے لئے بڑی برکت اور فلاح کی چیز ہے۔ دیکھو بہنو! ہمیشہ دنیا میں وہی لوگ گمراہ ہوئے جنھوں نے اپنے بزرگوں اپنے مسلمان باپ دادوں کی پیروی چھوڑی۔ تمھیں خیال کرو کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کے سب بیٹے اپنے باپ آدم علیہ السلام کے طریقہ پر چلتے رہتے۔ یا حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے حضرت نوح علیہ السلام کے راستے پر چلتے رہتے تو کیوں گمراہ اور کافر ہو جاتے وہ صرف اپنے والدین اپنے بزرگوں اپنے باپ دادوں کے راستے کو چھوڑ کر ہی تو گمراہ اور کافر ہوئے۔ اسی طرح جو لوگ آجکل بھی اپنے باپ دادوں کی راہ پر چلتے رہیں تو وہ کبھی بہک نہیں سکتے کیونکہ ہمارے باپ دادے مسلمان تھے اور آفتاب نبوت سے قریب ہونے کے باعث اُن کو نور نبوت سے زیادہ فیض حاصل ہو رہا تھا اس وجہ سے حضور نے یہ بات فرمائی کہ آخر زمانے جو دجال، مکار، فریبی، چار سو بیئے ہوں گے وہ ایسی ایسی حدیثیں لائیں گے کہ جن کو تم تو تم تمھارے باپ دادوں نے بھی نہ سُنی ہوں گی۔ اب تمھیں خیال کرو بہنو! کہ پہلے زمانہ میں درود شریف و فاتحہ، میلاد، قیام، تیجہ، چالیسواں، برسی، گیارھویں، بارھویں، شب برات کا حلوا، عید کی سویاں، نذر و نیاز سب ہی کچھ جائز تھا۔ اب ایسے ملا لوگ نکل پڑے کہ سب کو حرام کرتے چلے جاتے ہیں اور ہم آپ سُن کر حیرت میں رہ جاتے ہیں کہ یہ تو ہمارے بزرگ برابر کرتے چلے آئے ہیں اب کہاں سے یہ حرام ہو گیا۔ بقول عمر وارثی ؎

نئی کتاب کوئی اُتری ہے معاذ اللہ　　حرام کس سے یہ آخر ثواب اب ہوا

اور ایسی ہی کتابوں کے متعلق اکبر الہ آبادی صاحب فرماتے ہیں کہ ؎

ہم ایسی سب کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں　　کہ جن کو پڑھ کے بیٹے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَحَبِیْبِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَحَبِیْبِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ ؕ

شیطانی فرقہ کہاں سے نکلے گا

بہنو! ایک بار ہمارے حضور اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف رکھتے تھے اور آپ کی خدمت میں شام، یمن اور نجد والے بھی حاضر تھے آپ کا دریائے رحمت بڑے جوش پر تھا چنانچہ شام اور یمن والوں نے موقع غنیمت جان کر آپ سے دعا کی درخواست کی آپ نے دعا فرمائی

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا — یعنی اے اللہ تعالے ہمارے ملک شام میں برکت دے

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا۔ — اے اللہ ہمارے ملک یمن میں برکت دے۔

بہنو! جب حضور نے ملک شام اور یمن کے لئے دعا فرمائی تو نجدی بھی بلبلا اُٹھے اور انہوں نے بھی عرض کیا کہ :-

قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا۔ — یا رسول اللہ اور ہمارے نجد کے لئے۔

تو حضور نے پھر وہی دعا فرمائی۔ اے اللہ ہمارے ملک شام اور یمن میں برکت دے۔ پھر نجدیوں نے عرض کیا کہ ہمارے نجد کے لئے۔ تو حضور نے پھر ملک شام اور یمن کے لئے ہی دعا فرمائی پھر نجدی بولے کہ یا رسول اللہ وَفِیْ نَجْدِنَا۔ یعنی یا رسول اللہ ہمارے نجد کے لئے بھی دعا فرمائیے تو تیسری مرتبہ حضور نے فرمایا :-

ھُنَالِکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ۔ — وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ یعنی شیطنی جماعت نکلے گی (بخاری شریف وغیرہ)

میری خواہران ملت، میری اسلامی ماؤں اور بہنو! دیکھئے پہلی حدیث میں تو حضور نے یہ فرمایا کہ ذوالخویصرہ جو قبیلہ بنی تمیم میں سے تھا اور جس کمبخت نے حضور کو معاذ اللہ انصاف کا سبق دینا چاہا تھا اس کی نسل میں ایسی جماعت نکلے گی جو نمازی، روزہ دار اور پرہیزگار سب کچھ ہوگی مگر مسلمان نہ ہوگی۔ اور اس حدیث شریف میں حضور نے یہ فرمایا کہ نجد سے شیطنی جماعت نکلے گی۔ اور وہ جماعت بھی ایسی ابلیسی جماعت ہوگی کہ دعا تک کی مستحق نہیں بلکہ وہ جماعت تو درکنار جہاں اور جس مقام سے وہ جماعت نکلنے والی تھی وہ مقام یعنی ملک نجد تک بھی نگاہ رسالت میں دعا کے قابل نہیں۔

اور یہ جو حضور نے فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے۔ اس سے مراد یہ زلزلے نہیں یہ زلزلے جو آیا کرتے ہیں کیونکہ یہ زلزلے تو ملک شام اور ملک یمن میں بھی آتے ہیں بلکہ اس سے مراد دینی اور مذہبی زلزلے ہیں۔ اور دیکھو بہنو! زلزلہ جب آتا ہے زمین ہی جب ہل جاتی ہے تو عمارتیں اور کھمبے چھتیں وغیرہ خود ہی اڑا اڑا دھم ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح جب عقیدے ہی خراب ہو جاتے ہیں اُنھیں میں زلزلہ آجاتا ہے تو نماز جو دین کا ستون ہے اور سارے نیک عملوں کی عمارت سب دھادھم گر پڑتی ہے۔ تلاوت قرآن بیکار اور عبادت الٰہی برباد ہو جاتی ہے۔

دیکھیے یہ پیشین گوئی بھی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرف بحرف پوری ہوئی۔ اور اپنے وقت پر تقریباً گیارہ سو برس کے بعد محمد بن عبدالوہاب نجدی وہابی مذہب کا پیشوا پیدا ہوا۔ جو حضور کے فرمانے کے مطابق قبیلۂ بنی تمیم سے بھی تھا۔ اُس نے ویسے ہی ظلم و ستم بھی کیے ہیں۔ چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ردالمحتار میں فرماتے ہیں جو فقہ حنفی مسلک کے مسائل کی معتبر کتاب ہے جس کے حوالے سے عالم لوگ فتوے لکھا کرتے ہیں اس میں اپنے زمانے کے چشم دید حالات لکھتے ہیں کہ :۔

جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے پیروؤں سے واقع ہوا جو نجد سے نکلے اور مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر زبردستی قابض ہو گئے۔ یہ لوگ بظاہر اپنے کو حنبلی مذہب کا کہتے تھے لیکن اُن کا اعتقاد یہ تھا کہ صرف وہی لوگ مسلمان ہیں اور جو لوگ اُن کے مخالف ہیں وہ مشرک ہیں اسی اعتقاد کی بنا پر وہابیوں نے اہل سنت و جماعت اور اُن کے عالموں کے قتل کرنے کو مباح اور جائز بتایا۔

بہنو! ان وہابیوں نے جو جو ظلم سنی مسلمانوں پر کیے ہیں ہزاروں کی تعداد میں ہمارے تمہارے بزرگوں اور پیشواؤں کو شہید کیا ہے۔ اُن کے بیان سے قلب تھراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے اور سُنی مسلمان خون کے آنسوؤں سے روتے ہیں۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○

غرضکہ میری عزیز بہنو! یہ پیشین گوئی بھی حرف بحرف حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری ہوئی۔ لیکن اتنی کھلی ہوئی واضح اور روشن پیشین گوئی ہونے کے باوجود وہابی

فرقے والے اپنے کو حق ہی پر سمجھتے ہیں اور دوسروں کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں اور اپنے بچاؤ کے لیے یہ حربہ نکالا ہے کہ حضور کو غیب کی بات ہی نہیں معلوم حضور غیب کی بات کیا جانیں جو غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالےٰ بتانے پر تو قادر ہے اُس نے اپنے رسولوں میں سے جس کو چن لیا اُس کو بتا بھی تو دیا۔ اس پر ایمان نہیں۔ اور دیکھو کہ حضور نے اس نجدی گروہ کو شیطانی جماعت جو فرمایا تو وہابی لوگ اکثر وہی خاص کام بھی کرتے ہیں جن کاموں کی وجہ سے شیطان ملعون و مردود ہوا۔ مثلاً بقول امام رازی رحمۃ اللہ علیہ شیطان نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور پاک کی تعظیم سے انکار کیا تھا جس کی وجہ سے یہ مردود بارگاہ کر کے نکالا گیا۔ حالانکہ شیطان نمازی اور عبادت گزار بہت تھا۔

اسی طرح اس فرقہ والے نمازی اور عبادت گزار تو بہت ہوتے ہیں مگر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم سے ان کو انکار ہوتا ہے خیال کرو کہ اس فرقہ والوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا کی ہر ضرورت کے لئے کھڑے ہونا جائز ہے اور دین کی ہر ضرورت کے لئے کھڑے ہونا جائز ہے مگر نہیں جائز ہے تو تعظیم رسول اللہ کے لئے۔ اسی طرح دنیا کے ہر انسان کو سلام کرنا جائز ہے حتےٰ کہ گورستان میں مُردوں کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ کہنا جائز ہے۔ مگر یا نبی سلام علیک کہنا شرک ہے گویا لڑائی ہے تو صرف حضور ہی سے ہی معاذ اللہ

اسی طرح تفسیر ابن خلدون میں ہے کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد مبارک ہوا تو شیطان بہت رونے چھینکنے لگا اور اُس کو بہت ناگوار ہوا اور صدمہ ہوا۔ آج اس فرقہ والے بھی حضور کے میلاد مبارک سے بہت جلتے ہیں یہ لوگ نام بدل کر سیرت کے نام سے جلسے کر لیتے ہیں اور اجتماع وغیرہ کے نام سے اپنے جتھوں کو اپنی برادری والوں کو بُلاتے ہیں مگر حضور کے میلاد شریف کے نام پاک سے اُن کو غصہ آتا ہے۔ اور اس کو کم از کم دل سے تو پسند نہیں کرتے۔

غرضنکہ بہنو! حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جتنی پیشین گوئیاں فرمائیں اور جتنی غیبی خبریں دیں وہ سب حرف بحرف پوری ہوئیں، ہو رہی ہیں اور قیامت تک پوری ہوتی

رہ جائیگی۔ اسی مضمون کو جناب مولانا حافظ محمد نور صاحب وارثیؒ نے جو مولانا حافظ محمد عمر صاحب وارثیؒ اس کتاب زینۃ المیلاد کے مصنف کے چھوٹے حقیقی بھائی ہیں۔ کئی پیشین گوئیاں ایک نظم میں یوں جمع فرمائی ہیں۔ سنئیے اور اپنے ایمانوں کو تازہ فرمائیے۔

جو ہونے والا ہے

خدا نے مصطفےٰ کو مومنو وہ علم بخشا ہے　　جو کچھ سب سے پوشیدہ ہے وہ اُن پر ہویدا ہے

بخاری میں حذیفہ بن یمان سے یہ روایت ہے　　کہ سب فرما دیا سرکار نے جو ہونے والا ہے

قیامت کیا جو کچھ بعد قیامت رونما ہوگا　　وہ سب آقا نے ذرہ ذرہ اُمت کو بتایا ہے

اُحد پر تھے نبیؐ ہمراہ اصحابِ ثلٰثہ کے　　اُحد کانپا تو فرمایا ٹھہر کیوں تھرتھراتا ہے

نبیؐ ۔ صدیق اور ہیں دو شہیدوں کے قدم تجھ پر　　بخاری میں مفصل واقعہ ہم نے یہ دیکھا ہے

خبر دی اے علی تم پاؤگے رتبہ شہادت کا　　لہو سے ایک دن رنگین چہرہ ہونے والا ہے

ملے گا ایک دن حسنین کو رتبہ شہادت کا　　نبی نے ماجرا رو رو کے یہ سب کو بتایا ہے

خزانہ ایک دن کسریٰ کا بانٹیں گے مسلماں سب　　سراقہ پہنیں کنگن ہاتھ میں وہ وقت آتا ہے

خبر دی سعد کو تم اس مرض سے پاؤگے صحت　　ابھی بہتوں کو تم سے نفع اور نقصان پہونچنا ہے

شفا بھی سعد نے پائی کیا فارس پہ بھی غلبہ　　ضرر اعدا کو اُن سے مومنوں کو نفع پہونچا ہے

روایت ہے یہ مسلم میں کہ جنگِ بدر سے پہلے　　رسولِ پاک نے کفار کا مقتل بتایا ہے

فلاں یاں قتل ہوگا اور فلاں یاں مارا جائیگا　　عمرؓ فرماتے ہیں ہم نے اسی جا اُس کو پایا ہے

دعائے خیر بہر نجد آقا نے نہ فرمائی　　کہا واں فرقۂ شیطان پیدا ہونے والا ہے

نصاریٰ کا چلن سیکھیں گے اکثر اُمتی میرے　　مسلمانو! یہ حالت آج سب پر آشکارا ہے

غرض جو کچھ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا
وہ اکثر پیش آیا، آرہا ہے۔ آنے والا ہے

اچھا اب اسی سلسلہ میں ایک نعت شریف اور سُن لیجئے۔ یہ بڑے مزے کی نعت پاک ہے، اور بڑی مقبول بارگاہ مصطفےٰ ہے اور کیوں نہ ہو کہی ہوئی کس کی ہے یہ کہی ہوئی ہے حضرت ابو الوقت شیر بیشۂ سنت محافظ ناموس رسول سیف اللہ المسلول مولانا مولوی شاہ محمد ہدایت رسول

صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی ہے سُنئے، سُنئے اور بڑے خلوص و محبت کے ساتھ سُنئے:۔

نعت شریف

کیسے کیسے

رسالت کے راز نہاں کیسے کیسے — تری شان سے ہیں عیاں کیسے کیسے
نبوت کے جلوے دکھلائے ہیں تو نے — عیاں کیسے کیسے نہاں کیسے کیسے
توکل، حیا، عصمت و زہد و تقوے — ترے در پہ ہیں پاسباں کیسے کیسے
غلط حرف کی طرح کٹ کٹ گئے ہیں — ترے آگے اہلِ زباں کیسے کیسے
جلالت سے تیری ہوئے گنگ شاہا — فصیحانِ جادو بیاں کیسے کیسے
ترے دشمنوں کو الم دے رہے ہیں — ترے معجزوں کے نشاں کیسے کیسے
ملے ہیں مدارج ترے خادموں کو — یہاں کیسے کیسے وہاں کیسے کیسے
تری فوج کے ترکشوں میں ہیں شاہا — دعاؤں کے تیر رواں کیسے کیسے
جھکے ہیں ترے در پہ اے سرورِ دیں — سر سرورانِ جہاں کیسے کیسے
تری نعتِ اقدس کو پڑھ پڑھ کے شاہا — مزے لوٹتی ہے زباں کیسے کیسے
تری خاکِ پا کے بناتے ہیں غازے — حسینانِ باغِ جناں کیسے کیسے
ہدایت سے تیرے ہیں ملے ہادیِ دیں — مخالف ترے بدگماں کیسے کیسے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

باب (۸)

معراج النبی صلے اللہ علیہ وسلم

مُبارک آپ کو معراج کا یا مصطفٰے سہرا — مُبارک آپ کو دیدارِ ذاتِ پاک کا سہرا
شبِ معراج سُبحان الذی اسریٰ کی کشتی میں — سجا کر حق نے بھیجا صاحب لولاک کا سہرا

وہ رات آگئی

(از معراج قدیری شارقی وارثی برادر خورد مصنف)

اب لبِ معراج پر معراج کی بات آگئی
شرح سبحان الذی کرتی ہوئی رات آگئی

ہے مکانِ اُنتہائی مرکزِ کیف و سرور
نور برساتی ہوئی اسریٰ کی برسات آگئی

منتظر تھیں جسکی حوریں خلد میں تھی جس کی دھوم
آج اے رضواں تری قسمت سے وہ رات آگئی

ہو رہے ہیں پردہ اسرار میں راز و نیاز
ناز کر لے اُمتِ عاصی تری بات آگئی

وہ سلاموں کی نبیؐ پر بارشیں ہونے لگیں
وہ لبِ کون و مکاں پر التحیات آگئی

جس سے حاصل ہو خدا کی ہمکلامی کا شرف
تاج فرقِ بندگی بن کر وہ سوغات آگئی

کیوں پریشاں ہو رہے ہو بحث علمِ غیب سے
کیا رہا جب سامنے اللہ کی ذات آگئی

بادشاہِ دو جہاں کا جس کو دامن مل گیا
دولتِ کونین اے معراج اُسے ہات آگئی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

میری محترم ماؤں اور معزز بہنو! اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ و عم نوالہ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے :۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝

یعنی پاک ہے وہ خدا جس نے سیر کرائی اپنے بندے کے ساتھ ہو کر راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک وہ مسجد کہ جس کے گرد ہماری برکتیں ہیں مطلب یہ کہ دکھائیں ہم اس پیارے بندے اپنے حبیب کو اپنی قدرت کی ضیبی نشانیاں کیونکہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے

اس آیہ کریمہ میں خداوند تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک کی معراج شریف کا ذکر فرمایا ہے یہ وہ مرتبہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو خصوصیت سے عطا فرمایا ہے۔ بہنو! اس مرتبہ کا بیان کسی انسان کیا فرشتے سے بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ بہت بڑا مرتبہ

اور بہت بڑا اور بردست معجزہ ہے جو دربار خداوندی سے ہمارے آپ کے آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب تبارک وتعالےٰ نے بخشا، یہ مرتبہ آپ کو نبوت کے بارھویں سال یعنی جب آپ کو ظاہر میں بھی پیغمبری کا منصب مل چکا ہے جب آپ کو عطا ہوا۔

بہنو! معراج شریف کا مسلسل حال تو ابھی میں آپ کو سناؤں گی مگر میرا دل چاہتا ہے کہ ابھی کچھ نکتے آپ کو سناؤں تاکہ آپ میں جو پڑھی لکھی بہنیں ہیں اور سمجھ دار ہیں اور محبت والا دل اپنے پہلو میں رکھتی ہیں وہ بھی تڑپ جائیں اور عشق رسول میں جھومنے لگیں، اور حضرت سیدنا و مولانا و مرشدنا شاہ محمد ہدایت رسول صاحب قبلہ رضی المولیٰ تعالےٰ عنہ کے یہ اشعار بے ساختہ زبان سے نکل آئیں۔

صورت تیری

جلوہ گر میم کے پردے میں ہے وحدت تیری — مصطفےٰ بن کے تو آیا ہے کہ رحمت تیری
ہوں فنا ذات میں اے بحر رسالت تیری — مجھ کو اپنی ہی نظر آتی ہے صورت تیری
جلوۂ خلق کریمی ہے کہ عادت تیری — آیۂ رحمت باری ہے کہ سیرت تیری
بھا گئی تیرے مصوّر کو جو صورت تیری — رُونمائی میں تری بخش دی اُمت تیری

اور پھر آگے کے مطلع میں حضرت مولانا اپنے آقا کی شان میں کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں کہ :۔

دل وہ پتھر ہے نہ ہو جس میں محبت تیری — آئینہ اندھا ہے جس میں ہے کدُورت تیری
ہے تری پشت پنہ، مُہر نبوّت تیری — دے رہے ہیں ترے اعجاز شہادت تیری
فرض کی خلق پہ خالق نے اطاعت تیری — جان ایمان مسلماں ہے محبت تیری
دل مرا تیرے تصوّر میں فنا رہتا ہے — میری آنکھوں میں رہا کرتی ہے صوٗرت تیری
ربِّ واحد کی قسم بڑھ گئے حد سے دونوں — قوم کے تجھ پہ ستم قوم پہ رحمت تیری
بارِ عصیاں سے قدم کو ہوئی جس دم لغزش — دست گیری کے لئے آئی شفاعت تیری

اور کیا خوب فرماتے ہیں حضرت مولانا کہ :۔

ہم ہیں اور کوچۂ سرور کی فضائے دلکش — تجھ کو رضوان مُبارک رہے جنت تیری

نقد ایمان یہاں دولتِ دیدار وہاں — حاصلِ اُمّت کو یہ دولت ہے بدولت تیری

اور سچ فرماتے ہیں مولانا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ :۔

بادۂ حُبِّ نبیؐ سے نہیں جب تک مخمور — زاہد خشک جنوں ہے یہ عبادت تیری

تجھ کو مدّاح نبیؐ کہہ کے پکاریں قدسی — اللہ اللہ ہد آیت یہ کرامت تیری

عکس نورِ رُخ ہادی ہے ہدایت تجھ میں
کیوں نہ گمراہوں کے دل میں ہو کدورت تیری

خواہرانِ ملّت! میں نے آپ کو ایک ولی کامل ایک عاشق رسول ابوا لوفت تیر بیشہ سُنّت کی لکھی ہوئی نعت شریف تو سُنا دی جس کو آپ نے بڑی محبّت سے جھوم جھوم کر مستانہ وار سُنا۔ اب آپ کو چند نکات سُناتی ہوں سُنئے اور خوش ہو جیئے۔

شبابِ نبوّت

نکتہ :۔ نبوت کے بارھویں سال آپ کو مرتبہ معراج شریف کیوں عطا ہوا۔ اس میں ایک مصلحت یہ بھی تھی کہ آپ کو نبوت ظاہری کا مرتبہ چالیس سال کی عمر میں ملا۔ اور ترسٹھ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ چالیس سے ترسٹھ تک تیئیس سال ہوئے تیئیس کے آدھے ساڑھے گیارہ سال ہوئے بس یہی معراج کا سال مقرر ہوا۔ جو عین نبوت کے شباب کا زمانہ تھا۔

نکتہ :۔ اور ستائیس تاریخ میں بھی ایک نکتہ تھا وہ یہ کہ چونکہ آپ کی ولادت شریف بارہ ربیع الاول کو ہوئی جس کے لحاظ سے ہر ماہ کی گیارھویں کو مہینہ پورا ہوتا ہے اور مہینہ کا نصف حصّہ ستائیس کو ہوتا ہے۔ لہذا ستائیس تاریخ کو ربّ العزت نے آپ کو یہ مرتبہ عطا فرمایا۔

اب ذرا میری بہنیں کچھ اُس آیت کے متعلق سُنیں جو میں نے شروع میں آپ کے سامنے پڑھی ہے۔ اس آیۂ کریمہ میں پروردگارِ عالم نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعۂ معراج کا ذکر فرمایا ہے اور قصۂ معراج کو لفظ سُبحان سے شروع فرمایا ہے۔

لفظ سُبحان میں نکتہ

بات یہ ہے کہ بعض دہریے اس قصۂ معراج کو خلاف عقل سمجھ کر نہیں مانتے اور طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں حالانکہ معجزہ اگر خلاف عقل نہ ہو تو معجزہ کیوں کہا جائے اس لیئے خداوند تعالیٰ نے لفظ سُبحان سے آغاز فرمایا کہ وہ خدا جس نے اپنے محبوب کو یہ معجزہ عطا فرمایا ہے تمہارے تمام اعتراضوں سے پاک و منزہ ہے۔

لفظ اَسریٰ میں دوسرا نکتہ

اَسریٰ کے معنی رات کی سیر کے ہیں۔ لَیلاً کو اس کا ظرف کیا تاکہ یہ شبہہ نہ رہے کہ یہ واقعہ دن کا ہے۔

اَسریٰ میں دوسرا نکتہ

جماعت شیطانی یہ اعتراض کرتی ہے کہ حضورؐ مع جسم کے کیونکر تشریف لے گئے۔ خداوند تعالیٰ نے اس لفظ میں یہ جواب دیا ہے کہ اے اعتراض کرنے والو! اگر تم کو میرے حبیب نور مجسم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نورانی جسم کے ساتھ تشریف لے جانے میں تردد ہے تو لے جانے والے کی قدرت کو دیکھو کہ میں تو قادر ہوں مجھ کو تو اپنی ذاتی قدرت حاصل ہے۔

بِعَبدِہٖ کی ب میں نکتہ

بِعَبدِہٖ میں بائے مصاحبت بڑھا کر یہ ثابت فرمادیا کہ لے جانے والا خود جانے والے کے ساتھ تھا۔ اور حضور تو اکثر یہ دعا بھی فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ۔ یا اللہ تو ہی سفر میں میرا ساتھی ہے۔

اور سفر معراج تو خاص سفر تھا۔ پھر بھلا آپ کا رب اس سفر میں آپ کے ہمراہ کیوں نہ ہوگا۔

عَبدِہٖ میں نکتہ

عبد اس لئے فرمایا کہ حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مرتبۂ عبدیت بہت ہی محبوب تھا۔

حضور نبی عبد ہیں

ایک بار خداوند تعالےٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب آپ نبی عبد بننا چاہتے ہیں یا نبی بادشاہ: آپ نے عرض کیا کہ مجھے نبی عبد ہونا پسند ہے۔ لہذا جو لقب آپنے پسند

فرمایا ہے اُسی لقب سے خدا نے آپ کو یاد فرمایا۔[1]

حضور ہی عبد خاص ہیں

اور سچ تو یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللہِ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ۔ یعنی میں خدا کے نور سے ہوں اور سب مخلوق میرے نور سے۔ اس اعتبار سے خداوند تعالےٰ کے عبد خاص حضور ہی ہیں جو بغیر کسی وسیلہ اور ذریعہ کے بلا واسطہ خدا کے بندے ہیں، باقی جتنے بندے ہیں وہ سب حضور کے وسیلہ سے خُدا کے بندے ہیں اس لئے آپ کو عبد کہہ کر مخاطب فرمانا گویا آپ کے مرتبہ خاص کا اظہار فرمانا تھا۔

عبد میں خاص نکتہ

بہنو! پروردگار دو عالم نے لفظ عبد اس لئے ارشاد فرمایا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اتنے بڑے زبردست اور بلند درجات کے باوجود بھی عبد عبد رہا اور معبود معبود رہا یہ فرق نہیں اُٹھا۔

اب بہنو! میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ معراج کے لئے اللہ تعالےٰ نے رات کا وقت کیوں مقرر فرمایا۔ اس کے بیبے میں آپ کو حضرت مولانا شاہ حافظ محمد عمر صاحب وارثی نے جو ایک نظم لکھی ہے بس وہی آپ کو سُناتی ہوں۔ سُنئے، آپ فرماتے ہیں۔

کس واسطے اللہ نے کی رات مقرر

ہو مومنوں کو غیب پہ ایمان فزوں تر — اس واسطے اللہ نے کی رات مقرر
برسوں سے جہاں میں شبِ تاریک تھی مضطر — اس واسطے اللہ نے کی رات مقرر
خورشید کو بھی طاقتِ دیدار نہ دم بھر — اس واسطے اللہ نے کی رات مقرر
اک چرخ پہ ہوتے نہیں دو مہر منوّر — اس واسطے اللہ نے کی رات مقرر
تھا دیکھنا واللیل میں والشمس کا منظر — اس واسطے اللہ نے کی رات مقرر
محفل میں ضیاء شمع کی ہے رات کو بہتر — اس واسطے اللہ نے کی رات مقرر
سوتے ہوؤں کے بخت بھی بیدار ہوں یکسر — اس واسطے اللہ نے کی رات مقرر
تاروں کے نصیبوں کا بھی تابندہ ہو اختر — اس واسطے اللہ نے کی رات مقرر

---

[1] تفسیر قادری۔ پارہ پندرہ۔

ابو بکر صداقت میں عمر سب سے ہوں بڑھ کر   اس واسطے اللہ نے کی رات مقرر

رات کی ایک خاص حکمت

میری پیاری بہنو! قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی شفیق باپ کا ارادہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کے لئے ضروری سامان لائے لیکن وہ یہ جانتا ہے کہ اگر میں اُن کے سامنے جاؤں گا تو وہ بھی ضد کریں گے اور چلنے پر مُصر ہوں گے اور جہاں تک مجھے جانا ہے وہاں تک یہ پہونچنے سے عاجز ہیں۔ تو وہ پہلے اپنے بچوں کو آرام سے سُلادیتا ہے پھر آہستہ آہستہ جاتا اور تمام نعمتیں لے کر واپس آجاتا ہے وہ سب سوتے کے سوتے رہتے ہیں۔ جب جاگتے ہیں تو اُن چیزوں کو پاکر بہت خوش ہوتے ہیں۔

بلا تشبیہ۔ حضور تو ماں باپ سے زیادہ اُمّت کے چاہنے والے ہیں آپ کی محبت تو کبھی اس کو گوارا نہ کرتی کہ سب کو چھوڑ کر اپنے دوست حقیقی کے وہاں روانہ ہو جائیں اور محبت والے تڑپتے ہی رہیں۔

اور خداوند تعالےٰ جو حضور کے چاہنے والوں کا چاہنے والا ہے کب اس کو پسند فرماتا ہے کہ میرے محبوب تو میرے حریم ناز میں جلوہ گر رہیں اور محبوب کے چاہنے والے مبتلائے درد جگر رہیں۔ اس لئے رات کو بُلایا سب کچھ عطا فرمایا۔ یہاں سونے والے سوتے رہے لیکن بخت جاگتا رہا۔ یہ محو خواب رہے وہ محبوب گنہ بخشواتا رہا۔ اور جب صبح ہوئی تو نماز اور سلام کے تحفے، مغفرت کی خوشخبریاں اور چاہنے والوں کے لئے دوزخ سے آزادی کا پروانہ لے کر آچکا تھا۔ بقول عاشق نامی گرامی حضرت ملا جامی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ۔

چو پوشید از کرامت خلعت خاص   بیامد باز پس با گنج اخلاص

خلائق را براہ شادی آورد   ز دوزخ نامۂ آزادی آورد

بہنو! دل تو یہ چاہتا ہے کہ آیۂ کریمہ کے ہر ہر حرف کے متعلق خوب خوب نکات بیان کئے جائیں مگر چونکہ اختصار مدِ نظر ہے اس لئے بس انھیں چند باتوں پر اکتفا کرتے ہوئے آگے سلسلۂ واربیان معراج شریف سُنا کر اس باب کو ختم کرتی ہوں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

قدرت کے کارخانوں اور دفتروں میں چھٹی

وہ سرورِ کشورِ رسالت جب عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے سامان عرب کے مہمان کے لئے تھے
بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

مسلمانو! رجب کی ستائیس تاریخ ہے دوشنبہ کی رات ہے۔ اللہ کے پیارے محبوب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُمِ ہانی کے مکان میں آرام فرما رہے ہیں کہ حضرت جبرئیل کو حکم ہوتا ہے کہ اے ملک مقرب جاؤ اور تمام کائنات میں آج تعطیل کا اعلان کردو۔ کوئی بھی حکم ثانی تک جنبش نہ کرے۔ چاند۔ سورج۔ ہوا پانی مٹی آگ ہر چیز اپنی اپنی جگہ ساکت رہے اور جبرئیل تم فوراً جنت میں جاؤ۔ وہاں سے ایک براق آراستہ و پیراستہ لے کر میرے محبوب کے در دولت پر حاضری دو۔ اور ان کو نہایت ادب تعظیم سے میری دعوت کی خوشخبری سناؤ۔

بُراق کی محبت

حضرت جبرئیل بفرمان ربِ جلیل باغ جنت میں پہونچے۔ دیکھا تو وہاں صدہا براق سبزہ گاہ جنت میں چر رہے ہیں مگر ایک براق سر جھکائے چپ چاپ کھڑا ہے۔ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ حضرت جبرئیل نے پوچھا کہ اے براق تو کیوں غمگین ہے بولا کہ اے ملک مقرب

کہیں کیا کس کے دردِ عشق میں جان سے گذرتے ہیں
لقب جن کا حبیبِ کبریا ہے اُن پہ مرتے ہیں

چونکہ ہر جگہ قدر اہلِ محبت کی ہے حضرت جبرئیل نے بھی اُسی عاشق صادق کو دوسرے براقوں پر ترجیح دی اور جنت کے بہترین زیورات سے آراستہ فرما کر سرکارِ دوعالم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے ؎۱

براق کی آمد

آیا براق یوں دُلہن آتی ہے جس طرح — تصویر آہوئے ختن آتی ہے جس طرح
تھم تھم کے نکہتِ چمن آتی ہے جس طرح — یا شمع سوئے انجمن آتی ہے جس طرح

باہم طیور کہتے تھے کبکِ دری ہے یہ
حوریں پکارتی تھیں کہ بیشک پری ہے یہ

اختر خجل تھے زین جواہر نگار سے — ذرّوں نے حُسن پائے تھے تارے غبار سے
تھمتا تھا کب سوار مراحت شعار سے — گردن میں ہاتھ باگ نے ڈالے تھے پیار سے

نازاں تھا اپنے بخت کے پائے کو دیکھ کر
بل کھا رہا تھا خاک یہ تارے کو دیکھ کر

ادبِ رسول

حضرت جبرئیل نے دیکھا کہ سرکار آرام فرما رہے ہیں خیال کیا کہ اگر جگاتے ہیں تو بے ادبی کا خطرہ ہے ورنہ تاخیر کا اندیشہ ہے۔ اللہ اللہ کیا شان ہے سرکارِ دوعالم کی کہ جبرئیل بھی یہاں متوجبِ تفکر ہیں۔ آخر کار جبرئیل علیہ السلام نے دربارِ احدیت میں عرض کی کہ بارِ الٰہا تیرا محبوب پیارا خواب ناز میں ہے حکم ہوا کہ اپنے رخسار میرے محبوب کے نازک تلووں سے ملو۔ جبرئیل نے اپنی خوش نصیبی پر بڑا فخر کیا اور اسی طریقہ سے حضور کو بیدار کیا ؎۲ اور دعوت بارگاہ کا راحت فزا مژدہ سنایا۔ حضور بہت خوش ہوئے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام

؎۱ بخاری اور نسائی وغیرہ از تفسیر قادری ؎۲ تفسیر قادری۔

آپ کو مسجد حرام میں لانے حضرت میکائیلؑ نے آب زمزم سے طشت زریں بھرا۔ اور آپ کے سینۂ اقدس کو چاک کر کے قلب اطہر کو معانی وحکمت سے لبریز فرما کر پھر اسی مقام پر جلوہ دیا۔

سرکار دولہا بن رہے ہیں

پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو غسل دیا اور حلۂ جنت سے آراستہ کیا اس وقت مسلمانوں کیا شان بیان کی جائے اللہ کے پیارے محبوب کی کیا نور علیٰ نور کا دلربا منظر تھا۔ وہ کیسا جانفزا سماں تھا۔ کاش کبھی خواب میں ہی وہ نقشہ نظر آتا تو روح کو سکون حاصل ہوتا ہے

خدا ہی دے صبر جانِ پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب اُن کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

حرم کا عالم

اور خانۂ کعبہ کا عالم کیا بیان کروں بہنو! دل بے قرار ہوا جاتا ہے۔

نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پہ آنچل تجلّی ذات بحت کے تھے

اور اب زیادہ کیا کہوں بس بہنو یہ عالم تھا کہ:۔

خوشی کے بادل امنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آرہے تھے

اتار کے ان کے رخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا۔
کہ چاند وسورج مچل مچل کے جبیں کی خیرات مانگتے تھے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے

بیچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن

جنھوں نے دولھا کی پائی اُترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن

مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

سُرمگیں آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی

جس وقت اللہ کے پیارے حبیب نے براق کو آراستہ و پیراستہ سواری کے لئے حاضر دیکھا تو رونے لگے۔ ارشاد باری ہوا کہ اے جبریل میرے پیارے سے سبب رونے کا پوچھو۔ جبریل نے دریافت کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اے ملک مقرب مجھے تو آج میرے پروردگار نے یہ بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ کونین کا دولھا بنایا ہے۔ خود میری ملاقات کا منتظر ہے۔ براق سواری کو حاضر ہے۔ مگر مجھے اپنی امت کا خیال آرہا ہے۔ کہ کل قیامت کے دن جب گناہوں کا بوجھ سر پر لادے اپنی اپنی قبروں سے نکلے گی۔ اور ہزاروں برس کی راہ پل صراط کی طے کرے گی اس بیچاری کے لئے کیا انتظام ہے۔ جناب باری کا ارشاد ہوا کہ اے جبریل میرے محبوب سے کہہ دو کہ جس طرح آپ کے در دولت پر بُراق بھیجا ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن آپ کے ہر چاہنے والے اُمتی کی قبر پر ایک ایک بُراق بھیجوں گا جس پر سوار ہو کر وہ بہ آسانی راہِ صراط کرے گی۔ اے میرے محبوب آپ کیوں رنجیدہ ہوتے ہیں۔ حضور یہ پیغام مسرت کو سن کر بُراق کی طرف متوجہ ہوئے ؎

ابھی نہ آئے تھے پشتِ زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلک

صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے

بُراق کی شوخیاں اور حال وقال

میری نیک بہنو! براق آپ کا عاشق صادق جب یہ خیال کرتا ہے کہ ہائے ایک وہ دن تھے کہ میں فراق کے صدمے اٹھا رہا تھا۔ جنت میں رہ کر اشک حسرت بہا رہا تھا۔ اور

ایک مبارک گھڑی آج ہے کہ وہ نورانی قدم مجھ کو سرفراز فرمانے والے ہیں۔ میری پشت پر تشریف لا رہے ہیں۔ بس بُراق کی عجب حالت ہوجاتی ہے۔ جیسے کسی سچے صوفی پر وجد طاری ہوتی ہے اور وہ رقص میں آجاتا ہے اسی طرح براق بھی جوش میں آکر اچھلنے کودنے لگا[۱] حضرت جبرئیل نے ایک توجہ خاص کی نظر اس پر ڈالی اور فرمایا کہ ہائیں ہائیں یہ کیا کرتا ہے "ادب کر ادب کر" جانتا ہے کہ یہ کون تیری پشت پر سوار ہونے والے ہیں۔ براق فوراً عالم جذب سے مرتبۂ سلوک میں آگیا۔ بجائے حال کے قال کی طرف متوجہ ہوا۔ اور عرض کرنے لگا کہ اے محبوب باری میری ایک آرزو ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بیان کر پوری کی جائے گی۔ عرض کیا کہ حضور قیامت کے دن ہزاروں بُراق آپ کی سواری کے مشتاق خدمتِ اقدس میں حاضر ہوں گے۔ سرکار اس روز بھی مجھی پر نظر کرم فرمائیں۔ مجھی کو اپنی سواری سے سرفراز فرمائیں۔ حضور نے اس طالب صادق کی تمنائے قلبی پوری کرنے کا وعدہ فرمایا۔ براق کو سکون ہوا اب سرکار دوعالم بڑی شان و شوکت سے براق پر سوار ہوئے وہ منظر بھی ایک عجیب منظر تھا

مبارک ہو کہ آقا رتبۂ معراج پاتے ہیں
گنہ امت کے بخشانے خدا کے پاس جاتے ہیں

بڑھانے عرش کی عظمت مع نعلین جاتے ہیں
ملائک آسمانوں کو بصد خوبی سجاتے ہیں

ہیں میٹھی نیند میں حضرت مکان ام ہانی میں
زبانِ جبرئیل بلکہ ان کو نیند سے جگاتے ہیں

نبی بیدار ہو کر حال استفسار کرتے ہیں
خدا کے دید کی جبرئیل خوشخبری سناتے ہیں

طہارت کے لئے اک دم میں منگایا جنت سے
تجلی طشت زریں میں زمزم بھر کے لاتے ہیں

ہوا غسل و وضو اور انشراح قلب نورانی
نبی کو حضرت جبرئیل اب دولہا بناتے ہیں

براق آراستہ پیراستہ دیکھا ہے حضرت نے
ہے امت یاد آئی آنکھوں سے آنسو بہاتے ہیں

بہر تقدیر جب امت کی بخشش کا ہوا وعدہ
تو آقا بہر رخصت اپنے قدموں کو اٹھاتے ہیں

بُراق ایسا خوشی سے اے آثم بالیدہ ہوتا ہے
کہ جبرئیل امیں در پا ادب اس کو پڑھاتے ہیں

۱ ـ طبرانی اور بیہقی و ترمذی و ابوداؤد وغیرہ

یہ چھوٹ پڑتی تھی اُن کے رُخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمین پر رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آتے اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

کونین کے دُولہا کی بارات

الغرض ستر ہزار فرشتے آگے ستر ہزار پیچھے داہنی طرف[۴] جبریل علیہ السلام رکاب تھامے بائیں طرف میکائیل باگ پکڑے قدم قدم پر نوری شمعیں دکھاتے سیر کراتے بنا بنایا آمد آمد سناتے حضور جو پوچھتے وہ بتاتے بڑے تزک و احتشام اور بڑی شان و عظمت سے لئے جا رہے تھے۔

اُٹھی جو گردِ رہِ منور وہ نور برسا کہ راستے بھر
گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل اُمنڈ کے جنگل اُبل چکے تھے

مقاماتِ مُقدّسہ کا احترام

الغرض اسی شان و شوکت سے سرورِ دو عالم نورِ مجسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سواری روانہ ہوئی اور کھجور[۵] کے بن میں پہونچی حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ یہ مقام مدینہ طیبہ ہے آپ یہاں نماز ادا فرمائیں یہی حضور کی ہجرت گاہ و یہی آخری خواب گاہ ناز ہے۔ آپ نے نماز ادا فرمائی۔

کوہِ طور

پھر کچھ اور آگے بڑھے حضرت جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ یہاں بھی نماز پڑھئے یہ وہ متبرک جگہ ہے جہاں حضرت کلیم اللہ نے اپنی لاٹھی مار کر دریا جاری کر دیا تھا۔ اور آگے

---

۴ طبرانی و ابن مردویہ وغیرہ ۵ طبرانی وغیرہ

بڑھ کر پھر درخواست کی کہ یہاں بھی نماز ادا فرمائیے یہ مقام کوہ طور ہے۔

مشاطہ کا مزار

پھر جو سواری آگے بڑھی تو بکثرت خوشبو کی لپٹیں آنے لگیں۔ حضرت جبرئیل نے کہا کہ حضور یہاں بھی ذرا ٹھہریں یہ وہ جگہ ہے جہاں فرعون کی لڑکی کے سر میں کنگھی چوٹی کرنے والی ایک مشاطہ کا مزار ہے۔ حضور نے اس کی بھی زیارت فرمائی۔

ہنوا یہ وہ نیک بخت خاتون تھیں جن سے فرعون کہتا تھا کہ میرا انبعطانی مذہب قبول کر اور مجھ کو خدا مان لے مگر وہ نہ مانیں اور دین برحق کو نہ چھوڑا خدا سے منھ نہ موڑا یہاں تک شیطان کے مصنوعی خدا نے اُن کو اور ان کے ایک بچے کو دیگ میں ڈال کر پکوا ڈالا۔

مجاہد کی مثال

پھر آپ نے ایک ایسے گروہ کو دیکھا جو کاشتکاری کرتے ہیں اور بونے کے ساتھ ہی فوراً کھیت تیار ہو جاتا ہے وہ ایک دانہ بوتے اور ہزار دانے پاتے ہیں۔ حضور نے پوچھا یہ کون خوش نصیب لوگ ہیں جبرئیل نے کہا کہ اللہ کے واسطے جہاد کرنے والے لوگ ہیں۔ حضور نے کفار سے مقابلہ کیا اور سب سے بڑا جہاد یہ کہ اپنے نفس سے مقابلہ کیا اسی کو مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

زنگ دل از صیقل لا پاک کن　　　　سینہ از تیغ محبت چاک کن

بے نمازیوں کا حشر

اور ایک قوم کو حضور نے دیکھا ان کے سروں پر گرز مارے جاتے اور پتھروں سے کچلے جاتے ہیں اور پھر اصلی حالت پر آجاتے ہیں۔ یہ لوگ بڑی ذلیل و خوار حالت میں نظر آئے حضرت جبرئیل نے کہا کہ یہ بے نمازی لوگ ہیں[۲]

[۱] امام احمد نسائی بیہقی وغیرہ۔ قصے کے راوی ہیں [۲] ابوعیلی ابن جریر ابن ابی حاتم ابن عدی ابن مردویہ وغیرہ

زکوٰۃ نہ دینے والے

ایک مقام پر ایسے لوگ بھی نظر آئے جو برہنہ جسم ہیں صرف لنگوٹیاں باندھے ذلت و خواری میں پڑے ہوئے زخموں کا پیپ اور نہایت بدبودار کھا رہے ہیں پوچھا اے جبرئیل یہ کون منحوس ہیں۔ عرض کیا حضور یہ زکوٰۃ نہ دینے والے کنجوس ہیں۔

بدکاروں کا انجام

کچھ مردوں اور عورتوں کو دیکھا کہ وہ پاکیزہ طاہر اعلیٰ درجہ کا حلال گوشت پکا ہوا چھوڑ کر نجس و ناپاک سڑا ہوا حرام گوشت کچی نوچ نوچ کر کھاتے ہیں جبرئیل ؑ نے عرض کیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی حلال بیویوں کو چھوڑ کر پرائی عورتوں سے دل خوش کیا کرتے تھے اور عورتیں بھی وہ ہیں جو اپنے شوہروں کو چھوڑ کر غیر مردوں سے منہ کالا کیا کرتی تھیں۔ معاذ اللہ۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ یہ بدکار لوگ ایک ایسے آگ کے تنور میں جلتے نظر آئے جس کا منہ اوپر سے چھوٹا تھا۔ جب جلتے جلتے ابلتے ہوئے اوپر آجایا کرتے تھے تو نکل نہیں پاتے تھے۔ بڑی دشواری میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو محفوظ رکھے یہ سخت گناہ کبیرہ ہے قرآن پاک میں اس کے قریب جانے سے منع فرمایا گیا ہے۔

ڈاکو اور چور

حضور نے چور اور ڈاکوؤں کے ایک گروہ کو بھی دیکھا کہ خاردار لکڑیوں پر سے گزارے جا رہے ہیں۔

سود خورے

پھر حضور آگے بڑھے تو ایک خون کی نہر دیکھی جس میں لوگ پیر رہے ہیں اور پتھر اور مٹی وغیرہ کھا رہے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ سود خوار ہیں دنیا میں ایک ایک کے دو دو بناتے تھے۔

امانت میں خیانت کرنیوالے

ایسے لوگ بھی پیش فرمائے گئے جو بوجھ کے گٹھے باندھتے تھے اور اُن کو اٹھانے کی قوت نہ رکھتے تھے لیکن پھر بھی اس میں بوجھ کا اضافہ کرتے جاتے تھے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ مثال اس کی ہے جو لوگوں کی امانتیں رکھنے کا شائق ہے اور ان کو ادا کرنے کی قوت نہیں رکھتا۔ لیکن اور زیادہ سے زیادہ رقم لوگوں کی جمع کرنے کی فکر میں ہے آج کل ایسے لوگ بہت پائے جاتے ہیں۔ خاص کر ہنو انجمنوں کے خزانچی، مسجدوں کے متولی اور وقف جائدادوں کے امین اکثر اس مرض میں بہت مبتلا نظر آتے ہیں کہ امانت کا مال گویا شیر مادر سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کی رقم ایسی ہضم کرتے ہیں کہ ڈکار تک نہیں لیتے۔

بدمذہب عالم اور بے عمل تبلیغی

خود را نصیحت دیگراں را نصیحت

حضور نے کچھ ایسے لوگوں کو بھی دیکھا کہ ظاہر میں بڑے مقطع چقطع لمبی داڑھی چھوٹی مونچھ اونچے پاجامے نیچے کرتے بدعقیدہ اور بدعمل چلے ہیں۔ تبلیغ کرنے ان کی زبانیں قینچیوں سے کاٹی جاتی ہیں اور پھر اپنی حالت پہ آجاتی ہیں برابر اسی عذاب شدید میں مبتلا ہیں۔ جبرئیل نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ یہ آپ کی اُمت کے واعظ اور تبلیغی مُلّا ہیں جو دوسروں کو تو خوب زور شور سے کچھے دار تقریریں سُنا کر بُرے کاموں سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں اور خود انھیں برائیوں میں مبتلا رہتے ہیں۔

چغلخور اور باتونی

حضور نے اسی سلسلہ میں یہ بھی ملاحظہ فرمایا کہ کچھ لوگ ناخنوں سے اپنا منھ چھیل رہے اور حرام کاروں سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا ہیں اور کچھ لوگوں کی مثال یہ ہے کہ جیسے چھوٹے سوراخ سے بیل نکل کر پھر اس میں جانا چاہتا ہو اور نہ جا سکتا ہو۔

جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ خیلخور اور بانونی لوگ ہیں جو منہ میں آیا کہہ گذرے اب نہ وہ بات پلٹ سکتی ہے نہ اُن کا عذاب کٹ رہا ہے۔

کانا دجّال

غرض کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام واقعات کا مشاہدہ فرمانے اور بڑے بڑے عجائبات وغرائبات ملاحظہ کرتے ہوئے چلے جارہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں آپ نے کانے دجال کو بھی دیکھا مگر اُدھر توجہ نہ فرمائی پھر دنیا کو بناؤ سنگار کئے گہنا پہنے اتراتے ہوئے ملاحظہ فرمایا اور اس کے پکارنے کو بھی سنا مگر متوجہ نہ ہوئے۔ سب سے زیادہ خاص بات یہ کہ

شیخ نجدی عبد کفور

یعنی شیطان بھی ایک جگہ نالہ کناں نظر آیا۔ حضرت جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کا بڑا پکا دشمن ہے شروع سے آپ کے نور کی تعظیم سے انکار کرنے والا۔ حضرت آدم کو جنت سے نکلوانے والا۔ بدکاروں کا سرغنہ جس نے آج دنیا کو گمراہ کر رکھا ہے اور ایک مستقل جماعت عبدالطاغوت کی اہل حق کے مقابلے کے لئے بنا رکھی ہے حضور نے نہایت ہی نفرت کے ساتھ اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور آگے کو سواری روانہ ہوئی۔ یہاں تک کہ سرکار والا تبار بیت المقدس تک پہونچ گئے اور انبیا علیہم السلام کے مزارات کی زیارت فرمائی سب قبر والوں سے ملاقات فرمائی۔ اے کاش ہم بھی اس مقدس خاک راہ سے کبھی سرفراز ہوتے

غبار بن کر نثار جائیں کہاں ہم اُس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

مزاروں پر نور کی بارش

جب حضور بیت المقدس تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ مسجد کے داہنے اور بائیں طرف

ف۱ امام احمد وغیرہ راوی ہیں۔ ف۲ امام احمد وغیرہ تفسیر قادری ف۳ درمنثور اور تفسیر قادری دیکھو۔

نور کی بارش ہو رہی ہے۔ پوچھا کہ اے جبرئیل یہ انوار کیسے ہیں عرض کیا یا رسول اللہ داہنی طرف حضرت داؤد کی محراب ہے اور بائیں جانب حضرت مریم صلواۃ اللہ علیہا کا مزار پُر انوار ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیا کے مزارات پُر نور برسا کرتا ہے ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص بارش کی جگہ جائے گا تو بشرطیکہ اپنے کو چھتری یا برساتی وغیرہ سے نہ چھپائے ضرور بھیگ جائے گا اور بچاو کرنے پر بھی بوچھار سے نہ بچ سکے گا۔ اسی طرح جہاں نور کی بارش ہو رہی ہے وہاں جانے یعنی بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضر ہونے سے ہزار سیہ کاروں کے پردوں میں چھپا ہوا ہونے کے باوجود کچھ نہ کچھ رحمتِ خداوندی کی پھوہار سے مسلمان ضرور زائر تر ہو جاتا ہے بفضلِ رحمان سے محروم نہیں رہتا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

انبیاء کی امامت

شبِ معراج امامت انبیا کی کس نے فرمائی　　مرے سرکار یہ بھی آپ ہی کے سر رہا سہرا

پھر آپ مسجد میں اس مشرقی دروازہ سے جو بابِ محمدی کے نام سے مشہور ہے داخل ہوئے اور براق کو دروازہ کی زنجیر سے باندھ دیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے براق باہر سے کھول کر اندر صخرہ سے لا کر باندھا۔ صخرہ ایک پتھر ہے بیت المقدس میں جو ہوا پر قائم ہے حضرت جبرئیل نے ہاتھ سے سوراخ کر کے اس میں براق کو باندھا۔ پھر حضور نے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا فرمائی۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ساری مسجد بھری نظر آئی۔ جملہ انبیا علیہم السلام حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ تک جس قدر بھی ہوئے ہیں سب مسجد میں جمع ہو گئے پھر موذن نے اذان کہی اور صفیں درست ہوئیں۔ اب سب اِس بات کے منتظر ہیں کہ دیکھیں امامت کون کرتا ہے۔ حضور بھی جلدی سے خود آگے نہیں بڑھے۔ مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کا دستِ مبارک پکڑ کے آگے بڑھایا۔ اور عرض کیا کہ سوائے آپ کے دراس کا اہل کون ہے۔ حضور نے دو رکعت نماز امام ہو کر ادا فرمائی۔ اللہ اللہ یہ رتبہ عالی ہے جناب

لہ ترمذی۔ ٢ یعنی اعلان کیا۔

سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا اور یہ ہی منظور تھا خدائے قدوس کو کہ سارے انبیاء علیہم السّلام دیکھ لیں کہ میرے پیارے کی کیا شان ہے۔

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سِرّ عیاں ہوں معنی اوّل آخر

کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

نماز کے بعد تمام انبیاء علیہم السّلام سے ملاقات ہوئی سب نے اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف بیان کی آخر میں خود سرکارِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مختصر لیکن نہایت ہی جامع تقریر فرمائی۔

انبیاءؑ کے جلسہ میں حضورؐ کی زبردست تقریر

آپ نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے آپ حضرات نے خوب خوب اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی اب میں بھی آپ کو اپنے رَبّ کی تعریف و توصیف سُنانا اور آپ کو اپنے مدارج و مراتب سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔

سب حمد و ثنا اُس اللہ تعالےٰ جلّ شانہ وعمّ نوالہ کے لئے ہے جس نے مجھ کو رحمتِ عالم بنا کر بھیجا۔ اور مجھ پر قرآن پاک نازل فرمایا۔ میری اُمّت کو سب اُمتوں سے بہترین بنایا یہ وہ اُمّت ہے جو سب اُمتوں سے پہلے جنت میں جائے گی۔

گو کہ سب کے بعد دنیا میں آئی ہے۔ اور میرا سینہ کشادہ فرمایا گیا اور مجھے معصوم بنایا۔ اور میرا نام اِس طرح بلند فرمایا کہ جہاں کہیں میرے رب کا نام ہے وہاں میرا بھی نام موجود ہے مجھے سب سے مقدم کیا اور مجھ پر نبوت و رسالت ختم فرمائی۔[1]

والحمدللہ ربّ العالمین۔

اس مبارک تقریر کو سُن کر حضرت ابراہیم بے ساختہ بول اٹھے کہ انھیں صفات کی وجہ سے آپ کا مرتبہ سب سے بلند و بالا ہے۔

---

[1] بزار وحاکم وبیہقی از تفسیر قادری۔

معراج کیا چیز ہے؟

محدثین نے روایت کی ہے کہ معراج چاندی سونے کے ایک زینے کا نام ہے۔ یہ وہ چیز[1] ہے جس پر مرنے کے بعد انسان کی روح آسمان کی طرف عروج کرتی ہے۔ بلکہ اس حسین معراج کو دیکھنے کے لئے بعض میت کی آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔ حضور اس لئے معراج پر جلوہ فرما ہوئے تاکہ وہ بھی نورِ قدم سے منور ہو جائے۔ اور ان قدموں کی برکت سے اُمّت کی روحوں کو عروج آسان ہو۔

آسمان کا ستارہ چمکا

الغرض حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس سے آسمان کی جانب بڑی دھوم دھام سے روانہ ہوئے۔

زمین و آسمان کا دلچسپ مکالمہ

لکھا ہے کہ ایک بار زمین و آسمان میں بڑی دلچسپ اور گرماگرم بحث چھڑی جس میں دونوں نے اپنے اپنے مراتب کے اسباب بیان کرنا شروع کیے۔

فلک بولا کہ مجھ پر مہر و مہ دو نور افشاں ہیں ۔۔۔ زمیں بولی ہزاروں چاند سورج مجھ میں پنہاں ہیں
فلک بولا کہ نیلا رنگ میرا کیا ہی پیارا ہے ۔۔۔ زمیں بولی کہ میرا سبزہ بھی کیا ہی دل آرا ہے
فلک بولا ہے مجھ کو ناز اپنی سربلندی پر ۔۔۔ زمیں بولی کہ سر جھکتے ہیں سب کے میری پستی پر
فلک بولا کہ مجھ سے عام بارش ہے زمانے میں ۔۔۔ زمیں بولی کہ میں بھی ہوں سخی میوے کھلانے میں
فلک بولا مرا رنگِ شفق سے سرخ دامن ہے ۔۔۔ زمیں بولی بہارِ گل سے خنداں میرا گلشن ہے
فلک بولا کہ سُن مجھ پر فرشتوں کی جماعت ہے ۔۔۔ زمیں بولی کہ جب انسان کو سب پر فضیلت ہے
فلک بولا کہ مجھ پر قطب ہے عقدِ ثریا ہے ۔۔۔ زمیں بولی کہ قطب و غوث کا مجھ پر بھی جلوا ہے
فلک بولا ہے زیبا پنج رنگی کہکشاں مجھ پر ۔۔۔ زمیں بولی ہیں اعلیٰ پنجتن کی ہستیاں مجھ پر

[1] دیکھو تفسیر قادری پارہ پندرہ۔

فلک بولا فرشتے چار ہیں حق کے ولی مجھ پر　　زمین بولی ہیں بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علےؓ مجھ پر
فلک بولا مری زینت بڑھی ہے بارہ برجوں سے　　زمین بولی مجھے عزت ملی بارہؓ اماموں سے
فلک بولا ہے عرش و کرسی و لوح و قلم مجھ پر　　زمین بولی کہ ہے مکہ، مدینہ، اور حرم مجھ پر

فلک بولا عمر مجھ پر ہے روح اللہ کا مسکن
زمین بولی کہ مجھ پر ہے حبیب اللہ کا مسکن

زمین بولی سرور ہیں مجھ پر کہ تجھ پر　　وہ عالم کے رہبر ہیں مجھ پر کہ تجھ پر
ہوئے نور سے جن کے پیدا دو عالم　　وہ محبوب داور ہیں مجھ پر کہ تجھ پر
صداقت سے جن کی ہے معمور عالم　　وہ صدیق اکبرؓ ہیں مجھ پر کہ تجھ پر
عمرؓ نام فاروق اعظم لقب ہے　　بتا وہ دلاور ہیں مجھ پر کہ تجھ پر
حیا و شجاعت کو ہے ناز جن پر　　وہ عثمانؓ حیدرؓ ہیں مجھ پر کہ تجھ پر
جوانان جنت کے سردار ہیں جو　　وہ حسنینؓ صفدر ہیں مجھ پر کہ تجھ پر

عمر ایک دنیے ثنا خواں ہے جن کا
وہ ساقی کوثر ہیں مجھ پر کہ تجھ پر

آسمان، زمین کے اِس مدلل جواب کو سُن کر بہت شرمندہ ہوا۔ پروردگار دو عالم نے فرمایا کہ اے شامیانہ بزم میلاد احمدی اچھا غم نہ کر ہم ایک رات تجھ کو بھی فرش زمین کی طرح اپنے پیارے محبوب کے مبارک قدموں سے سرفراز فرمائیں گے۔ چنانچہ آج وہ ہی مبارک شب ہے کہ آسمان کا ستارہ بلندی پر ہے اور وہ ذوق و شوق سے اِس طرح عرض کر رہا ہے۔

کرم آج سرکار فرما رہے ہیں　　مرے سر پہ نوری قدم آ رہے ہیں
زمین کو ملی جن کے قدموں سے عزت　　مجھے سرفراز آج فرما رہے ہیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

آسمانوں پر پہونچے

الغرض حضور سرور عالم نور مجسم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم آسمان اول پر پہونچے۔ دیکھا کہ اسمٰعیل

نام کا فرشتہ وہاں کا چوکیدار ہے اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہیں اور ہر فرشتے کے ماتحت ایک ایک لاکھ فرشتے ہیں۔ حضرت جبرئیل نے دروازہ کھلوایا پوچھا کون۔ کہا جبرئیل۔ کہا یہ تمہارے ساتھ کون بزرگ والا ہیں کہا سید عالم تاجدار عرب و عجم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم! کہا کیا اُن کی دعوت ہے کہا ہاں۔ فرشتے نے کہا مرحبا مرحبا خوش آمدید۔ حضور یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ تمام فرشتے اپنی اپنی ذمہ داری کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے نہایت مستعدی سے اپنا کام انجام دیتے ہیں اور سچ پوچھئے تو یہ سب اسی لئے تھا کہ بادشاہ کو اس کے غلاموں کی خدمات کا معائنہ کرا دیا جائے۔

حضرت آدم سے ملاقات

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ آسمان اول پر حضرت آدم سے ملاقات ہوئی میں نے اپنا بزرگ سمجھ کر اپنے دادجان صاحب کو پہلے ہی سلام کیا، انھوں نے بڑے پیار و محبت سے جواب دیا اور مجھے مبارک بادی دی میں نے تسلیم کی۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کے داہنے بائیں کچھ لوگ دیکھے۔ داہنی طرف والوں کو دیکھ کر ہنستے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر غمگین ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا تو فرمایا کہ داہنی طرف رحمٰن والے جنتی ہیں، اور بائیں طرف شیطان والے دوزخ کا ایندھن ہیں (معاذاللہ)

اِسی طرح دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰؑ اور یحییٰؑ اور تیسرے پر جناب یوسفؑ اور چوتھے پر حضرت ادریسؑ اور پانچویں پر حضرت ہارونؑ اور چھٹے پر حضرت موسیٰ اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات اور سلام و کلام فرماتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے

سدرۃ المنتہیٰ

وہ نوری شجرہ ہے کہ جو چیز نیچے سے اوپر جاتی ہے وہ یہیں آکر ٹھہرتی ہے اور جو

سلہ تغیر قادری۔

اوپر سے نیچے آتی ہے وہ بھی یہیں آکر رکتی ہے۔ اس مبارک درخت کو بے شمار سنہرے پروانے یعنی ملائکہ گھیرے ہوئے ہیں۔ حدیث میں ہے۔

فَغَشِیَهَا اَنْوَارُ الْخَلَّاقِ — یعنی اس پر خلاق عالم کے انوار چھائے ہوئے ہیں۔

اس نوری درخت کی خوبصورتی کون بیان کر سکتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اس درخت سے چار نہریں جاری ہیں۔ ان چاریں ایک نہر کوثر ہے جس کی تعریف قرآن پاک میں آئی ہے۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر۔ اے حبیب پاک ہم نے آپ کو نہر کوثر عطا فرمائی ہے۔ اس نہر کے دونوں طرف موتیوں کے نورانی قبے ہیں۔ کنارے کنارے جنتی سونے چاندی کے خوشنما ساغر دھرے ہوئے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جام نوش فرمایا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ شہد سے زیادہ شیریں برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار پایا یہ وہی نہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت شیر خدا مولا علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا ہے۔ قیامت کے روز آپ ساقی کوثر ہوں گے اور محبان صحابہ کبار واہلبیت اطہار اور مقبولان پروردگار کو سیراب فرما رہے ہوں گے۔

رفرف

الغرض جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے تو حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ حضور اب آگے جانے کی مجھے طاقت نہیں میں صرف ایک تمنا حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ ”گر قبول افتد زہے عز و شرف“

سرکار نے فرمایا کہ بیان کرو۔ عرض کیا کہ حضور قیامت کے روز جب آپ کی اُمّت پل صراط پر سے گزرے گی میں چاہتا ہوں کہ اس کے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھا دوں تاکہ اُمّت نہایت آسانی سے مجھے سرفراز کرتی پار اتر جائے۔ حضور بہت خوش ہوئے اور حضرت جبرئیل کی التدعا قبول فرمائی۔ پھر حضور فرماتے ہیں میرے لئے رفرف آیا۔ وہ ایک مسند سبز زریں ونورانی تھی مثل تخت رواں کے۔ جس پر میں سوار ہو کے عرش تک پہونچا۔ میں نے عرش کے ہر گوشہ

سلہ صحیح بخاری سلہ بیہقی ونسائی وغیرہ سلہ ایضاً سلہ صحیحین وترمذی وغیرہ سلہ ابن قانع طبرانی مردویہ دارقطنی خطیبا

لکھا دیکھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

سُنا یہ اتنے میں عرش حق نے کہ لے مبارک ہوں تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاجِ شرف ترے تھے
یہ سن کے بے خود پکار اُٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر اُن کے تلووں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے
جُھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ گری تھی سجدے میں بزمِ بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے
یہ سماں تھا کہ پیک رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرتؐ
تمھاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

اور قریب آئیے

پھر آواز آئی یا محمد اُدْنُ اُدْنُ ۔ قریب آئیے اے میرے حبیب قریب آئیے اے میرے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرورِ مُمجّد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے
تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے
اُدھر سے پیہم تقاضے آنا اِدھر سے مشکل قدم اُٹھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت اُبھارتے تھے
کسے ملے گھاٹ کا کنارا کہاں سے اُترا کہاں اُتارا
بھرا جو مثل نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے
اُٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔

وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ الخ — اور نزدیک ہوا وہ جلال و جبروت والا اور بہت ہی نزدیک ہوا

رازِ حقیقت

میری زبان اور ہمارا سب اتنا ہے آگے کوئی رازِ حقیقت کیا بیان کر سکتا ہے عقل کا بھید ہے قوت ادراک سمجھنے سے قاصر ہے بڑے بڑے عقلمند اور عارف باللہ اور بڑے کرام خاموش ہیں عالم حیرت میں بس یہی کہنا پڑتا ہے کہ

حجاب اُٹھنے میں لاکھ جلوے ہزار پردے نہ کم ہوئے

عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

اور سچ تو یہ ہے کہ کچھ نور باطن ناصر ہے تو ہر عارف اس کا اقرار کرتا ہے کہ

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر

اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

سبحان اللہ کیا مبارک رات ہے کیا برکتوں والی رات ہے کیا رحمتوں والی رات ہے دل چاہتا ہے کہ اس موقع پر معراج قدیری صاحب برادرِ مصنف کی ایک مزے دار نعت شریف اور سنا دی جاوے فرماتے ہیں:-

آج کی رات

عرش تا فرش ہے افزائشِ نور آج کی رات — ذرّے ذرّے میں ہے برقِ سرِ طور آج کی رات

خلد میں لائیں گے تشریف حضور آج کی رات — قابلِ دید ہے رضواں کا سرور آج کی رات

دستِ ساقی میں ہے پھر جامِ طہور آج کی رات — سارے میخانے پہ چھایا ہے سرور آج کی رات

قاب قوسین کی منزل سے پتہ چلتا ہے — مل گیا نور سے اللہ کا نور آج کی رات

جن منازل کے تصور سے ہیں لرزاں جبریل — ان منازل سے بھی گذرے ہیں حضور آج کی رات

کچھ نہ کچھ سب کو ملا خوانِ کرم کا صدقہ — کوئی باقی نہیں نزدیک نہ دور آج کی رات

فَادْخُلُوهَا کی صدا آئی ہے معمورِ فضا — زمزمہ سنج ہیں جنت کے طیور آج کی رات

خاص ہے سلسلۂ بارشِ الطاف و کرم
عام ہے دعوتِ نظارۂ نور آج کی رات

پردۂ میم سے بھی راز احد چھپ نہ سکا
اور ہی کچھ نظر آتے ہیں حضور آج کی رات

دامنِ رحمتِ عالم کا سہارا پا کر
عرش پر ہے مرے عصیاں کا غرور آج کی رات

شبِ معراج کی عظمت سے ہے ظاہر معرآج
بگڑی بن جائے گی اُمّت کی ضرور آج کی رات

سوال و جواب

رحمت و شفاعت

روایت میں آیا ہے کہ پروردگار دو عالم نے پوچھا کہ اے میرے حبیب کیا لائے ہو اور کیا چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ بارِ الٰہا اُمت کے گناہ لایا ہوں اور رحمت کی نگاہ چاہتا ہوں۔ ارشادِ باری ہوا کہ اے میرے محبوب میں تیری اُمّت پر رحمت نازل کروں گا اُن کی بُرائیاں نیکیاں کردوں گا۔ جو مجھے پکارے گا اُس کو جواب دوں گا جو مجھ سے مانگے گا اُسے بے حساب دوں گا۔ جو مجھ پر بھروسہ کرے گا اُسے ہر فکر سے لاپرواہ کردوں گا۔ اُس کے عیبوں کو چھپاؤں گا آخرت میں۔ اے محبوب آپ کو شفیع بناؤں گا۔ آپ کی شانِ شفاعت اور اپنی شانِ رحمت دکھاؤں گا۔ اور اے میرے حبیب چونکہ محبوب کو محبوب سے باتیں کرنا اچھا معلوم ہوتا ہے اس وجہ سے حساب کتاب لوں گا ورنہ چاہوں تو بلا حساب کتاب کے بخش دوں گا غرضکہ جو آپ چاہیں گے وہ ہوگا جو آپ سے محبت کرے گا اُس کا بیڑا پار ہے۔ سبحان اللہ

دو عالم جس خدا کی رضا چاہتا ہے
خدا چاہتا ہے رضائے محمدؐ

بڑا مزا ہو جو میدانِ حشر میں بیدمؔ
کہ سب ہوں سوئے خدا خود خدا ہو سوئے رسولؐ

معراج کا تحفہ

بعد ازاں واپسی کے وقت سرکار نے عرض کیا کہ اے پروردگار دو عالم جو کوئی مغفرت

واپس ہوتا ہے تو کچھ تحفے لاتا ہے۔ مجھے کیا تحفہ عنایت فرماتا ہے۔ خداوند تعالےٰ نے پھر اُمت کی بخشش کا مژدہ سناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ نماز آپ کی اُمت کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ پھر آپ نے عرض کیا کہ:۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ
یعنی سب عبادتیں بدنی اور مالی اللہ کے واسطے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ
خداوند تعالیٰ نے فرمایا السلام علیک یا رسول اللہ اور اللہ کی رحمتیں اور اُس کی برکتیں۔ حضورؐ نے جواب دیا

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔
کہ تنہا مجھ پر ہی سلام نہیں بلکہ اللہ کے سب مقبول بندوں پر

فرشتوں نے یہ سُن کر بڑے جوش مسرت میں کہا کہ ہاں ہاں یہ ہی ہونا چاہیئے۔ جب ایسے واحد لاشریک کا دربار ہے اور محمد رسول اللہ کا جیسا عبد خاص اور پھر خدا کا رسولؐ۔ لہٰذا جب رسول کو حصہ ملا ہے تو رسول کے عاشقوں کو بھی ضرور ملنا چاہیئے۔ ہاں ہاں ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور ساتھ ہی ساتھ ہم یہ بھی گواہی دیتے

ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُس معبود کے خاص بندے اور اُس کے پیمبر ہیں۔ الغرض

ادھر سے تھیں نذرِ شہ نمازیں اُدھر سے انعام خسروی میں
سلام رحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پُر نور میں پڑے تھے

پچاس میں سے صفر ہٹا دیا گیا

پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ خداوند تعالےٰ نے مجھ پر پچاس وقت کی نمازیں فرض فرمائیں جب واپس ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے پوچھا کہ کہئے کیا لائے فرمایا پچاس وقت کی نماز۔ عرض کیا اس میں تخفیف کرائیے میں بنی اسرائیل کا رنگ دیکھے ہوئے ہوں اتنی نمازیں آپ کی اُمت سے نہ ادا ہو سکیں گی۔ آپ پھر تشریف لے گئے۔

لہ علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں اور صاحب بحر الرائق نے نقل کیا ہے۔ بیہقی نے سلام کا ذکر کیا ہے۔

فعلا بہ الی الجبار فقال وھو مکانہٗ یا رب خفف عنا فان امتی لا تستطیع ھذا[1]۔

پھر آپ عروج فرما کر جبار جلالہٗ کے پاس پہونچے اور عرض کیا کہ یارب کچھ کم فرمادے اتنی نمازوں کی میری اُمت کو طاقت نہیں۔

حضور فرماتے ہیں کہ پانچ کم ہوگئیں پھر واپسی میں جب حضرت موسیٰ ملے تو انھوں نے عرض کیا کہ اور کم کرائیے۔ غرضکہ آپ بار بار تشریف لے جاتے تھے اور پانچ پانچ کم ہوجاتیں اس طرح چند باریں پچاس میں سے صفر نکل گیا اور اصل عدد پانچ رہ گیا۔ گو کہ موسیٰ علیہ السلام نے پھر بھی کہا کہ اور کم ہونا چاہئے مگر حضور نے فرمایا کہ اب بار بار کہتے شرم آتی ہے۔ بات یہی کہ حضور نے خیال فرمایا کہ ہر مرتبہ پانچ کم ہوتی ہیں اگر اب کی بار گیا تو سب معاملہ صاف ہے پھر اُمت کے لئے لے کر کیا جاؤں گا۔

موسیٰؑ نے کیوں سفارش کی

اس میں شک نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو اُمت محمدیہ سے خاص محبت ہے چنانچہ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ یا اللہ یہ اُمت مجھے عنایت فرمادے اور جب یہ درخواست نہیں قبول ہوئی تو یہ تمنا کی کہ مجھے اس اُمت میں شامل فرمادے۔ دوسرا ایک نکتہ صوفیائے کرام نے یہ بیان فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اس لئے بھی بار بار لوٹاتے تھے کہ میں تو کوہ طور پر جلوہ ربی دیکھ نہ سکا آج جو محبوب بار بار دیکھ کر آرہے ہیں ان دیکھنے والی آنکھوں کو دیکھ کر اپنے قلب مضطر کو تسلی دوں۔

حضرت موسیٰؑ و امام غزالیؒ سے دو دو باتیں

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا آپ نے یہ فرمایا ہے کہ العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علمائے حق بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے مانند ہیں۔

---

[1] صحیح مسلم تفسیر قادری ۵۲ تفسیر قادری۔

حضور نے فرمایا کہ ہاں صحیح ہے عرض کیا کہ اس کا ثبوت؟

حضور نے امام العلماء عارف باللہ صاحب باطن و ظاہر حضرت سیدنا امام محمد غزالی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو پیش فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بعد سلام و جواب کے دریافت فرمایا کہ تمھارا نام؟ امام نے فرمایا کہ محمد بن محمد بن محمد غزالی۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ میں نے صرف تمھارا نام پوچھا تھا نہ کہ تمھارے باپ اور دادا کا۔ پھر جواب کو اتنا طول دینا بے ادبی ہے یعنی طریق ادب کے خلاف ہے۔ امام صاحب نے جواب دیا کہ حضرت! جب کوہ طور پر خداوند تعالےٰ نے آپ سے دریافت فرمایا تھا کہ

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰى ۔ اے موسیٰ یہ تمھارے داہنے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟

تو آپ نے جواب میں صرف یہی نہیں فرمایا ھِیَ عَصَایَ "یہ لاٹھی ہے" بلکہ اسکے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا

اَتَوَکَّؤُا عَلَیْھَا وَاَھُشُّ بِھَا عَلٰی غَنَمِیْ میں اس پر ٹیک لگاتا اور بکریوں کیلئے پتے وغیرہ

وَلِیَ فِیْھَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی ۔ جھاڑتا ہوں اور میرے اس سے بہتیرے کام نکلتے ہیں

لہٰذا اس ایک سوال کے جواب میں اگر کئی باتیں کہنا طریق ادب کے خلاف ہے تو جناب نے اس وقت اس کا خیال کیوں نہ فرمایا۔ حضرت موسیٰ نے یہ سُن کر سکوت فرمایا اور اس جواب سے بہت محظوظ اور خوش ہوئے۔ حضور نے امام کی پشت پر محبت سے ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ "یہ ہے میری اُمت کا عالم"۔ لکھا ہے کہ جب امام غزالی پیدا ہوئے ہیں تو اُن کی پشت پر حضور کے دستِ شفقت کا نشان مبارک موجود تھا۔

جنت کی سیر

وہ بُرجِ بطحا کا ماہ پارا بہشت کی سیر کو سدھارا

چمک پہ تھا خلد کا ستارہ کہ اُس قمر کے قدم گئے تھے

الغرض پھر حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کی سیر کو تشریف لے گئے اور وہاں اپنے غلاموں کے درجات اور اُن کے اچھے عملوں کے ثمرات ملاحظہ فرماتے حور و غلمان کو انعام بانٹتے رضوان کی سلامی قبول فرماتے ہوئے مراجعت فرماتے ہیں۔

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے ہزاروں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آ لیے تھے

نبی رحمت شفیع اُمت رضا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی اُن خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

جس وقت آپ واپس تشریف لائے ہیں تو زنجیر دروازہ کی ہل رہی تھی، بستر جیسا گرم آپ نے چھوڑا تھا ویسا ہی گرم تھا، غسل و وضو کا پانی زمین میں جذب نہ ہوا تھا۔
بقول شاعر ؎

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم
اک دم میں سر عرش گئے آ رہے محمد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

آپ فرماتے ہیں کہ میں جب واپس آیا تو خیال پیدا ہوا کہ اس معجزہ پر کون ایمان لائے گا کون ان غیبی باتوں کا یقین کرے گا۔ میں غمگین ایک کنارے بیٹھ گیا کہ اتنے میں علم غیب نبوی کا پرانا منکر ابو جہل آیا اور اُس نے کہا کہیے آج بھی کوئی گل کھلایا۔ فرمایا کہ ہاں آج مجھ کو مرتبہ معراج ملا ہے اور کل واقعہ بیان فرمایا۔ اُس نے سن کر بڑا مذاق اُڑایا۔ اور تمام اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور اُن سب نے طرح طرح کے سوالات شروع کر دیے۔

مُلّا کی دوڑ مسجد تک

اُن بے دینوں میں بعض نفر ایسے بھی تھے جو بیت المقدس تک گئے تھے بس وہیں کے حالات پوچھنا شروع کیے۔ حضور نے خدا کی رحمت سے سب بتا دیے۔ سب کے سر شرم سے جھک گئے۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰے عنہ تشریف لائے حضور نے اُن سے بھی واقعۂ معراج بیان فرمایا انھوں نے سنتے ہی فوراً تصدیق کی اور کہا:۔۔

صَدَّقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ — سچ فرمایا آپ نے یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم)

اللہ تعالٰے نے ابو جہل کو زندیق اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا لقب عطا فرمایا۔
بقول عمر قادری ؎

جو کی تصدیقِ معراجِ نبی تو یہ صلہ پایا   صداقت کا بندھا صدیق کے سر خوشنما سہرا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اب بہنو ذرا آخر میں پھر معراج وارثی صاحب کی بے حد دلچسپ اور کیف آور نعت سُنا کر میں اس بیان کو ختم کرتی ہوں۔ بہنو! کیا نعت کہی ہے معراج صاحب نے سُبحان اللہ سُبحان اللہ آپ اگر سمجھیں گی تو ہر ہر لفظ پر تعریف کریں گی۔

نعت شریف

حسن خود اپنی بہاروں کا تماشائی ہے
عرش پر آج نئی انجمن آرائی ہے

مختصر یہ شبِ معراج کی رعنائی ہے
جیسے جنت سے کوئی حور اُتر آئی ہے

کرمِ عام ہے رحمت کی گھٹا چھائی ہے
آج کی رات گنہگاروں کی بن آئی ہے

ذات بھی نور صفت بھی ہمہ تن نور ہی نور
بزمِ قوسین میں جلووں کی بہار آئی ہے

مہر کی جلوہ گری کیا مہ والنجم کی بساط
مدنی چاند سے عالم نے ضیا پائی ہے

اللہ اللہ دیارِ نبوی کی عظمت
ربِّ کعبہ نے بھی قرآں میں قسم کھائی ہے

ٹھوکروں میں ہے نہاں رازِ حیاتِ ابدی
اللہ اللہ عجب شانِ مسیحائی ہے

لمحۂ فکر ہے او منکرِ معراجِ نبی
اس کی تصدیق خود اللہ نے فرمائی ہے

یہی سرمایہ ہے معراج مری بخشش کا
دولت نعت جو تقدیر سے ہاتھ آئی ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ

صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعِلْمِ۔ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

باب (۹)

حضور کے ساتھ

بہنو! چونکہ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت سے بھی اپنے محبوب کے صدقے سے بہت محبت رکھتا ہے اور وہ یہ بات کسی صورت سے نہیں چاہتا کہ میرے محبوب کی اُمت جہنم کی آگ میں جلے۔ اس لئے اُس نے ایسے ایسے ذریعے اور وسیلے پیدا فرما دیئے ہیں جن کی وجہ سے بعد مرنے کے بھی اُمت مسلمہ نجات پا سکتی ہے مثلاً نماز جنازہ کے وقت دعا کا پڑھنا۔ اُمید ہے کہ خداوند عالم کسی نہ کسی دیندار کی دعا قبول فرمالے۔ اس کے علاوہ ہر نماز میں دعا کرنا جس سے قوی اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ کسی نہ کسی نمازی کی دعا کسی وقت میں ضرور قبول ہو جائے۔ کیونکہ بہنو نمازی سب ہماری طرح سے تو ہوتے نہیں بلکہ نمازیوں میں تو بڑے بڑے متقی دیندار اور اللہ کے نیک بندے اور اولیائے کرام تک ہوتے ہیں۔ ان میں سے اگر کسی کی دعا بھی قبول ہو گئی تو مسلمان مردوں اور عورتوں کا بیڑا پار ہو گیا۔

اس کے علاوہ جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہوا ہے کہ شب برات کے روز اللہ تعالےٰ اتنے گنہگاروں کو عذاب سے نجات دیتا ہے جتنا قبیلۂ بنی کلب کی بکریوں کے بال۔ ظاہر ہے اس صورت میں بھی مسلمانوں کو نجات ملنے کی اُمید ہے۔ اسی طرح سے عید، بقر عید، محرم کے عشرہ میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اللہ تعالےٰ بے شمار گنہگاروں کی بخشش فرماتا ہے بکثرت مسلمان ایسے ہوتے ہیں جن کو اولیائے کرام کے طفیل سے اُن کی محبت کی وجہ سے اُن کی نذر و نیاز کی برکت سے نزع کے وقت سے لے کر قبر تک نجات ہو جاتی ہے اور اُن کی محبت تو عجیب عجیب رنگ لاتی ہے۔

بہنو! حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ یعنی جو شخص جس سے محبت رکھتا ہے اُسی کے ساتھ ہو گا

ظاہر ہے بہنو! بزرگان دین سے محبت رکھنے والے اُن کی نذر و نیاز کرنے والے غوث پاک کی گیارھویں شریف کرنے والے امام عالی مقام اور شہدائے کربلا کی ارواح مقدسہ کو ثواب پہونچانے کے لئے سبیلیں رکھنے والے مسلمان کس کے ساتھ ہوں گے یہ انھیں بزرگان دین کے ساتھ ہوں گے جن سے محبت کرتے ہیں اور جب ان کے ساتھ ہوں گے تو کیا ان کی نجات و مغفرت نہ ہوگی۔ ہمیشہ یہ بات یاد رکھو کہ دنیا میں چاہے سارے مولویوں کی بات غلط ہو جاوے مگر نہیں بات غلط ہو سکتی ہے ہمارے آقائے نامدار محبوب پروردگار شفیعِ روز شمار احمد مختار تاجدار مدینہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ حضور نے جو ارشاد فرما دیا ہے کہ ہر شخص اُس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے بس یہ بات پکی ہے یہ کسی کے کاٹے کٹ نہیں سکتی۔ اس لئے بہنو! ہمیشہ بزرگانِ دین کی نذر و نیاز اور اُن سے محبت ضرور کرنی چاہیئے کسی کی محبت کام نہ آوے گی لیکن بزرگان دین سلف صالحین کی محبت ضرور کام آوے گی۔ غرضکہ بہنو! اللہ تعالےٰ نے گنہگاران امت رسول کی بخشش اور مغفرت کے لئے ہزاروں حیلے اور بہانے مقرر فرما دیئے ہیں چنانچہ

انھیں حیلوں میں سے ایک حیلہ ایصال ثواب یعنی فاتحہ درود دلانا بھی ہے۔ یہ بھی بہنو! بہت بڑی چیز ہے۔

سورۂ فاتحہ کی فضیلت

بہنو! سورۂ فاتحہ یعنی الحمد کی سورت کو اتنی بڑی فضیلت حاصل ہے کہ سیرت حلبیہ اور تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ اگر سورۂ فاتحہ کو ترازو کے ایک پلے میں رکھ دیا اور تمام قرآن پاک کو دوسرے پلے میں رکھ دیا تو سورۂ فاتحہ ہی کا وزن زیادہ نکلے گا۔ اسی طرح تفسیر روح البیان میں ہے کہ جس نے ایک مرتبہ الحمد پڑھی اس کو اللہ تعالےٰ اتنا ثواب عطا فرماتا ہے کہ گویا اُس نے پورا قرآن تلاوت کیا اور سارے ایمان والے اور ایمان والیوں کو یعنے کل جہان کے بھوکوں کو کھانا کھلایا پانی پلایا اور ساری دنیا کے حاجتمندوں کو کپڑا پہنایا۔ اسی وجہ سے بہنو! اہلِ اسلام میں یہ عادت صدیوں سے چلی آتی ہے کہ وہ جب کسی کو

کھانا کھلانا چاہتے ہیں تو سورۂ فاتحہ ضرور پڑھ لیتے ہیں۔ تاکہ ثواب عظیم حاصل ہو اور زیادہ سے زیادہ ثواب اپنے مرحوم کو بخشیں اسی وجہ سے اس کا نام فاتحہ ہو گیا۔ اور کھانا آگے رکھ کر فاتحہ پڑھنا یہ بھی جائز ہے۔ تم خود سمجھ سکتی ہو بہنو! کہ کھانا آگے نہیں تو کیا پیچھے رکھنے کی چیز ہے وہ تو آگے رکھا ہی جاتا ہے۔ اور یہ کہنا کہ کھانا آگے رکھ کر قرآن پاک نہ پڑھنا چاہئے یہ تو بہنو بالکل لغو بات ہے اگر ایسا ہوتا تو کھانا آگے رکھ کر مسلمان لوگ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر کیوں کھاتے کیونکہ بسم اللہ کا پڑھنا ہی پورا قرآن پاک پڑھنا ہے جیسا کہ بسم اللہ کی فضیلت میں جو حدیثیں آئی ہوئی ہیں اُن سے صاف ثابت ہے۔ اور ہاتھ اُٹھانا بھی دعا میں سنت ہے اور سورۂ فاتحہ تو نری دعا ہی دعا ہے اُس میں ہاتھ اُٹھانا کیوں گناہ ہو گا۔

ایصال ثواب

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے تو اُن کے لئے کیا ایصال ثواب کروں حضور نے فرمایا اَلْمَاءُ یعنی پانی کا صدقہ سب سے بہتر ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کنواں کھدوایا۔ اور پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ تشریف لے چلئے اور اس کا ثواب میری ماں کو پہونچا دیجئے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کنوئیں پر تشریف لے گئے اور کنارے کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا:-

اَللّٰهُمَّ هٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ   یعنی اے میرے اللہ اسکا ثواب سعد کی والدہ کو پہونچے

بہنو! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جس چیز کا ثواب پہونچانا ہو اُس کا سامنے ہونا زیادہ بہتر ہے۔ ورنہ سرکار رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے کہ جاؤ دل میں نیت کر لو بس ثواب اُن کو پہونچ جائے گا۔ میرے چلنے کی کیا ضرورت ہے کنواں سامنے ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ پہلے کھانا کھلائے جب اُس کا ثواب مُردے کو بخشے تو دیکھو بہنو! حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ پہلے پانی پلا لو تب اُس پانی کا ثواب بخشو۔

کیا روحیں آتی ہیں

بہنو! حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ میت کی روح اپنے گھر میں جمعرات کو آتی ہے کہ کسی نے اُس کے لئے ایصال ثواب کیا ہے یا نہیں۔

اور خزانۃ الروایات میں ہے کہ روحوں کو اجازت ملتی ہے جمعرات کو اور وہ پھیل جاتی ہیں روئے زمین پر اور آتی ہیں پہلے اپنی قبروں پر اور پھر اپنے گھروں میں۔

شب برات

میری معزز ماؤں اور محترم بہنو! یوں تو سب تیوہار مسلمانوں کے وہاں بابرکت ہوتے ہیں مگر ان میں شب برات اپنی خصوصیات کے لحاظ سے دوسرے تیوہاروں سے خاص فضیلت رکھتی ہے۔ آج کی محفل میں کچھ مختصر ذکر اپنی بہنوں کو شب برات کا سُنانا چاہتی ہوں۔

حدیثوں میں اس رات کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ میں چند حدیثوں کے ترجمے اپنی بہنوں کو سُناتی ہوں۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ آج کی رات یعنی شعبان کی پندرھویں شب اللہ تعالےٰ دنیا کے آسمان کی طرف تجلی فرماتا ہے اور قبیلہ بنی کلب کے بکریوں کے بالوں کی تعداد میں میری اُمت کی مغفرت فرماتا ہے (ترمذی شریف)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ آج کی رات پورے سال میں پیدا ہونے والے لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے لوگ سال بھر میں جس جس بیماری میں یا جس حادثے میں ہلاک ہونیوالے ہوتے ہیں وہ سب بھی لکھ دیے جاتے ہیں۔

حدیث۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بہتیرے اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے وہاں شادی ہوتی ہے بچہ پیدا ہوتا ہے اُس کی خوشی مناتا ہے مکان بنواتا ہے۔ حالانکہ اس کا نام مُردوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے بہنو!

آج کی رات میں تابہ امکان بزرگانِ دین اور اپنے مرحومین کی نذر و نیاز کرو۔ اچھے اچھے کھانے اپنی مقدرت کے اندر پکواؤ۔ کیونکہ آج کے دن بہ نسبت روز کے اچھے کھانے پکوانا اور کشادگی سے کھلانا پلانا اپنے متعلقین کو گھر والوں کو مہمانوں کو کھلانا بانٹنا۔ یہ سب چیزیں روزی میں برکت کا باعث ہیں۔ ساتھ ہی آج کی رات زیادہ سے زیادہ نظمیں پڑھنا درود شریف کا ورد کرنا۔ میلاد شریف پڑھنا۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا۔ تسبیح پڑھنا۔ دن کو تابہ امکان روزہ رکھنا۔ کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر شب برات والے دن روزہ رکھتے تھے اور اس مہینے میں بہت زیادہ روزے رکھا کرتے تھے۔ ان سب باتوں میں بڑا اجر و ثواب ہے۔ میری اچھی بہنو! ان باتوں کو نہ بھولنا۔ اس سے زیادہ آپ لوگوں کو اگر مفصل حالات شب برات کے متعلق دیکھنا ہوں تو آپ کتاب وسیلۃ النجات فی فضائل شب برات جو حضرت مولانا شاہ حافظ محمد عمر صاحب وارثی کی لکھی ہوئی ہے جو اس کتاب زینۃ المیلاد کے مصنف ہیں۔ آپ کو اس سے بہت کچھ حالات معلوم ہوں گے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ نذر و نیاز، فاتحہ کا کھانا مُردوں کو پہونچتا ہے یا نہیں؟ آپ کو مزارات پر جانے کے آداب و طریقہ بھی معلوم ہو جائیں گے اچھا بہنو اب آپ کو ایک نظم سُنا دوں جو حضرت مولانا صاحب ممدوح نے شب برات کے موقع پر لکھی تھی:-

نجات ہے آج

خدا کی حمد میں مصروف کائنات ہے آج ۔۔۔ پڑھو درود و نوافل شب برات ہے آج

وہ ہوں گے نار سے بے خوف کل قیامت میں ۔۔۔ کہ جن کو ذکرِ نبی سے کچھ التفات ہے آج

دہن سے اُس کے دمِ ذکر پھول جھڑتے ہیں ۔۔۔ جو کوئی واصفِ محبوب خوش صفات ہے آج

ہوائیاں نہ اُڑیں کیسے منہ پہ اعدا کے ۔۔۔ وہ جل رہے ہیں کہ نعتِ نبی کی رات ہے آج

وہ عقدے ہوگئے حل وا نہ ہوتے تھے جو کبھی ۔۔۔ مُرادیں ہوتی ہیں پوری شب برات ہے آج

نبی مزاروں پہ جاکر دعائیں کرتے تھے ۔۔۔ نصیب مُردوں کے جاگ اُٹھتے تھے وہ رات ہے آج

بھروسہ کچھ نہیں دنیا کی زندگانی کا ۔۔۔ قضا بھی آئے گی کل اُس کو جو حیات ہے آج

خدا کا حکم قیامت میں ہوگا اے سہیلؔ ۔۔۔ مرے نبی کے ثنا خوانوں کو نجات ہے آج

باب (۱۰)

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

شہنشاہِ ولایت ہیں محی الدین جیلانی
دُرِ تاجِ کرامت ہیں محی الدین جیلانی

حدیثِ کُنتُ کنزاً مخفیاً میں جو اشارہ ہے
وہ بھی رازِ محبت ہیں محی الدین جیلانی

جنھیں سب پنجتن کے نام سے تعبیر کرتے ہیں
اُنھیں پھولوں کی نکہت ہیں محی الدین جیلانی

نبی کے علم کے وارث علی کے عشق کا مظہر
خدا کے دستِ قدرت ہیں محی الدین جیلانی

وہ یوں دل میں بسے ہیں جسطرح خوشبو کسی گل میں
خدا کے گھر کی زینت ہیں محی الدین جیلانی

میرے والی مرے وارث مرے حامی مرے مولا
مرے آقائے نعمت ہیں محی الدین جیلانی

گھرا ہوں غنۂ اعدا میں لیکن غم نہیں مجھ کو
کہ میرے دل کی قوت ہیں محی الدین جیلانی

جلا کر آپ نے مُردے کیا اسلام کو زندہ
محیِ دین ملت ہیں محی الدین جیلانی

نشانِ سجدۂ طاعت پہ مجھ کو ناز ہو تو ہو
مرے ایماں کی زینت ہیں محی الدین جیلانی

شنا در جس میں صدہا گوہر نایاب پاتے ہیں
وہ دریائے حقیقت ہیں محی الدین جیلانی

جو چاہیں جس کو بخشیں حق نے سب کچھ انکو بخشا ہے
عمر بھر کرامت ہیں محی الدین جیلانی

مرا دل اے عمر پُر نور ہے اُن کی محبت سے
ضیائے شمع الفت ہیں محی الدین جیلانی

آپ کی ولادت

بہنو! حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ولادت ۴۷۱ھ ہجری میں ہوئی۔ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ۔ یعنی آپ کی ولادت کے سویرے رمضان کی پہلی تاریخ ہوئی۔

آپ کی قوت مشاہدہ

سارا عالم آپ کے سامنے ہے

بہنو! آپ کو خداوند عالم نے دیکھنے کی قوت ایسی عطا فرمائی ہے کہ سارا عالم ہر گھڑی اور ہر ساعت آپ کے پیش نظر ہے۔ چنانچہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:۔

نَظَرتُ اِلیٰ بِلَادِ اللّٰہِ جَمعًا　　کَخَردَلَۃٍ عَلٰی حُکمِ اتِّصَالٖ

یعنی اللہ کے بنائے ہوئے تمام مقامات کو میں مسلسل اسطرح دیکھتا ہوں جیسے کوئی ہتیلی پر رائی کا دانہ دیکھتا ہو۔

مرید کو خوشخبری کہ مت ڈرو

فرماتے ہیں:۔

مُرِیدِی لَا تَخَف اَللّٰہُ رَبِّی　　عَطَانِی رِفعَۃً نِلتُ المَنَالٖ

یعنی اے میرے مرید تو خوف نہ کر بیشک خداوند کریم تیری بخشش فرمائیگا اُس نے مجھ کو بڑا مرتبہ اور بلندی بخشی ہے۔

مُرِیدِی لَا تَخَف وَاشٍ فَاِنِّی　　عَزُومٌ قَاتِلٌ عِندَ القِتَالٖ

یعنی اے میرے مرید تو کسی بات سے نہ ڈر کسی دشمن سے تیری جنگ ہوگی تو میں تیری طرف سے اُس سے لڑوں گا۔

دیکھا بہنو! کیا شان ہے سیدنا غوث پاک کی اسی وجہ سے قادری سلسلہ کے لوگ ہر بلا سے محفوظ رہتے اور دشمن پر غالب ہوتے ہیں۔ ان پر کسی قسم کا جادو سحر بھی اثر نہیں کرتا۔ ان کا دشمن خود بخود ہلاک ہو جاتا ہے۔

بہنو! حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کرامتیں بے حد و بے شمار ہیں۔ صدہا کتابیں آپ کے متعلق لکھنے والوں نے لکھی ہیں میں نے زیادہ تر واقعات در منظم فی مناقب غوث اعظم قلندر صاحب کاکوروی کی کتاب سے بیان کئے ہیں اُس کتاب میں بہت بڑا ذخیرہ صحت کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔

اب مجھے آپ سے اتنا عرض کرنا ہے کہ یہ کرامتیں آپ کی حیات ظاہری تک نہ تھیں بلکہ آج بھی اُن کا سلسلہ ویسا ہی جاری ہے۔ اور آج بھی آنکھ والے ہزاروں کرامتیں

دیکھتے ہیں۔ خصوصاً آپ کی گیارھویں شریف کرنے والے تو اکثر کرامتیں اور اکثر فیوض و برکات آپ کے دن رات دیکھتے ہیں۔ چنانچہ بہنو! ایک مثال پیش کرتی ہوں۔ الحاج مولانا حافظ شاہ محمد عمر صاحب جنھوں نے یہ کتاب زینۃ المیلاد لکھی ہے جس کو میں آپ بہنوں کو سنا رہی ہوں وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے یہاں ایک تاریخ معینہ پر محفل میلاد شریف اور گیارھویں شریف منعقد ہوتی تھی جس میں میرے دوست و احباب اعزا و اقربا آیا کرتے ہیں ایک بار کچھ عرصہ ہوا بہت کثرت سے لوگ آگئے۔ حتے کہ جس قدر کھانا پکایا تھا سب صرف ہوگیا صرف آدھی دیگ رہ گئی۔ اور کھانے والے کئی سو آدمی باقی رہ گئے۔ منتظموں نے آکر مجھ سے بیان کیا میں نے جاکر دیگ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے محبوب سبحانی سے رو رو کر کچھ عرض کیا۔ فوراً یہ معلوم ہوا کہ میرے دل کو تسکین ہوگئی میں نے حکم دیا کہ حسب ضرورت نکالتے اور کھلاتے جاؤ اور دیگ بند کر دیا کرو۔ چنانچہ بہنو! یقین مانو کہ وہ کئی سو آدمی سب شکم سیر ہو کر کھا کر چلے گئے۔ سب کے جانے کے بعد جب دیگ کھولی تو دیکھا کہ دیگ میں کھانا اسی قدر موجود ہے پڑھو بہنو! درود شریف۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اچھا اب ایک منقبت شریف بھی سن لیجئے:۔

دوبارہ زندگی

سناؤں تم کو بہنو اک کرامت غوث اعظم کی
کتاب معتبر جس بلدہ دوم در منظم کی

کہ اک راجہ ہوا ہے نام تھا رنجیت سنگھ اس کا
سنا ہے کہتے ہیں واللہ اعلم مرد منصف تھا

عملداری میں اس کی اک جگہ آرام و راحت سے
برابر ایک ہندو ایک مسلماں پاس رہتے تھے

مسلماں تو بڑا ظالم تھا شیخ نجد کا چیلا
نہایت بد عقیدہ اور دشمن غوث اعظم کا

نبی کو اپنا جیسا اک بشر کہتا تھا بد مذہب
سمجھتا اولیاء اللہ کو تھا مر گئے ہیں سب

جو ہندو تھا وہ تھا غوث الوریٰ کا ماننے والا
مراتب اولیاء اللہ کے تھا جاننے والا

بہت تھا ماننے والا مسلمانوں کے پیروں کا
نہایت معتقد تھا سیدوں کا اور پیروں کا

جو اس ہندو کی عورت تھی تو وہ بیحد حسینہ تھی
جناب غوث اعظم کی طرف سے خوش عقیدہ تھی

مسلماں چاہتا تھا یہ حسینہ مجھ کو مل جائے
کسی صورت سے یہ زن خوبصورت میرے ہاتھ آئے

اسی دھن میں رہا کرتا تھا شیخ نجد کا چیلا
کہ آخر ایک دن کمبخت کو موقع یہ ہاتھ آیا

کہ اک دن جا رہی تھی اپنے میکے ساتھ شوہر کے
چلی جاتی تھی پیدل اور جانا دور تھا گھر سے

بس اس بے دین نے سوچا کہ موقع ہے بہت بہتر
یہ ممکن ہے کہ چل جائے کوئی وار اسکے شوہر پہ

گلے میں ڈال کر تلوار بیٹھا تن کے گھوڑے پر
چلا اس سمت جاتے تھے جدھر دونوں زن و شوہر

یہاں تک راستے میں جا ملا دونوں سے وہ رہزن
لگا کہنے کہ جاتے ہو کہاں تم اے محبت من

تھکے ماندے ہو آکر بیٹھ جاؤ میرے گھوڑے پر
نہ تم بیٹھو تو بیوی سے ہی کہہ دو بیٹھ لیں آکر

وہ دونوں پہلے ہی واقف تھے اسکی نیت بد سے
کسی صورت نہ بیٹھنے کو تھے راضی ساتھ میں اسکے

وہ بدمذہب بھی پیچھے پڑ گیا شیطان کی صورت
کہ اس عورت کو گھوڑے پر بٹھا دیجئے بصد راحت

چلیں گے آپ ہم پیدل جہاں تک ہم کو چلنا ہے
کہا بندے نے ہم کو آپ کی جانب سے کھٹکا ہے

مگر اک شرط یہ ہے تم مجھے کوئی ضمانت دو
مجھے دھوکا نہ دو گے میرے دل کو مطمئن کر دو

کہا نجدی کے چیلے نے کسے ضامن بناؤں میں
بتاؤ آدمی جو تھا کہاں سے جا کے لاؤں میں

کہا بندے نے اطمینان ہو جائے ابھی ہم کو
اگر ضامن بنا دو تم جناب غوث اعظمؓ کو

یہ بدمذہب تو تھا ہی غوث کو یہ مانتا کب تھا
بہت دل میں ہوا خوش مردہ میرا کیا بدلے گا

کہا اچھا چلو ضامن ہیں میرے غوث صمدانی
کہا بندے نے بس انکی ضمانت میں نے بھی مانی

بس اس اقرار کے بعد اس نے بیوی کو اجازت دی
چلا کچھ دور تک باتیں بناتا شیخ نجدی بھی

کچھ آگے بڑھ کے بدمذہب کی نیت جو ذرا بدلی
تو کھینچی تیغ اور گردن اڑا دی اسکے شوہر کی

اچک کر مثل بندر اپنے گھوڑے پر وہ جا بیٹھا
اور آگے کو روانہ ہو گیا اب ڈر رہی کس کا تھا

نہ پوچھو اس زن نازک بدن کے دل پہ کیا گذری
نہ ڈر سے چیخ سکتی تھی نہ غم سے رو ہی سکتی تھی

نگاہیں منتظر تھیں اپنے ضامن کے لئے اسکی
کدھر سے آتے ہیں غوث الوریٰ ہر سمت تکتی تھی

ہجوم درد و غم سے جبکہ اس کا دل جو بھر آیا
تو یہ مطلع تمر کا اسکے لب پر بے خطر آیا

مدد دیجیے غوثِ اعظم دستگیرِ بیکساں تم ہو
غریب و عاجز و بیکس ہوں میرے مہرباں تم ہو

ادھر بے ساختہ نکلا زباں سے المدد یا غوث
اُدھر مظلوم کی امداد کو پہنچا ہمارا غوث

کیا اک وار جو تلوار کا اُس بد عقیدہ پر
تو کاٹی ڈور سر نجدی کے چیلے کا گرا جا کر

میاں گل شاہ اک مجذوب بھی تھے ساتھ حضرت کے
لگا کر ایک کوڑا اُن کو فرمایا یہ حضرت نے

کہ چل گل شاہ گھوڑے کو پکڑ لے چل وہاں اسکو
جہاں مارا ہے بد مذہب نے اسکے نیک شوہر کو

میاں گل شاہ نے گھوڑے کو واں حاضر کیا لا کر
جہاں شوہر پڑا تھا جسم سے جس کے جدا تھا سر

دیا حکم آپ نے سر کو ملاؤ جسم سے اُس کے
کہا پھر آپ نے اب زندہ ہو جا حکمِ خالق سے

ادھر حضرت جناب غوثِ اعظم کا یہ فرمانا
اُدھر اُس سر بریدہ کا دوبارہ زندگی پانا

کہا حضرت نے اب جا کر رہو آرام سے دونوں
رہو شاداں خدا و مصطفےٰ کے نام سے دونوں

گرے قدموں پہ وہ دونوں جنابِ غوثِ اعظم کے
ستارے دونوں کی سوتی ہوئی تقدیر کے چمکے

جب اپنے گھر میاں بیوی یہ دونوں لوٹ کر آئے
اور اُس بے دین کا سامان گھوڑا ساتھ میں لائے

تو اُس کے وارثوں نے کر دیا بس خون کا دعوے
کہ ان دونوں نے مارا اور کل سامان بھی چھینا

جو تھا رنجیت سنگھ اُسکی عدالت میں گیا دعوے
تو ان دونوں کو اور گل شاہ سب کو اُسنے بلوایا

میاں گل شاہ تو مجذوب تھے جنگل میں رہتے تھے
بڑی مشکل سے سالک بن کے وہ دربار میں آئے

کہا سب واقعہ دونوں نے جو کچھ اُن پہ گذرا تھا
نشاں کوڑے کا پھر گل شاہ صاحب نے بھی دکھلایا

بری اُس نے کیا اُن دونوں مظلوموں کو باعزت
دلا کر وارثوں کو اُس نے گھوڑا کر دیا رخصت

کہا دل میں نرالا مرتبہ ہے غوثِ اعظمؓ کا
نہیں ثانی ہے دنیا میں کوئی اس قطبِ عالم کا

سگِ درگاہِ جیلاں شو چو خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ دربارِ جیلانی

دیکھا بہنو! بعد وصال بھی کس قدر کرامتیں حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ظاہر ہو رہی ہیں اور کس قدر کرم آج بھی حضرت سیدنا غوث پاک اپنے چاہنے والوں پر

دن رات سمرتے ہیں۔

ایک مقبول منقبت

اب آخر میں بہنو میں آپ کو وہ منقبت سُنانا چاہتی ہوں کہ جو غوث پاک کے دربار میں بے حد مقبول ہو چکی ہے۔ یہ وہ منقبت ہے جو مولانا شاہ حافظ محمد عمر صاحب وارثی نے ایک ایسے موقع پر لکھی ہے کہ جب ایک طرف طاقت تھی۔ دوسری طرف بے بسی۔ ایک طرف جتھا بندی تھی ایک طرف بے کسی۔ ایک طرف دنیاوی اثرات ایک جانب ہر قسم کے خطرات۔ ایک طرف دنیاوی وجاہت اور حکومت کی قوت دوسری طرف غریبی اور بے زری کی حالت۔ بہنو! یقین مانو کہ بڑی مصیبت کا سامنا تھا۔ جان و مال عزت سبھی کچھ خطروں کے خونی سمندر میں غوطہ زن تھے اُس موقع خاص پر حضرت مولانا نے سیدنا غوث اعظم کے دربار میں بالکل سیدھے سادھے الفاظ میں اپنی درخواست پیش کی۔ بس پھر کیا کہوں بہنو! تیسرے ہی دن کایا پلٹ ہو گئی۔ دشمن یا تو دوست ہو گئے یا ایسے بہنو۔ بلکہ ایسے برباد ہوئے کہ آج تک نہ پنپے۔ ایسی کامیابی ہوئی کہ خداوند تعالے نے سب سُنی بھائی بہنوں کو ایسی کامیابی عطا فرمائے اور سب سے بڑی کامیابی یہ کہ حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالے عنہ نے حضرت مولانا صاحب کو اپنا جلوہ دکھایا اور بڑی مبارک خوشخبری سُنائی۔ بہنو! میں نے کئی بار آزمایا ہے کہ اس منقبت کو جو کوئی جس مصیبت میں پڑھتا ہے اُس کی وہ مصیبت ایسی دُور ہو جاتی ہے کہ گویا کبھی آئی ہی نہ تھی اور دشمنوں کو پست کرنے میں تو اس قدر یہ منقبت شریف کامیاب ثابت ہوتی ہے کہ گویا ایٹم بم ہے اچھا اب سُنئے اس منقبت شریف کو اور سننے سے پہلے ایک مرتبہ درود شریف پڑھئے:-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

درخواست

مشکل میں ہوں یا غوث اعظم للہ مجھے آزاد کرو

فریاد سُنو امداد کرو، غم دُور کرو دل شاد کرو

ہے وقتِ مدد یا غوثِ زماں، امداد کرو امداد کرو
سرکار تمھارا بندہ ہوں۔ سرکار تمھیں دل شاد کرو
کب تک میں بگولا بن کے اُڑوں، کب تک میں اسی چکر میں ہوں
تم ابرِ کرم ہوائے آقا، مٹی نہ مری برباد کرو
دنیا کی حکومت والے کیا، اپنا تو عقیدہ یہ ہے تنہا
اللہ بھی اُسے منظور کرے جس عرضی پر تم صاد کرو
قانون بنے ہیں کچھ ایسے، حقدار کا کچھ حق ہی نہ رہے
مٹ جائیں یہ مثلِ حرفِ غلط، ایسا کوئی ہم ایجاد کرو
کام آئے مری ہر مشکل میں، کی راہبری ہر منزل میں
یا عبدالقادر جیلانی اس فکر سے بھی آزاد کرو
روٹھا تو منایا تم نے مجھے، بچھڑا تو اُٹھایا تم نے مجھے
ہر غم سے چھڑایا تم نے مجھے، تم اپنے کرم کو یاد کرو
سب دل کی متاعِ صبر و سکوں، برباد ہوئی یا غوثِ زماں
تم چاہو تو اس اُجڑے گھر کو، پھر از سرِ نو آباد کرو
لوٹا ہوا نہ رفقاؤں سے، اک آن میں واپس دلوا یا
مجھ کو بھی مرا کاشانہ ملے، تم اس میں رہو آباد کرو
مداحِ نبیؐ ہوں پنجتنی ہوں، قادری چشتی وارثی ہوں
القصہ تمھیں سے نسبت ہے، درخواست پہ میری صاد کرو
سرکار کرم فرمائیں گے، کام آتے ہیں اور کام آئیں گے
مایوس ہو کیوں اس درجہ عمرؔ، وہ خواب کا منظر یاد کرو

آپ کی وفات

بھنو! فتح المبین مطبوعہ مصر کے صفحہ اُناسی میں آپ کی تاریخ وفات دسویں ماہ

ربیع الآخر سنہ پانچسو اکسٹھ ہجری میں ہوئی۔ شب شنبہ میں اور رات میں آپ دفن ہوئے۔ کیونکہ بغداد میں کوئی نہیں بچا جو جنازہ پر حاضر نہ ہوا ہو۔ سارا میدان اور سڑکیں اور بازاریں اور مکانات آدمیوں سے بھر گئے تھے اور آپ کا دفن ہونا دن کو ممکن ہی نہ تھا۔ آپ کی تجہیز سے شب میں فراغت ہوئی۔ نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے سیدنا عبدالوہاب علیہ الرحمۃ نے پڑھائی۔ چونکہ آپ گیارھویں شریف کو دفن ہوئے اسی وجہ سے زیادہ تر آپ کا فاتحہ ربیع الآخر کی گیارھویں شریف کو کیا جاتا ہے۔ اور بھی بعض بزرگوں نے گیارھویں شریف کے کچھ نکات بیان فرمائے ہیں۔

مرشدی و مولائی عاشق رب کریم یادگار پنجتن پاک سید الاولیاء حضرت مولانا شاہ سید حاجی وارث علی صاحب قبلہ رضی المولےٰ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ مرتبہ ھُوْ میں فنا تھے اور ھُوْ کے عدد بحساب ابجد کے گیارہ ہوتے ہیں اس لئے آپ گیارھویں والے پیر مشہور ہو گئے رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ عنا۔

آپ کا فاتحہ

آپ کے فاتحہ کے طریقے جو بزرگانِ دین سے منقول ہیں کئی ہیں میں ایک آسان طریقہ آپ کو بتاتی ہوں اس کو آپ نوٹ کر لیجئے۔ اس کے بے شمار فوائد تحفۃ الراغبین وغیرہ میں لکھے ہیں مگر چونکہ میں اب اپنا بیان ختم کر رہی ہوں اس لئے اب اس سے قطع نظر کرتی ہوں۔

اول وہ درود شریف جس کو خود حضرت غوث پاک پڑھا کرتے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْحِلْمِ
وَالْحِکَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

گیارہ بار۔ پھر آیۃ الکرسی ایک بار۔ پھر سورۂ فاتحہ گیارہ بار۔ پھر قل ہو اللہ شریف مع بسم اللہ کے گیارہ بار۔ پھر درود شریف گیارہ بار۔ اس کے بعد یہ رباعی جو فارسی میں ہے پڑھے۔ جس میں آپ کے گیارہ نام ہیں۔ پھر آپ کے والدین اور پیر صاحب اور

بہنوں کا نام ہے اور آپ کے فرزندوں کا ذکر ہے۔

سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم عرب ۔ بادشاہ و شیخ و درویش و ولی مولانا

میر جیلانی، فاطمہ ثانی ، محی الدین ۔ ہم سید پیر ایشاں مرد حق مردانہ

زینب و بی بی نصیب خواہران حضرت اند

بعد ازاں فرزند ایشاں جملگی جانانہ

اور اس کے بعد اگر چاہے تو چاروں قل وغیرہ بھی پڑھ کر اس کا ثواب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخشے اور پھر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روح پاک کو اس کا ثواب پہونچائے۔ پاکی وطہارت کا پورا لحاظ رکھے[1]۔

اچھا بہنو! اب میں محسوس کرتی ہوں کہ بڑی دیر سے میں نے کوئی نعت شریف نہیں سنائی ہے بات یہ ہے کہ میں سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بیان سنا رہی تھی اس سلسلہ میں مناقب سناتی رہی نعت سنانے کا موقع نہیں ملا۔ اب نعت شریف سنئے۔ یہ نعت سید محمد سراج رسول صاحب حیات وارثی برادر زادہ مصنفہ کی ہے جو خوب کہی ہے۔ سنئے:—

ساغر و مینا

دل میں خیال گنبد خضریٰ لئے ہوئے ۔ بیٹھا ہوں زندگی کا سہارا لئے ہوئے

اے کاروانِ منزلِ طیبہ ترے نثار ۔ مجھ کو بھی اپنے ساتھ خدارا لئے ہوئے

قربان اس نگاہ کے جو بیکسوں کی سمت ۔ اُٹھتی ہے زندگی کا سہارا لئے ہوئے

اس طرح آفتاب عرب ضوفشاں ہوا ۔ بُت رہ گئے خدائی کا دعویٰ لئے ہوئے

صَلِّ علیٰ یہ آمد ساقی کا اہتمام ۔ حوریں کھڑی ہیں ساغر و مینا لئے ہوئے

مجھ کو یہ حادثاتِ جہاں کیا مٹائیں گے ۔ آگئی ذاتِ خاص کا ہوں سہارا لئے ہوئے

جس پر حیاتِ گلشنِ جنت ہے خود نثار

آنکھوں میں ہوں عرب کا وہ صحرا لئے ہوئے

---

[1] اور اس کے علاوہ آپ کی نذر و نیاز کے طریقے اور حاجت براری کیلئے عملیات اگر آپ کو معلوم کرنا ہو تو حضرت مولانا شاہ حافظ محمد عمر صاحب قبلہ قادری وارثی مدظلہ تعالیٰ سے دریافت کیجیے جن کا پتہ ، دفتر سنی آریہ نگر لکھنؤ ہے

باب (۱۱)

بہارِ ولادت

بحکمِ خدائے دو جہاں، بدلی فضائے بوستاں، رخصت ہوا عہدِ خزاں ہوتا ہے سامانِ بہار
خوش ہیں چمن میں باغباں، ہیں بلبل و گل مدح خواں، کہہ دو یہ ڈھونڈیں آکر یہاں سعدی و گلستانِ بہار
سنبل ہی سر سمت تو ہر غنچۂ گل ہے کھلا۔ خوشبو سے ہر گلشن بسا ہے وجد میں باد صبا
آتے ہیں محبوبِ خدا شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ۔ پڑھتے ہیں نعتِ مصطفےٰ شاخوں پہ مرغانِ بہار
سبزہ اگا ہے خاک پر، شمیں ہیں گل بھی جلوہ گر۔ حق نے بچھایا ہے مگر قالین رنگیں سر بسر
سر سبز ہے ہر برگ و بر پھولا پھلا ہی ہر شجر۔ ہے آمدِ خیر البشر کیا کیا ہیں فیضانِ بہار
چھائی گھٹا گلشن ہیں جب رندوں کو چین آتا ہی کب۔ پردے میں ہی بنتِ عنب اور تاک میں ہیں تشنہ سب
ساقی سے ہوتے ہیں طلب، جام مے کوثر کے اب۔ گلشن ہی اک بزمِ طرب ہیں جمع مستانِ بہار
ہے حکم ربِ دو جہاں جائے چمن سے اب خزاں۔ آتا ہے وہ سرورِ رواں قمری ہے جسکے انس و جاں
سر سبز ہو ہر گلستاں شاداب ہو ہر بوستاں۔ سامان وہ ہو اے باغباں، جو کچھ ہو شایانِ بہار
شاداب دل بلبل ہوا آراستہ سنبل ہوا سر سبز گلشن کل ہوا ہر غنچہ کھل کر گل ہوا ؛
مصباح باطل گل ہوا دورِ خزاں کا قتل ہوا۔ صلِ علیٰ کا غل ہوا جب آئے وہ جانِ بہار
نعتِ محمد سے عمر غافل نہ ہو شام و سحر۔ دنیا میں بو گے یہ شجر عقبیٰ میں پاؤ گے ثمر ؛
خوش ہونگے جب خیر البشر ارمان سب آئینگے بر۔ دے گا خدا جنت میں گھر پھر دیکھنا شانِ بہار

اب وہ رسول آنے والا ہے

پیاری بہنو! آپ نے اس پاک و مقدس محفل میں شروع سے اب تک حبیب اللہ کے پیارے محبوب کی تشریف آوری کا ذکر مبارک قرآن پاک و احادیث طیبہ کی روشنی میں سنا ہے جس کی پیدائش کا ذکر خود قرآن کریم میں ان الفاظ کے ساتھ آیا ہے کہ :-

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ — یعنی بیشک اے ایمان والو تم میں آیا اللہ کی طرف سے نور

یعنی پیدا ہوتے ہیں تم میں سید الانبیا سند الاصفیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

وہ مقدس رسول جس کی تشریف آوری کا ذکر پیدائش تمام انبیا و مرسلین اپنے اپنے زمانوں اور اپنی اپنی زبانوں میں اپنی اپنی امتوں کو سُناتے رہے۔ آج بھی انجیل توریت زبور صحف ابراہیم و موسیٰ اور قرآن مجید فرقان حمید میں جس کا ذکر تشریف آوری موجود ہے۔ جن میں سے کچھ مختصر میں نے آپ کو شروع شروع میں سُنایا ہے۔ بہنو! اب اس دنیا میں اس رسول مکرم کی تشریف آوری اس کی پیدائش اس کے ظہور پاک کا حال میں آپ کو سُنا رہی ہوں کہ اب وہ رسول مکرم آنے والا ہے۔

وہ رسول مکرم جس کی سیرت پاک سارے انبیا علیہم السلام کی سیرتوں سے اعلیٰ اور جس کی صورت زیبا تمام حسینان عالم کے حُسن سے بالاتر ہے۔ اب وہ اس دنیا کو اپنی بے نظیر سیرت اور بے مثل صورت سے چمکانے اور دمکانے والا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر جناب حافظ محمد فاروق صاحب قیصر وارثی نے جو مصنف کتاب ہذا کے فرزند رشید ہیں حضور کی نعت پاک میں چند اشعار فرمائے ہیں جن کو سُن کر آپ بہنیں بہت خوش ہوں گی۔

قندیل عرش معلّٰے

تری ذات خیر الوریٰ بن کے آئی — مرے دردِ دل کی دوا بن کے آئی

وہاں تیری ہستی تھی نورِ الٰہی — یہاں رحمتِ کبریا بن کے آئی

بنی تھی جو قندیل عرشِ معلّٰے — وہی شمع ہدیٰ بن کے آئی

تو وہ بادشاہِ دو عالم ہے پیارے — ترے در پہ دنیا گدا بن کے آئی

تری پاک صورت تری پاک سیرت — اندھیرے میں شمس الضحیٰ بن کے آئی

بشارت جو کل ابن مریم نے دی تھی — وہ آج احمدِ مجتبیٰ بن کے آئی

تری خاکِ نعلین اے رشکِ عیسیٰ — ہر اک دردِ دل کی دوا بن کے آئی

ازل سے میں قیصر ہوں مدّاحِ احمد
زباں میری وقفِ ثنا بن کے آئی

بہنو! وہ رسول آنے والا ہے جو سراپا معجزہ تھا اور جس کی سیرت مکمل اعجاز تھی جس کا چلنا پھرنا اُٹھنا بیٹھنا کھانا پینا دیکھنا سُننا ہنسنا رونا سونا جاگنا تمام حرکات و سکنات سب کے سب معجزہ تھے۔ صورت وہ صورت جس کے متعلق خود سرکار فرماتے ہیں کہ :-

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ ۔ یعنی جس نے مجھ کو دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا۔

بہنو! وہ نور مجسم آنے والا ہے۔ جس کے ایک اشارے سے آسمان پر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ جس کے ایما سے ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔ جس کو درختوں اور چوپایوں نے سجدہ کیا۔ جس نے کنکریوں سے کلمہ پڑھوایا۔ جس کو راہ چلتے شجر و حجر نے سلام کیا۔ اے شجر و حجر کیا ہیں جس کو فرشتوں نے سلام بھیجا اور فرشتے کیا ہیں خود خدا نے جس پر صلوٰۃ و سلام کے موتی نچھاور کئے۔

ہاں ہاں وہ آقائے نامدار آنے والا ہے کہ جس کی غلامی پر شاہانِ عرب و عجم کو ناز ہے شاہان عرب و عجم تو درکنار جس کی غلامی پر ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کو فخر ہے جس کے نام پر شہدائے کرام نے اپنی جانیں قربان کیں جس کا ثانی نہ پیدا ہوا ہے نہ ہو گا۔

بے عدیل و بے نظیر و بے مثال و لاجواب جز محمدؐ دو جہاں میں دوسرا ملتا نہیں

وہ آنے والا ہے میری پیاری بہنو! کہ سارا عالم جس کے زیر حکم ہو گا۔ فتح جس کی کنیز نصرت جس کی خادمہ اقبال جس کا غلام خدا جس کا رضا جو جو عالم جس کا مطیع ہو گا سچی جس کی باتیں پیاری جس کی ادائیں مرغوب جس کے ناز محبوب جس کے انداز مرتبہ جس کا رفیع ہو گا۔ وہ دلوں کو لُبھانے والا قلبوں کو جگمگانے والا ظلمتوں کو مٹانے والا جو گنا ہگاروں کا شفیع ہو گا۔ ہر گل جس کا بلبل ہر شمع جس کی پروانہ ہر سرو جس کی قمری اور ہر لیلے جس کی مجنون ہو گی۔ ہر دل میں جس کی تمنا ہر آنکھ میں جس کا نور۔ ہر طبع جس پر مفتون ہو گی۔ سبحان اللہ اب اُس کے مبارک قدم اس دنیا میں آنے والے ہیں۔

جلوہ گر ہونے کو ہے

آفتاب نور وحدت جلوہ گر ہونے کو ہے ظلمت کون و مکاں زیر و زبر ہونے کو ہے
آرہی ہے ہر طرف سے پیہم آوازِ سلام اب ظہور تاجدار بحر و بر ہونے کو ہے
غنچہ و گل کے تبسم سے یہ ہوتا ہے عیاں صحن گلشن میں بہاروں کی خبر ہونے کو ہے

صبحِ صادق کا حسیں منظر یہ لایا ہے پیام نور افشاں اب مدینہ کا قمر ہونے کو ہے

یا درودِ سرورِ عالم ہے اور معراج ہم
اب ہمارا عشق عشقِ معتبر ہونے کو ہے

وہ آنے والا ہے کہ جس کے در کے ادنیٰ گدا شاہانِ عالم کو حکومت بانٹیں گے جس کے در کے فقیر تاجداروں کو سلطنت تقسیم کریں گے۔ جس کے در سے کبھی کوئی خالی نہ جائے گا۔ جو مانگے گا وہ پائے گا۔ اور دنیا کی کوئی شے کیا حقیقت رکھتی ہے یہ تو وہ صاحب عطا آنے والا ہے جس کے ہاتھوں سے جنت اور جنت کی ہر نعمت تقسیم ہو گی۔ اور جنت کیا ہی کوثر کیا ہے حور و غلماں کی کیا حقیقت ہے۔ ارے ہنو! مجھے کہنے دو اور صاف صاف کہنے دو کہ وہ آنیوالا ہے جس کے کرم سے خدا بھی ملے گا جس کی ایک نگاہِ لطف سے بندہ اللہ والا ہو جائیگا اور ایسا اللہ والا بنے گا کہ:۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

مبارک خواب

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب میں اُس نور سے منور ہوئی تو چھ ماہ تک تو مجھے کچھ معلوم ہی نہ ہوا اور عموماً جیسا عورتوں کو بوجھ اور گرانی معلوم ہوتی ہے مجھ کو بالکل نہ معلوم ہوئی۔ چھ ماہ کے بعد سے مجھ کو بشارتیں ہونے لگیں اولوالعزم انبیا علیہم السلام خواب میں آنے اور خوشخبریاں سُنانے لگے کہ اے آمنہ مبارک ہو کہ تمھارے بطن میں سیدالانبیا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔ جب یہ پیدا ہوں تو ان کا نام مبارک محمد رکھنا اور انجیل اور توریت اور زبور میں ان کا نام احمد ہے۔ جب سے مجھ کو یقین ہوا کہ میں نورِ محمدی سے منور اور فائز ہوں۔

آپ فرماتی ہیں کہ ولادت سے قبل میں نے دیکھا کہ ایک نور مجھ سے نکلا کہ تمام عالم اُس نور سے منور اور روشن ہو گیا اور اس قدر نور مجھ پر غالب ہوا کہ اُس روشنی میں مجھ کو شام اور مصر کی عمارتیں صاف صاف نظر آنے لگیں۔

ولادت سے پہلے

بہنو! یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ میلاد شریف کے دشمن ہمیشہ سے رہے ہیں۔ اور ہر زمانے میں کفار و مشرکین اور حق کے دشمنوں نے یہ کوشش کی کہ سب کچھ ہو مگر رسول اللہ کا میلاد نہ ہونے پائے۔ شیطان کو بڑی دشمنی اسی بات کی تھی کہ یہ رسول کیوں پیدا ہو رہا ہے چنانچہ حضرت آدم کی پیشانی پر اُس نے جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور چمکتا ہوا دیکھا تو وہ بلبلا گیا۔ اور اسی وجہ سے اُس نے حضرت آدم کو سجدہ نہ کیا۔ یہ تو اس کو گوارا ہوا کہ مردود بنا کر بارگاہ احدیت سے نکال دیا جائے یہ بھی اُس نے پسند کر لیا کہ اُس کے گلے میں طوق لعنت ڈال دیا جائے۔ یہ بھی اُس نے برداشت کر لیا کہ اُس پر تا قیامت لاحول پڑھی جائے سب اُس کو بجائے عزازیل کے شیطان اور ابلیس کہیں مگر یہ اُس کو گوارا نہ ہوا کہ دنیا میں ولادت پاک ہو سید الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

اسی طرح ہر وہ رسول ہر وہ نبی جو نور محمدی کا حامل ہوا۔ جس کی پیشانی پر نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چمکا اُس کی اُس زمانے کے کافروں نے پوری مخالفت کی۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دوسرے انبیا علیہم السلام پر کیا کیا گذری مگر میری عزیزو نور محمدی جس کی پیشانی پر چمکا غالب وہی ہمیشہ رہا خدا نے اُسی کو فتح و نصرت عطا فرمائی۔ بول اُسی کا بالا ہوا دشمنوں کا منھ ہمیشہ کالا ہوا۔ چنانچہ نمرود کا انجام تمھارے سامنے ہے۔ اور دوسرے کفار و مشرکین دشمنان میلاد سید المرسلین کا حشر تمھارے پیش نظر ہے۔ یہی نہیں بلکہ غیر نبی بھی جو نور محمدی کے حامل ہوئے اُن کے زمانے کے دشمنوں نے بھی جب اس بات کی کوشش کی کہ دنیا میں ظہور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ ہونے پائے آفتاب رسالت نہ چمکنے پائے میلاد شریف سرکار رسالت کا نہ ہونے پائے۔ تو اُن کو بھی خدا نے غارت و برباد کیا اُن کے نام و نشان بھی صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ وہ بھی مر کر مٹی میں مل گئے۔ وہ بھی ہمیشہ کے لئے جہنم میں پہونچ گئے۔ مگر میلاد شریف سرکار عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو کر رہا۔ یہ نور دنیا میں آیا اور گوشہ

گوشہ کو چمکا کر رہا اور اب بھی اور آج بھی میلاد شریف کے دشمنوں کا یہی انجام بد ہم تم سب اپنی آنکھوں سے دن رات دیکھ رہے ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک دیکھنے والے دیکھیں گے۔ سچ فرمایا ہے مجدد دین ملت علیہ الرحمہ نے کہ ؎

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایا تجھ پر بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے جب بڑھائے تجھے اللہ تعالے تیرا

چنانچہ دیکھو میری خواہرو! کہ حضرت عبداللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد بزرگوار کو کہ وہ حامل نور محمدی تھے اور حضور کا نور مبارک صرف دو ہی پردوں میں رہ گیا تھا۔ نجومیوں کاہنوں اور اُس زمانے کے فلاسفروں میں شور برپا تھا کہ اب عنقریب دنیا میں نبی آخرالزماں تشریف لانے والے ہیں۔ پہچاننے والے پہچان بھی رہے تھے جاننے والے جان بھی گئے تھے کہ عبداللہ وہی نوجوان ہے۔ یہ وہی خوبرو ذی شان ہے کہ جس کی صلب میں محبوب رحمٰن دو جہان کا سلطان نبی انس و جان ہے۔ اس لئے جہاں ایسے لوگ بھی تھے کہ جو حضرت عبداللہ کی بڑی عزت و عظمت کرتے تھے اُن سے بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آتے تھے وہاں ایسے خبیثوں کی کمی بھی نہ تھی جو یہ چاہتے تھے کہ حضرت عبداللہ کو قتل کر ڈالیں جب یہ ہی نہ رہیں گے تو میلاد شریف رسول اللہ کا کیونکر ہوگا۔

قاتلانہ حملہ

چنانچہ ستر[1] نفر یہودیوں کی ایک جماعت اسی ارادۂ فاسد سے چلی کہ حضرت عبداللہ کا پتہ لگا کر اُن کو قتل کریں اور اس تدبیر سے میلادالنبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روکیں۔ بہادر یہ لوگ ایسے ہی تھے جیسے آجکل میلادالنبی کے روکنے والے اور چھپے چھپے سب کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ راتوں کو راستہ چلتے تھے اور دن کو ادھر اُدھر گوشوں میں چھپ رہتے تھے۔ کھانے کے لئے اپنا توشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے

[1] عجائب القصص جلد دوم مولانا فخر الدین حسن علیہ الرحمہ

جیسے آجکل بعض بدمذہب چنے اور ستو وغیرہ باندھے گھومتے ہیں۔

یہاں تک کہ مکہ معظمہ کے قریب آکر پہونچے اور ایک جنگل میں انتظار کرتے گئے۔ اتفاق سے ایک دن حضرت عبداللہ شکار کھیلتے ہوئے اُسی طرف جانکلے تو بس بہنو کیا کہوں۔ یہ سب کے سب ظالم تلواریں کھینچ کر چاروں طرف سے دوڑ پڑے حضرت عبداللہ بیچارے تنہا تھے۔ دُور سے کہیں وہب نے بھی دیکھ لیا وہ بھی بچاؤ کے لئے وہاں آکر پہونچ گئے مگر دو آدمی ستر کا کیا بنا سکتے تھے۔

اتنے میں عبداللہ نے کیا دیکھا کہ آسمان پر سے کچھ لوگ ابلق گھوڑوں پر سوار۔ مگر صورتوں میں وہ دنیا کے لوگوں سے ملتے جُلتے نہ تھے چلے آرہے ہیں آکر زمین پر قائم ہوئے اور انھوں نے بھی نکالی تلوار اور چلانے لگے چند منٹ میں اُن ستر یہودیوں کا صفایا کردیا۔ اور پھر آسمان کی جانب چل دیے۔

دیکھا بہنو! یہودیوں نے تو چاہا تھا کہ میلادالنبی نہ ہونے پائے مگر خدا نے چاہا کہ میلاد شریف تو ہوکر رہے گا البتہ روکنے والے نہ رہیں گے۔ چنانچہ غیب سے مدد فرمائی۔ ایسے ہی آج بھی میلادالنبی کی محفل منعقد کرنے والوں کی خدائے تعالےٰ غیب سے مدد فرماتا ہے اور روکنے والے ایسے ہی ہلاک اور برباد ہوجاتے ہیں کہ ان بے دینوں کو خبر تک نہیں ہوتی۔

حضرت عبداللہ کی شادی

بہنو! یہ واقعہ جو میں نے بیان کیا ہے۔ یہ وہب نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ جب وہب اپنے گھر آیا تو اُس نے اپنی بیوی سے سب قصہ سنایا اور کہا کہ تم میری نورچشمی آمنہ کا پیغام عبداللہ کے ساتھ دو شاید میری لڑکی کا نصیبہ چمک اُٹھے۔ چنانچہ زوجہ وہب نے آکر عبدالمطلب سے ذکر چھیڑا۔ چونکہ حضرت آمنہ حسن وجمال اور صورت وسیرت سب طرح سے ایک نیک بخت خاتون تھیں حضرت عبدالمطلب نے فوراً منظور کرلیا۔ اور اس طرح ماہ جمادی الآخر کے مبارک مہینے میں حضرت آمنہ کا نکاح حضرت عبداللہ سے ہوگیا۔ آؤ بہنو! اس موقع پر آپ کو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نعت مبارک میں ایک سہرا سُناؤں۔ مگر شرط

یہ ہے کہ پہلے درود شریف پڑھ لیجئے :۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

نور اللہ کا سہرا

مبارک آپ کے سر پر ہو نور اللہ کا سہرا — مبارک خلق کے دولھا یہ عز و جاہ کا سہرا
خدا کو جب ہوا منظور عظمت دو رسولوں کو — کیا آراستہ نورِ حبیب اللہ کا سہرا
نفی اثبات کے سب گل کھلائے ایک کلمے سے — جو باندھا لا الٰہ کہہ کے الا اللہ کا سہرا
فرشتوں نے کیا سجدہ جو فوراً مصلحت یہ تھی — سرِ آدم پہ تھا نورِ حبیب اللہ کا سہرا
سجا کر نوح کی کشتی میں بھیجا حق تعالےٰ نے — مرے کونین کے دولھا رسول اللہ کا سہرا
نہ کیوں گلزار ہو جاتی خلیل اللہ پر آتش — بندھا تھا اُن کے سر پر نورِ نور اللہ کا سہرا
گندھا یا حضرت ابراہیم و اسمٰعیل سے حق نے — مہکتے نور کے پھولوں سے بیت اللہ کا سہرا
عزیزو دیکھنا محشر میں کیا کیا گل کھلائے گا — محمد سرورِ کونین صلے اللہ کا سہرا
براتی امتی ہوں گے نبی دولھا بنے ہوں گے — سرِ اقدس پہ ہوگا رحمت اللہ کا سہرا
مبارک ہو یہ سہرا اُس شفیع روزِ محشر کو — بندھا یا جس نے امت کو اطیع اللہ کا سہرا

پروئے نعت کے رشتے میں گلہائے مضامیں ہیں
عمر کیا خوب گوندھا ہے نبی اللہ کا سہرا

بہنو! اب حضور کی آمد آمد کا ذکر ہے دل جوشِ مسرت سے بھرپور ہے انتظار کی گھڑیاں کاٹے نہیں کٹ رہی ہیں۔ اس سلسلے میں ذرا قیصر صاحب خلف مصنف کی ایک نعت اور سن لیجئے :۔

ہجر میں جان لب پر آئی ہے — یا نبیؐ آپ کی دُہائی ہے
جذبۂ شوقِ دید کیا کہیئے — روح آنکھوں میں کھنچ کے آئی ہے
جل رہی ہے جو مثلِ پروانہ — شمع نے کس سے لَو لگائی ہے
گل نہ ہوں گے وہ جن چراغوں نے — شمع طیبہ سے لَو لگائی ہے

عرش زیرِ قدم ہے اے قیصر
واہ کیا شانِ مصطفائی ہے

باب (۱۲)

ولادت کا وقت

بہنو! جب وقت ولادت باسعادت قریب آیا اور آثار اُس نورِ الٰہی کے ظہور کے معلوم ہونے لگے تو آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ وہ وقت میرے لئے بڑی مسرت کا وقت بھی تھا اور حیرت کا وقت بھی، وہ رات شب ولادت بھی تھی اور لیلۃ الحیرت بھی۔ وہ یوں کہ عرب کے رسم و رواج کے مطابق جس عورت کا شوہر انتقال کر جاتا تھا اُس عورت کو لوگ منحوس سمجھتے تھے۔ میں نے جو اپنی سہیلیوں اور بعض عورتوں کو بلایا تو انھوں نے صاف انکار کر دیا کہ تم بیوہ ہو میں تمھارے گھر کیونکر آسکتی ہوں۔ اس بات سے میرا دل دُکھ سا گیا۔

کچھ دیر کے بعد مجھ پر پیاس کا غلبہ ہوا میں کسی نہ کسی طرح اُٹھی اور گھڑے تک پہونچی۔ دیکھا تو گھڑا ابھی خشک ہے۔ پھر میں نے خیال کیا کہ اُٹھ کر چراغ ہی جلادوں کیونکہ چراغ بھی ایک قسم کا دوسرا کہلاتا ہے مگر میں جب چراغ کے قریب پہونچی تو کیا دیکھتی ہوں کہ چراغ میں تیل بھی ندارد۔ میں بہت پریشان ہوئی اور میری زبان سے بے ساختہ یہ نکل گیا کہ یا اللہ جس تیرے رسول کی آمد ہے جو سراجاً منیرا بزمِ عالم کو اُجاگر کرنے والا ہو آج اُس کی ماں اپنے گھر میں تنہا ہو کوئی اُس کا کفیل نہ ہو اُس کے گھڑے میں پانی اور چراغ میں تیل نہ ہو یہ کیا اندھیر ہے بس میں نے کیا دیکھا کہ میرا مکان خوبصورت عورتوں سے بھرا ہوا ہے میں نے پوچھا کہ تم کون ہو کہاں سے آئی ہو۔ انھوں نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہم دنیا کی عورتیں نہیں بلکہ ہم جنت کی حوریں ہیں تمھاری تنہائی دور کرنے اور تمھاری خدمت کا شرف حاصل کرنے کے لئے آرہے ہیں اس لئے کہ تمھارے گھر میں تشریف لانے والے ہیں ہمارے آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

فرماتی ہیں کہ تنہائی تو یوں دُور ہوئی گھر میں روشنی یوں پھیلی کہ آسمان کے تارے میرے مکان کی چھت کے قریب معلوم ہونے لگے۔ پیاس یوں دور ہوئی کہ ایک فرشتہ میرے سامنے بڑے ادب کے ساتھ ایک جام شراب طہور کا لئے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اِشْرَبِی یا اٰمِنَہ

یعنی بیبی آمنہ میں نے وہ جام لے کر نوش کیا۔ مثال کے طور پر بتاتی ہیں کہ شہد سے زیادہ میٹھا دودھ سے زیادہ سفید اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔ مجھے اصرار کر کے خوب ہی پلایا۔ پھر اسی فرشتے یعنی جبریل علیہ السلام نے مؤدبانہ آپ کے سامنے یوں عرض کرنا شروع کیا۔

حضرت جبریل کی درخواست

اِظْهَرْ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ — سب رسولوں کے اب اے سردار ظاہر ہو جیے
اِظْهَرْ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ — خاتم پیغمبراں سرکار ظاہر ہو جیے
اِظْهَرْ یَا سَیِّدَ الْعَالَمِیْنَ — شاہِ عالم رحمتِ غفار ظاہر ہو جیے
اِظْهَرْ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ — عاصیوں کے شافع و غمخوار ظاہر ہو جیے
اِظْهَرْ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ — اپنے رب کے محرم اسرار ظاہر ہو جیے
اِظْهَرْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ — اے رسول اے سید ابرار ظاہر ہو جیے
اِظْهَرْ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ — افضل الکل نائب جبار ظاہر ہو جیے
اِظْهَرْ یَا نُوْرًا مِّنْ نُوْرِ اللّٰهِ — نورِ وحدت منبعِ انوار ظاہر ہو جیے
بِسْمِ اللّٰهِ اِظْهَرْ — از پئے نامِ خدا سرکار ظاہر ہو جیے
یَا مُحَمَّدَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ — یا محمد احمد مختار ظاہر ہو جیے
فَظَهَرَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ — سنتے ہی نام خدا جبریل سے خیر البشر
کَالْبَدْرِ بِالتَّمْنِیْرِ — یوں ہوئے ظاہر کہ جیسے ابر سے نکلے قمر

دیکھتے ہی روئے زیبا کہہ اٹھے روح الامیں — السلام اے فخر عالم اے شفیع المذنبیں
ساتھ ہی ہیں نغمہ زن ہیں انبیاء و مرسلیں — عرض کرتے ہیں ادب سے السلام اے شاہ دیں
تم کو بھی با صد ادب لازم ہے تعظیماً قیام — سب پڑھیں سلمٰی خدیجہ اور زبیدہ السلام
آمنہ زہرا غنیمہ اور سب با احترام — اور جملہ حاضراتِ محفلِ خیر الانام

دست بستہ یوں ادب سے عرض پیرا ہوں تمام
کیجئے مقبول آقا ہم کنیزوں کا سلام

اب یہ سلام شروع کیجئے جو حضرت مصنف نے بارہا دربار رسالت صلے اللہ علیہ وسلم

میں پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے اور کافی زائرین کے ہمراہ حضور کے روضۂ پاک کے سامنے اس کو بار بار پڑھا ہے :۔

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

منبعِ جود و سخا ہو مخزن لطف و عطا ہو ۔۔ پیارے محبوب خدا ہو بخشدو جس کو چاہو

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

حق کے پیغمبر تمھیں ہو خلق کے رہبر تمھیں ہو ۔۔ ساقیِ کوثر تمھیں ہو شافعِ محشر تمھیں ہو

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

دلبرِ صدیق اکبرؓ جانِ فاروقؓ دلاور ۔۔ راحت عثمانؓ و حیدرؓ جد حسنینؓ مطہر

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

لو خبر اے حق کے پیارے تاکہ حل عقدے ہوں سارے ۔۔ گو عمل بد ہیں ہمارے نام لیوا ہیں ہم تمھارے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

ہیں بہت حیراں مسلماں حال پر اپنے ہیں گریاں ۔۔ آیئے محبوب سبحاں کیجیے مشکل کو آساں

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

بخت خفتہ کو جگا دو خواب میں جلوہ دکھا دو ۔۔ ہجر کے غم کو مٹا دو میری بگڑی کو بنا دو

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

نزع کے دم کام آنا دید کا شربت پلانا ۔۔ مکرِ شیطان سے بچانا کلمۂ طیب پڑھانا

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

نزع کا وہ سخت عالم سب جدا ہوتے ہوں جس دم ۔۔ آپ ہوں بالیں پہ اُس دم میں کروں یہ عرض پیہم

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

قبر سے جس دم اُٹھوں میں آپ ہی کے ساتھ ہوں میں ۔۔ خلد میں ہمراہ چلوں میں راستہ میں یہ پڑھوں میں

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

حشر کے دن بخشوانا اپنے دامن میں چھپانا ۔۔ نارِ دوزخ سے بچانا جامِ کوثر کے پلانا

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

باغ جنت کا سجا ہو تخت نورانی بچھا ہو اُس پہ تم جلوہ نما ہو اور عمر یہ کہہ رہا ہو

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْكَ
یَا حَبِیْبُ سَلَامٌ عَلَیْكَ صَلوٰۃُ اللہُ عَلَیْكَ

دوسرا سلام

از معراج قدیری دارئی

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْكَ
یَا حَبِیْبُ سَلَامٌ عَلَیْكَ صَلوٰۃُ اللہُ عَلَیْكَ

آپ کی ذات مکرم باعث تخلیق عالم آپ پر اے فخر آدم ہو سلام پاک پیہم

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْكَ

صبح صادق کا وہ منظر اور وہ میلاد پمیبر بلبل سدرہ کے لب پر تھا یہ نغمہ روح پرور

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْكَ

مرخ بہارِ صبح قدرت زلف شبگوں شام جنت دل سراسر رازِ وحدت آئینہ دارِ حقیقت

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْكَ

اول و آخر تمھیں ہو باطن و ظاہر تمھیں ہو حاضر و ناظر تمھیں ہو دین کے ناصر تمھیں ہو

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْكَ

بارشِ لطف و کرم ہے خندہ زن ہر اہل غم ہے آمد شاہ اُمم ہے اب جو کچھ مل جائے کم ہے

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْكَ

ہر طرف جلوے نمایاں ہر طرف شمعیں فروزاں عرش سے تا بزم امکاں ہے چراغاں ہی چراغاں

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْكَ

سلسبیل و حوضِ کوثر خلد کا ہر اک گلِ تر عرش و کرسی ماہ و اختر سب کے سب تم پر نچھاور

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْكَ

ہر سحر خورشیدِ خاور اور ہر شب ماہ و اختر سوئے روضہ سر جھکا کر عرض کرتے ہیں برابر

یَا نَبِیُّ سَلَامٌ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْكَ

کاش جاگ اُٹھے مقدر کاش ہو وہ دن میسّر　　سر جھکا کر آستاں پر یوں کہوں با دیدۂ تر

یَا نَبِیْ سَلَامٌ عَلَیْکَ یَا رَسُوْل سَلَامٌ عَلَیْکَ

با خلوص و با عقیدت سب ہیں حاضر پیشِ خدمت　　ہو قبول اے شاہِ اُمّت ہدیۂ اہلِ محبّت

یَا نَبِیْ سَلَامٌ عَلَیْکَ یَا رَسُوْل سَلَامٌ عَلَیْکَ

اب تو رحمت کی نظر ہو اب تو قسمت کو بنا دو　　اپنے معراج حزیں کو اب تو روضے پر بُلا لو

یَا نَبِیْ سَلَامٌ عَلَیْکَ یَا رَسُوْل سَلَامٌ عَلَیْکَ

یَا حَبِیْب سَلَامٌ عَلَیْکَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیْکَ

آخری دُعا

آرزو ہے خاتمِ پیغمبراں کا ساتھ ہو　　تیرگی میں شمعِ بزمِ مُرسلاں کا ساتھ ہو

نورِ حق محبوبِ ربِّ انس و جاں کا ساتھ ہو　　رحمتِ عالم حبیبِ دو جہاں کا ساتھ ہو

ہر جگہ یا رب شہِ کون و مکاں کا ساتھ ہو

آئے جب حکمِ اجل اور قصرِ تن برباد ہو　　مُرغِ جاں جس دم اسیرِ پنجۂ صیّاد ہو

جب شکستہ حال ہو اور غم سے دل ناشاد ہو　　پیکرِ خاکی سے میرے روح جب آزاد ہو

اُس سکونِ درد اُس آرامِ جاں کا ساتھ ہو

یہ دعا مقبول ہو بہرِ محمدؐ مصطفےٰ　　آئے جب دورِ خزاں بدلے زمانے کی ہوا

پتّہ پتّہ سُوکھ کر گر جائے جب اس باغ کا　　گلشنِ ہستی میں یا رب جب چلے بادِ فنا

اُس گلِ وحدت بہارِ جاوداں کا ساتھ ہو

ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہوں جب زمین و آسماں　　جب پہاڑوں سے نکلتا ہو جہنم کا دھواں

جب اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْض کا منظر ہو عیاں　　زلزلوں سے جب تہ و بالا ہو نظمِ دوجہاں

میرے رب اُس پیکرِ امن و اماں کا ساتھ ہو

نور و نکہت رنگ سب کی زینتیں جس پر نثار　　جام و صہبا جس پہ صدقے فرحتیں جس پر نثار

راحتیں جس پر تصدق عشرتیں جس پر نثار　　کوثر و تسنیم قربان جنّتیں جس پر نثار

اُس سُرورِ جاں نشاطِ بیکراں کا ساتھ ہو

جب کسی سر پر کسی کا سایۂ داماں نہ ہو
جب کسی مجرم کی بخشش کا کوئی ساماں نہ ہو
جب کسی کی مہربانی کا کوئی امکاں نہ ہو
جب کسی کے حال کا جھوٹوں کوئی پرساں نہ ہو

اُس انیسِ غم رفیقِ بیکساں کا ساتھ ہو

چین لینے دے نہ جب دم بھر گناہوں کی خلش
جب نہ آئے کام دنیا کی کوئی داد و دہش
کھینچتی ہو اپنی جانب جب جہنم کی کشش
آگ برساتی ہو جب خورشید محشر کی تپش

اُس سحابِ نور نازِ محبراں کا ساتھ ہو

حلق میں کانٹے پڑے ہوں شعلہ زن ہوں دل کے داغ
جل رہا ہو جب کلیجہ جیسے جلتا ہو چراغ
سوکھ جائیں ہونٹ جب دم بھر نہ ہو دل کو فراغ
جب زبانیں خشک ہو جائیں پریشاں ہو دماغ

نکہت و انوار کی موجِ رواں کا ساتھ ہو

رحمتِ عالم شفیع المذنبیں ہے جس کی ذات
اک اشارے پر ہے جس کے منحصر سب کی نجات
ہے گنہگاروں خطاکاروں کی عزت جسکے ہات
جس کی ذاتِ پاک ہے مشکلکشائے کائنات

اے مرے رب اُس پناہِ دو جہاں کا ساتھ ہو

کاش دل کی آرزو بر لائے وہ رب غفور
وقتِ آخر اے عمر کاش آئیں بالیں پر حضور
اُس گھڑی سے پھر کبھی ہوں اُنکے قدموں سے نہ دور
نزع کے ہنگام سے معراج تا یوم نشور

کاش اُس عقدہ کشائے دو جہاں کا ساتھ ہو

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا وَحَبِیْبِنَا
وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَهْلِبَیْتِهٖ
وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ
یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝
وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

زنانہ میلاد شریف کے متعلق ایک ضروری فتوے

از حضرت شیر بیشہ سنت مظہر اعلیٰحضرت الحاج مولانا مولوی مفتی حافظ قاری مناظر اہلسنت
ابو الفتح محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری رضوی لکھنوی دامت برکاتہم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت اس مسئلہ میں کہ عورتوں کو عورتوں کے مجمع میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک سننا یا سنانا تنہا یا ملکر جائز ہے یا ناجائز۔ یا عورتیں اس نعمت عظمےٰ سے محروم ہی کردیگیی ہیں۔ وہ حضور کا ذکر مبارک یا نعت شریف یا آپ کی ولادت کا بیان یا عورتوں کو پند و نصائح عورتوں کے مجمع میں بھی زبان پر لا ہی نہیں سکتیں۔ کیا صحابیات رضی اللہ تعالےٰ عنہن یا سلف صالحین میں عورتوں نے عورتوں کو کبھی ذکر خیر سنایا ہی نہیں۔ بس حضور کی تعریف و توصیف کا حق صرف مردوں کو ہی نظماً ہو یا نثراً عورتوں کو قطعاً جائز ہی نہیں اگر ایسا ہے تو اس کا ثبوت ؟

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

اللہ تبارک و تعالےٰ اپنے محبوب حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ o یعنی اور ہم نے تیرے لئے تیرے ذکر کو اونچا کیا۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حدیث قدسی وارد ہوئی کہ اللہ تبارک و تعالےٰ اپنے محبوب حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے فرمایا جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِّنْ ذِكْرِيْ فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِيْ۔ یعنی تجھ کو اپنے ذکر سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تیرا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ ان الٰہی ارشادوں سے صاف و روشن کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر پاک اللہ تعالےٰ ہی کا ذکر اقدس ہے اور اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا o یعنی وہ ایمان والے مرد جو اللہ کا ذکر بہت کرنیوالے ہیں اور وہ ایمان والی عورتیں جو اللہ کا ذکر کرنیوالی ہیں اللہ نے اُنکے لئے مغفرت اور بہت بڑے ثواب کو تیار کر رکھا ہے۔ ثابت و روشن ہوگیا کہ جو مسلمان مرد یا مسلمان عورتیں حضور اقدس صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر پاک کریں اُنکے لئے اللہ تبارک و تعالےٰ کی طرف سے بخشش و اجر عظیم مہیا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ o یعنی تو اے ایمان والو تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں بھی حدیث قدسی وارد ہوئی کہ اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے مَنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ اَذْكُرْهُ فِيْ نَفْسِيْ

وَمَنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَأٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَأٍ خَیْرٍ مِّنْ مَلَأِهٖ۔ یعنی جو میرا ذکر تنہائی میں کرے گا میں اُس کا ذکر تنہائی میں کروں گا اور جو کسی مجلس میں میرا ذکر کرے گا میں اس کی مجلس سے بہتر مجمع میں اُسکا ذکر کروں گا۔ اس حدیث قدسی کو اُس حدیث قدسی کے ساتھ ملانے سے نتیجہ ظاہر و روشن کہ جو مسلمان مرد یا مسلمان عورت تنہائی میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک کرے اللہ تعالیٰ بھی تنہائی میں اُس کا ذکر فرمائے گا۔ اور جو مسلمان مرد یا مسلمان عورت کسی مجمع میں حضور اکرم نورِ مجسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک کرے اللہ تعالےٰ بھی اُسکے مجمع سے بہتر مجمع میں اُسکا ذکر فرمائے گا۔ لہذا اگر سنی مسلمان عورتیں عورتوں کے ایسے مجمع میں جو ملاہی و اسباب فسق و فجور سے پاک ہو احکام شرعیہ کے موافق صحیح روایتوں کے ساتھ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک نثر میں یا نظم میں سُنائیں تو شرعاً جائز ہے مستحسن ہے مستحب ہے باعث ثواب جسیم و ذریعہ حصول مغفرت و اجر عظیم ہے قال اللہ تعالےٰ وَاذْكُرْنَ مَا یُتْلٰى فِیْ بُیُوْتِكُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا ۝ واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ وصلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلےٰ آلہ وسلم۔

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی

غفرلہ و حفظہ ربہ القوی۔

۱۴ رجب المرجب ۱۳۷۸ھ روز شنبہ مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۵۹ء

ہدیۂ تشکر

میں اپنے اُن تمام علمائے کرام و مفتیان عظام کا انتہائی شکر گذار ہوں جنھوں نے اپنے مقدس فتاوے اور مبارک تقریظات سے اس حقیر کتاب زینۃ المیلاد میں تزئین کا اضافہ فرمایا۔ نیز بعض علمائے کرام کی تقریظات اور فتاوے ابھی موصول بھی نہیں ہوئے۔ انشاءاللہ تعالےٰ آئندہ اڈیشن میں ہم ان سب کو شائع کر کے زینۃ المیلاد کو مزید مزین کرنے کا شرف حاصل کریں گے۔

مُصنّف غفرلہ